

6

دینی، سماجی، اخلاقی اور تعلیمی امور کا محافظ جوہر آباد

تنظیمی و تحریری مجلہ  
ذی القادسیہ ۱۴۲۵ھ مطابق ستمبر ۲۰۰۳ء

مارچ ۷۸۶/۹۲/۶۶ ۲۰۰۳ء

مذاہب عالم میں  
رحمت عالم کا ذکر خیر

قدس سرہ

امام احمد رضا بریلوی

ڈاکٹر انعام الحق کوش، سید غوث شہید گیلانی، میجر محمد قاسم، طارق سلطان پوری کی تحریریں

سفیر اسلام

مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی  
قریب قاری، نقیل احمد قادری رضوی



ایک گمنام نعت گو اور سیرت نگار

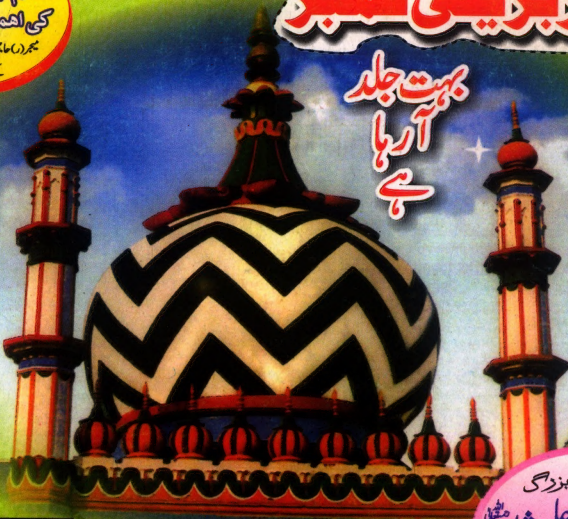
راجہ محمد شریف

اڈا شریف آباد (راولپنڈی)

اسلام میں محرم الحرام  
کی اہمیت و فضیلت  
مجموعہ ماحیہ رائے محمد قاسم اعظمی  
کے قلم سے

تاجدار بریلی نمبر

بہت جلد  
آ رہا ہے



عظیم صوفی بزرگ

حضرت سید مقصود علی شاہ  
کوٹ گلہ شریف  
قادیانہ کے آقا گرام

شیخ القرآن

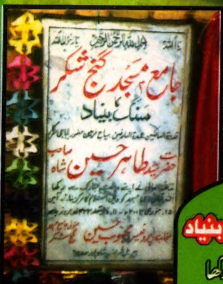
مولانا علی احمد سندھیوی

سے انٹرویو

پروفیسر شریف

جامع مسجد گنج شکر کاسنگ پشاد

حضرت بابائی سید طاہر حسین شاہ نے لکھا





# مسلم ہینڈز انٹرنیشنل

دنیا کے 34 ممالک میں فعال اور منظم نیٹ ورک  
کے ساتھ انسانی خدمت کے جذبے سے مصروف عمل

فلسطین، چین، موزمبیق، کشمیر اور افغانستان کے لئے امداد، خوراک

صرف گزشتہ سال میں دولاکھ تیس ہزار افراد مستفید ہوئے۔

سینکڑوں نادار یتیم بچوں کے لئے ماہانہ تعلیمی وظائف اور فیملی کے لئے ماہانہ امداد

ہر سال سینکڑوں بے روزگار افراد کو مختلف ہنر سکھا کر روزگار کے قابل بنانا

نیٹ ورک میں شامل تقریباً تمام ممالک میں بنیادی تعلیم کے اداروں اور کمپیوٹر سنٹر کا قیام

سالانہ سینکڑوں ہینڈ بکس کے علاوہ کوڑوں اور پائپ لائن کے ذریعے لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی

ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر لاکھوں مہاجرین اور غرباء مساکین کے لئے قربانی کا اہتمام

جنگ اور قدرتی آفات کے نتیجے میں تباہ حال خاندانوں کی بحالی کے لئے سینکڑوں مکانات کی تعمیر

ہنگامی امداد

میڈیکل سہولیات

آرٹھرو پلاسٹک

وکیلٹل ٹریننگ

تعلیمی سہولیات

صاف پانی کی سہولیات

قربانی

تعمیر مکانات

اس کے علاوہ خدمت کے گئی منصوبہ جات جن میں

زکوٰۃ، صدقات اور خیرات کی صورت میں آپ کی مستقل امداد کی اشد ضرورت ہے

اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات درج ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں۔

## MUSLIM HANDS

148--164 GREGORY BOULEVARD NOTTINGHAM NG-7 5 JE

شہزادہ طاہر سلطان قادری

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملکی اقدار کا محافظ

مفتی محمد قادی

مارچ 2003ء

# النوار رضا

جوہر آباد

مدیران معاون

صاحبزادہ طاہر سلطان قادری  
قاری محمد عامر خان

چیف ایگزیکٹو

مفتی آصف محمود قادری

چیف ایڈیٹر

ملک محبوب الرحمن قادری

ایڈیٹر

محمد قادی

سرکولیشن  
مینجر

صوفی حافظ محمد یوسف قادری

## مجلس تحریر

محقق العصر مفتی محمد خان قادری  
پروفیسر محمد ظفر الحق بندیلوی  
پروفیسر حفیظ تائب، سید صابر حسین بخاری  
علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری  
سید عبداللہ شاہ قادری، طارق سلطانپوری

## فیس سہولیت

سیاح حرمین حضرت بابا سید طاہر حسین شاہ نقشبندی،  
پیر طریقت صاحبزادہ محمد شتیق الرحمان (ڈھانگری شریف)  
استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالحق بندیلوی  
پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی (پیر بل شریف)

قیمت فی شمارہ 40 روپے

## مجلس انتظامیہ

مرزا محمد کامران طاہر، ملک محمد قمر الاسلام، مظہر حیات قادری  
عبدالقدیر

## مجلس مشاورت

پیر طریقت میاں غلام صفدر گولڑوی، ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان،  
سید ضیاء النور شاہ، حافظ خان محمد مائل ایڈووکیٹ، الطاف چغتائی، پروفیسر قاری محمد مشتاق انور،  
ملک الطاف عابد اعوان، ملک قاری محمد اکرم اعوان، ڈاکٹر خالد سعید، محمد جاوید اقبال کھارا،  
مرزا عبدالرزاق طاہر، صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ، ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی، ریاض صدیق ملک

Mob: 0300-9429027

Ph: 0454/721787

النوار رضا لائبریری بلاک نمبر ۴ جوہر آباد ضلع خوشاب



## حسن ترتیب

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
1	حمد و مناجات	حضرت حافظ لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ	3
2	نعت سرور کونین ﷺ	نشی پیارے الال روقی دہلوی۔ سید سجاد رضوی	4
3	اداریہ	مدیر اعلیٰ	5
4	ورفتا کد ذکر	علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ	7
5	مذہب عالم میں رحمت عالم ﷺ کا ذکر خیر	ملک محبوب الرسول قادری	11
6	حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطاب	ادارہ	19
7	سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات	ملک محبوب الرسول قادری	27
8	مرشد کاملان داتا علی ہجویری قدس سرہ	محمد محبوب الرسول قادری	29
9	وارث علوم غوث اعظم پیر سائیں حضرت حافظ عبد الغفور قادری قدس سرہ کا قطع کن وصال	طارق سلطانپوری	34
10	سفر عشق رسول امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی	35
11	حمد رب جلیل	رفیع الدین ذکی، حکیم عبد الکریم شمر	40
12	عبد المصطفیٰ مولانا احمد رضا خاں قادری	مہاجر حاجی محمد قاسم ڈھڈی	41
13	مسجد..... اسلامی معاشرے کا ثقافتی مرکز	ملک محبوب الرسول قادری	45
14	جامع مسجد خٹک شکر..... بریل کا سنگ بنیاد	محبوب قادری	51
15	قطعہ سال ولادت و وصال	حضرت قبلہ عالم پیر علی شاہ کوٹڑی قدس سرہ	54
16	اسلام میں محرم الحرام کی اہمیت و فضیلت	سبحر (ر) رائے محمد قاسم ڈھڈی (جوہر آباد)	55
17	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اسلام آباد کا نعتیہ شاعرہ	حافظ نور احمد قادری	60
18	ڈاکٹر حکیم نور محمد مرحوم کی یاد میں	ملک محبوب الرسول قادری	61
19	مکتوب گرامی بنام مدیر اعلیٰ انوار رضا	شیخ الحدیث مولانا عبد الکریم شرف قادری	63
20	فردوس آشیان ام محسن العلی	طارق سلطانپوری	64
21	سفر اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ	قاری شکیل احمد قادری رضوی	65
22	شیخ القرآن مولانا مفتی علی احمد سندھیلو سے انٹرویو	ملک محبوب الرسول قادری	83
23	یادگار اسلاف حضرت پیر سید مقصود علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ	قاری ملک محمد اکرم عوان	97
24	مدیر اعلیٰ کے نام مکتوب بمیل	مفتی بمیل احمد عینی	100
25	ایک گما نعت کو اور سیرت نگار راجہ محمد شریف مرحوم	ملک محبوب الرسول قادری	101
26	حضرت علامہ حافظ نور الدین فاروقی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ	صاحبزادہ فخر الامین فاروقی پکڑی شریف	105
27	سلام رضا طارق سلطانپوری کی تعینین..... ایک جائزہ	پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوٹڑی (کوئٹہ)	110

## مناجات

## حمد باری تعالیٰ

حضرت حافظ لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

جس شے پہ نظر اٹھے مجھے تیری خبر دے مدام لب پہ مرے حمد کا ترانہ رہے  
جو دیکھ سکے نور ترا ایسی نظر دے یونہی کلام کا انداز والہانہ رہے  
کاشانہ ادراک میں ہو تیری تجلی جدھر نگاہ اٹھے تو ہی تو نظر آئے  
سینے کو مرے معرفت ذات سے بھر دے نظر میں قدرت حق کا نگار خانہ رہے  
ہوں مذکر سے تیرے مرے اشعار بھلی نفس میں رہے تیری یاد کی خوشبو  
افکار کو تابندگی شمس و قمر دے کچھ ایسا ربط حسین تجھ سے غائبانہ رہے  
ہو حمد تری میرے خیالات کا محور ہوں میری زیت کا حاصل وہ رتجگے پھر بھی  
جو تیری شہادت ہے مجھے ایسا ہنر دے بھوئے کعبہ وہ کیفیت شبانہ رہے  
ہوں سوز کا آئینہ مرے حمدیہ اشعار فضائے صحن حرم سے ہو پھر نظر شاداب  
جذبات و خیالات کو وہ رنگ اثر دے مری نگاہ میں منظر وہی سہانہ رہے  
مدت سے مری زیت ہے زندانی حالات تصورات میں عہد سلف کی ہو تنویر  
آزاد ہر اک فکر رنج سے کر دے نظر میں سرور کونین کا زمانہ رہے  
مل جائے مجھے جس سے حضوری کی بشارت جو دل کے ساز پہ نغمہ بنے محبت کا  
ایسا کوئی پیغام مجھے بادِ سحر دے مرے لبوں پہ وہ اک حرفِ محرمانہ رہے  
کعبے کی زیارت سے مشرف ہوں نگاہیں کچھ اس طرح سے میں لکھتا ہوں ثنا تیری  
تو اپنے خزانے سے مجھے رخت سفر دے کہ تیرا لطف و کرم مجھ پہ بیکراں نہ رہے  
ہاتھوں میں ہو حافظ کے تری حمد کا دیواں ترا ہی نور ہو حافظ کی خلوت جاں میں  
جب اذن حضوری تو مجھے باردگر دے ترے ہی ذکر سے روشن چراغ خانہ رہے



## نعت سرور کوئین ﷺ

وہ حسن ہے ٹھہرنا نظر کا محال ہے  
دیکھے رخِ نبی ﷺ کے تابِ جمال ہے  
آیا نظر جو طور پہ نورِ جمال ہے  
کہتے ہیں جس کو برق وہ شانِ جلال ہے  
میں اور مری زبان یہ توصیف شاہِ دیں ﷺ  
بخشا ہوا حضور ﷺ کا حسنِ مقال ہے  
رنگِ بقا ہے جلوۂ آئینہ بقا  
یہ عالمِ ثبات فقط اک خیال ہے  
دل سے نکل کر آگئے جلوے نگاہ میں  
آنکھوں میں رکھ لیا یہ نظر کا کمال ہے  
ترپا رہی ہے کاوشِ ہجرِ نبی ﷺ مجھے  
بیٹھا ہوا جگر پہ وہ تیرِ ملال ہے  
بے خود بنا دیا ہے تمنائے دید نے  
یہ فرطِ شوقِ وصال ہے  
دل لے رہا ہے شوقِ زیارت میں چٹکیاں  
کوسوں بڑھا ہوا مرا پائے خیال ہے  
کیا پوچھتے ہو حسرتِ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ  
کہہ دیں گی آرزوئیں جو اس دل کا حال ہے  
ہر وقت ہے طلب تو اسی کی ہے اک طلب  
کوئی سوال ہے تو اسی کا سوال ہے  
دل پر کھینچی ہوئی ہے جو تصویرِ مصطفیٰ ﷺ  
روشنی یہ اک کرشمہ رنگِ خیال ہے  
(منشی پیارے لال روشن دہلوی)

نعت کیا ہے؟ تپشِ دل کا دُغوا اظہار  
نعت کیا ہے؟ دل بے تاب کو سامانِ قرار  
نعت کیا ہے؟ چمنِ دل کے لئے اذنِ حیات  
جس سے ہوتی ہے ہر اک چشمِ بصیرت بیدار  
نعت کیا ہے؟ دمِ عیسیٰ کا بدلِ بہرِ خیال  
جس سے جاگ اٹھتے ہیں آئینہ دل میں افکار  
نعت ہے توبہِ آدم کے لئے راہِ قبول  
نعت ہے نوح کی کشتی کے لئے اذنِ قرار  
نعت ہے اصلِ اساسِ یسویٰ کا کلیم  
جس سے ہو جاتے ہیں دلِ سحر جہاں سے بیزار  
نعت ہے سایہِ رحمت میں ضیا پاشیء نور  
جس کے صدقے میں ہوا کون و مکال کا اظہار  
نام سے جن کے ہوا ذاتِ احد کا چرچا  
دیکھ کر جن کو کیا سب نے خدا کا اقرار  
جن کے ہاتھوں نے کیا پاکِ جنتوں سے کعبہ  
نقشِ پا جن کے ہوئے دہر میں توحید آثار  
نعت ہے ان کی ثناءِ خوانی کی جرأت کا نشان  
مدحِ خواں جن کا ہے قرآن میں ربِ مختار  
چشمِ خورشید ہے وہ ان کی نگہ کے باعث  
خاکِ پا ان کی ہوئی سرمہء چشمِ ابرار  
حاصلِ تجربہ دہرِ یہی ہے سجاد  
جو نثارِ احمد مرسل پہ جہاں اس پہ نثار  
(سید سجاد رضوی)

## تاجدار بریلی قدس سرہ کے حوالے سے اپنی بات

آپ اس لازوال حقیقت سے بخوبی آگاہ واقف ہیں کہ  
اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کا حقیقی فہم عطا فرمادیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان  
محبوب بندوں میں اعلیٰ حضرت امام اہلِ محبت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہ کی  
ذات گرامی بھی شامل ہے یہی وجہ ہے آپ نے 65 علوم پر مبنی 1222 کتب تصنیف فرمائیں کنز الایمان  
فی ترجمۃ القرآن کے نام سے خدمتِ قرآن کا تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔ فتاویٰ رضویہ کی صورت میں  
فتاویٰ عالمگیری کے بعد سب سے بڑا دینی و علمی معرکہ سر فرمایا۔ حدائقِ بخشش کی شکل میں اپنا عظیم النظر  
نعتیہ دیوان یادگار چھوڑا۔ وہ علوم روحانیت کے بھی ماہر و عامل ہستی تھے۔

مجلہ "انوار رضا" جوہر آباد (جو کہ پہلے بھی اس نوعیت کے چند اہم کام سرانجام دے چکا ہے)  
نے اب فیصلہ کیا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ کی شخصیت، خدمات، عقائد و  
نظریات، علمی و عملی کارناموں پر مشتمل ایک عظیم الشان تاریخی نوعیت کے حامل "تاجدار بریلی نمبر" کے  
عنوان سے خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا جائے جو مارچ 2003ء کے آخری ہفتے میں انشاء اللہ تعالیٰ شائع  
ہو جائے گا۔

اس سلسلہ میں ہمارا خیال ہے کہ چند موضوعات بھی پیشِ نظر رہنے چاہئیں۔ مثلاً امام احمد رضا  
اور تقدیس الوہیت..... امام احمد رضا اور احترامِ رسالت..... امام احمد رضا اور علمِ حدیث..... امام احمد رضا  
اور علمِ فقہ..... امام احمد رضا اور خدمتِ قرآن..... امام احمد رضا اور تفسیری خدمات..... امام احمد رضا اور علمِ  
کلام..... امام احمد رضا کی فکری و سیاسی بصیرت..... امام احمد رضا اور علمِ الحروف..... فتاویٰ رضویہ کا تقابلی  
جائزہ..... کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کا تقابلی جائزہ..... حدائقِ بخشش (فکروفن کے آئینے میں).....  
امام احمد رضا اور علومِ روحانیت..... امام احمد رضا اور ردِ بدعات و منکرات..... امام احمد رضا اور اصلاح  
معاشرہ..... امام احمد رضا اور احترامِ سادات..... امام احمد رضا اور معاصرینِ کرام (روابط)..... امام احمد  
رضا کی قلمی خدمات..... امام احمد رضا اور ان کے خلفاء کی تبلیغی خدمات..... امام احمد رضا اور ردِ عیسائیت



## ورفعنا لک ذکرک

تحریر: شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ

حضور سرور عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الخیر و البہاء کے خصائص میں سے ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو رفعت و بلندی عطا فرمائی ہے آپ کے ذکر پاک کی عظمت و رفعت کا یہ عالم ہے کہ جب سے دنیا کی ابتداء ہوئی ہے۔ آپ کا ذکر جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ وقت کا کوئی لمحہ اور گردش لیل و نہار کی کوئی ساعت ایسی نہیں ہے۔ جس میں آپ کا ذکر نہ ہو اور آپ کی ذات اقدس پر صلوٰۃ و سلام کا مبارک عمل جاری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذکر کو ابدیت بخشی ہے اور ایمان کی تکمیل آپ کے ذکر پر موقوف رکھی ہے اور آپ کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا ہے۔ اس لیے آپ کا ذکر اللہ کا ذکر ہے اور جہاں ذکر خدا ہے وہاں ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبریل امین میرے پاس آئے اور کہا آپ کا رب فرماتا ہے۔ اے حبیب ﷺ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ قَالَ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتُ مَعَهُ (زر قانی علی المواعظ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب میرا ذکر ہو گا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو گا۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِيْمَانِ بِذِكْرِكَ مَعِيَ، جَعَلْتُ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِي فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي۔ (شفاء ص ۱۲، ج ۱)

میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ اے میرے رسول ﷺ میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

..... امام احمد رضا اور دقا دیا نیت..... امام احمد رضا اور وحدت امت..... امام احمد رضا اور تحریکات (شدھی تحریک..... گاؤ کشی تحریک..... تحریک خلافت..... تحریک پاکستان..... وغیرہ)..... صحافت اور امام احمد رضا..... امام احمد رضا پر تحقیقی کام اور ان کی نوعیت..... امام احمد رضا اور علوم سائنس..... سلام رضا کی ہمہ گیر مقبولیت..... امام احمد رضا اور صنعت تضاد..... امام احمد رضا کے چند مستفتی..... سرزمین سرحد اور امام احمد رضا..... امام احمد رضا ایک محتاط مفتی..... ترجمان قرآن، امام احمد رضا بریلوی..... امام احمد رضا کی ظریفانہ و طنز پر شاعری..... امام احمد رضا اور محققین جامعہ ازہر مصر..... امام احمد رضا پر الزامات کا تعاقب..... سائنسی تحقیقات "الملفوظ" کے آئینے میں..... امام احمد رضا کی علمی جلالت..... عالم عرب میں کنز الایمان کی پذیرائی..... الشیخ احمد رضا البریلوی الہندی..... امام احمد رضا ایک تاریخ ساز شخصیت..... امام احمد رضا ایک عظیم محقق..... تاجدار بریلی نمبر کے حوالے سے اہم پیغامات

ان میں سے کچھ موضوعات پر کام ہو چکا ہے کچھ ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں امام احمد رضا کی تصانیف و فتاویٰ سے نہایت اہم تبرکات، اشتہارات وغیرہ بھی شامل اشاعت ہوں گے۔ آجنگاہ سے التماس ہے کہ اپنی حیثیت و صلاحیت کے مطابق قلم اٹھائیے اور منظوم/منثور اپنا حصہ شامل کیجئے۔ تحریر میں تحقیق اور انداز تحریر کا مثبت و سلیس ہونا یقیناً اس کے حسن کو نکھار دیتا ہے۔

کاروباری ادارے اور مخیر حضرات اس خصوصی نمبر کو بہتر بنانے کے لئے مالی معاونت کو یقینی بنائیں۔ اشتہارات اعانت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ عوام الناس اس سلسلہ میں اپنی مرضی کے مطابق زیادہ سے زیادہ تعداد میں پرچے ایڈوانس ادائیگی کے ساتھ بک کروا سکتے ہیں۔

اپنے عزم کی روشنی میں ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ انشاء اللہ یہ کاوش وطن عزیز میں اپنی نوعیت کی منفرد کوشش، ثابت ہوگی اور بین الاقوامی معیار پر پوری اترے گی۔ لیکن اسے یقینی بنانے کے لئے آپ کا تعاون بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

اٹھیئے اور نیکی کے فروغ کے لیے دست تعاون دراز کیجئے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

غبار راہ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

(مدیر اعلیٰ)



صحابی رسول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

رَفَعَ اللَّهُ ذِكْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کا ذکر دنیا و آخرت (خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۱۹۶) میں بلند فرمایا ہے۔

اکوئی خطیب، کوئی کلمہ پڑھنے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہیں ہے جو شہادت الوہیت کے ساتھ شہادت رسالت نہ ادا کرے۔

خطبات میں لکھوں میں اقامت میں اذان میں ہے نام الہی سے ملا نام محمد ﷺ سورہ آل عمران آیت اِذَا اخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ سے واضح ہے کہ سب سے پہلے خود رب کائنات نے عالم ارواح میں حضور اقدس ﷺ کا ذکر فرمایا اور تمام انبیاء کرام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا پختہ عہد لیا۔ اسی عہد ربانی کے مطابق تمام انبیاء و رسول علیہم السلام حضور ﷺ کے ذکر جمیل سے رطب اللسان رہے اور آپ کے فضائل و مناقب اپنی اپنی امتوں کو سناتے رہے اور آپ کی آمد کی بشارتیں دیتے رہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام سے فرمایا۔ میرے بعد تم میرے خلیفہ ہو۔ لہذا خلافت کو تقویٰ اور یقین محکم کے ساتھ پکڑے رہو۔ فَكُلَّمَا ذَكَرْتُ اللَّهَ فَادُّكُرْ اِلَيَّ جَنِّبِهِ اور جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ ہی محمد اسْمُ مُحَمَّدٍ۔ ﷺ کا ذکر بھی کرنا

کیونکہ جب میں روح و مٹی کے درمیان تھا تو میں نے ان کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ میں نے آسمانوں پر نظر کی تو کوئی جگہ ایسی نظر نہ آئی جہاں نام محمد ﷺ لکھا ہوا نہ ہو۔ جب میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت کے ہر محل، ہر بالا خانے پر، ہر آمدے پر، حوروں کے سینہ اور جنت کے تمام درختوں اور ان کے پتوں، شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر گوشہ اور ملائکہ کی آنکھوں پر محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا ہے۔

فَاُخْبِرُ ذِكْرَهُ (زرقانی علی المواہب) لہذا تم ان کا کثرت سے ذکر کیا کرو

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے موقع پر حضور کی بعثت کی دعا مانگی۔ اسی طرح

تمام انبیاء کرام نے اپنے اپنے دور میں حضور ﷺ کی عظمت و رفعت کے خطبے پڑھے۔ حتیٰ کہ آخری مژدہ رساں حضرت مسیح کلمۃ اللہ علیہ السلام مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنَ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ کہتے ہوئے دنیا میں آئے۔ یہ حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کا بہت بڑا اعزاز ہے کہ ایک اولوالعزم صاحب کتاب اور صاحب معجزات رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کا ذکر کرتے ہوئے دنیا میں قدم رکھ رہے ہیں اور یہ حضور ﷺ کی بہت ہی عظیم و جلیل خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرائض نبوت میں سے ایک فرض یہ رکھا کہ وہ یہ اعلان کر دیں کہ میرے بعد خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے ہیں۔ اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور سب سے آخر میں جس نے میری آمد کی بشارت دی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ (ابن عساکر)۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہو یدا دعائے خلیل اور نوید مسیحا حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس پر نبوت ختم ہو گئی۔ آپ نبی آخر ہیں۔ آسمان نبوت کے نیر اعظم اور ہدایت و موعظت کے ماہ تاباں ہیں۔ قرآن نے اعلان کیا۔ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ جو شریعت آپ لائے وہ بھی آخری شریعت ہے۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ شریعت، قیامت تک آپ کا ہی دین باقی رہے گا۔ اس لیے آپ کے ذکر جمیل کی محفلیں قائم ہوتی رہیں گی۔ آپ کی سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ کا ذکر ہوتا رہے گا اور آپ کی ذات مبارک پر درود و سلام کا سلسلہ جاری رہے گا حتیٰ کہ آخرت میں بھی اولین و آخرین آپ کا ذکر اور آپ کی مدح و ثنا کریں گے۔ ارشاد باری ہے:-

عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے اس مقام پر کھڑا کرے گا جہاں سب تیری حمد کریں گے روز محشر حضور ﷺ کو ایک جھنڈا بارگاہ الہی سے مرحمت ہوگا۔ جس کا نام لو الحمد ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے کر آخر دنیا تک سب اس جھنڈے تلے ہوں گے۔ مقام محمود وہ جگہ ہے جہاں روز محشر تمام انبیاء، اصفیاء، شہداء و صدیقین اولیا، کرام جن و انسان حضور سرور کائنات ﷺ کا ذکر آپ کی مدح و ثناء اور آپ کی تعریف و توصیف کریں گے (تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۹۲)



ذکر رسول ﷺ کی عظمت کا یہ پہلو بھی بہت اہم ہے کہ بارگاہ الہی میں کوئی دعا آپ کی ذات اقدس پر درود و سلام پڑھے بغیر قبول نہیں ہوتی۔ حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ "بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى نُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ". دعا زمین و آسمان کے درمیان رکی رہتی ہے اوپر نہیں جاتی جب تک نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجا جائے۔

نہ صرف یہ بلکہ مرضی الہی یہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی نشست اور کوئی مجلس ذکر اللہ اور ذکر الرسول ﷺ سے خالی نہیں ہونی چاہیے اگر زندگی میں ایک نشست بھی ذکر الہی اور ذکر الرسول ﷺ سے خالی ہوئی تو قیامت کے دن اس پر باز پرس ہوگی اور اس وقت سخت حیرت و پشیمانی ہوگی۔ چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ جو لوگ کہیں بیٹھے اور انہوں نے اس نشست میں نہ اللہ کو یاد کیا اور نہ ہی اپنے نبی پر درود بھیجا۔

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ تَوَقَّيْتُمْ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَيَّ نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَلَيْهِمْ تَرَةً فَإِنْ شَاءَ غَدَّبَهُمْ عَلَى وَ إِنْ شَاءَ غَفَّرَ لَهُمْ. (ترمذی)

الغرض یہ خصوصیت صرف اور صرف حضور سرور کائنات ﷺ ہی کو حاصل ہے کہ عالم ارواح میں، بزم ملائکہ میں، انبیاء و مرسلین کی مجالس میں، عبادات و طاعات میں، مواعظ و خطبات میں، کلمہ طیبہ میں، اذان و اقامت میں آپ کا ذکر ہوتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت نماز میں السلام علیک ایہا النبی کے الفاظ جمیل کے ساتھ اور حریم حق میں ان اللہ و ملائکہ یصلون علی النبی کے کلمات طیبات سے آپ کا ذکر ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا اور یہی حضور سرور کائنات ﷺ کے ذکر پاک کی وہ خصوصیت و فضیلت ہے اور آپ کے مرتبہ و مقام کی وہ عظمت ہے جسے رب کائنات نے ورفعالک ذکر سے بیان فرمایا۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خروا، عرش پہ اڑتا ہے پھر تیرا،

مذاہب عالم میں

## رحمت عالم ﷺ کا ذکر خیر

تحریر: محمد محبوب الرسول قادری

رحمت عالم ﷺ کا ذکر خیر ایک لازوال حقیقت ہے تخلیق کائنات سے بھی پہلے جب صرف ارواح کو پیدا کیا گیا اس وقت انبیاء کی مقدس روحوں کے بڑے اجتماع میں یہ ذکر خیر شروع ہوا جس پر قرآن حکیم گواہ ہے۔ ارشاد الہی ہوتا ہے..... "..... اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ جو تم کو کتاب و حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول، کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور، ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور، ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ ہے۔ سب نے عرض کی۔ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں....." (آل عمران: ۸۱) تفسیر طبری میں سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک اسی آیت کی ذیل میں یوں ہے کہ آدم سے لے کر مسیح تک جتنے پیغمبر گزرے، خدا نے ہر ایک سے سید عالم ﷺ کی نبوت کی تصدیق اور تائید کا پختہ قول و قرار لیا..... تفسیر خزائن العرفان نے بھی مولانا علی مشکینہ کاشانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ تفسیری حاشیہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت عہد لیا، اور انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم ﷺ مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں..... گویا ثابت ہوا کہ ذکر رسول رحمت ﷺ ہر دور کی ضرورت رہا ہے قرآن حکیم ہی میں دوسری جگہ ارشاد الہی ہے..... "..... اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا....." (الم نشرح: ۴) مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ اس آیت مبارکہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ذکر رسول ﷺ اور مقام رسول ﷺ کے حوالے سے ہر آنے والی ساعت ہر گزری ہوئی ساعت سے بہتر ہے۔ اور چونکہ دنیا سے آخرت بہتر ہے اس لیے آخرت میں بھی مصطفیٰ جان رحمت ﷺ سب سے زیادہ خداوند کریم کے محبوب اور قریب ہوں گے۔ قرآن مجید میں پھر ارشاد



ہوا..... اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا....." (آل عمران: ۱۸۷) مشہور مفسر قرآن صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر و تشریح میں فرماتے ہیں کہ..... اللہ تعالیٰ نے علماء توریت و انجیل پر واجب کیا تھا کہ ان دونوں کتابوں میں سید عالم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والے جو دلائل ہیں وہ لوگوں کو خوب اچھی طرح مشرح کر کے سمجھا دیں اور ہرگز نہ چھپائیں..... گویا آمد مصطفیٰ ﷺ سے قبل خدا کی ساری مخلوق ان کی آمد کا شدت سے انتظار کر رہی تھی۔

اللہ کی مخلوق منتظر تھی دلوں میں تھا اشتیاق پیدا ازل سے آنکھیں ترس رہی تھیں وہ کنز مخفی دکھائی دیتا صرف کتب آسمانی ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب عالم میں ہمارے حضور ﷺ کا ذکر خیر موجود ہے۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام سے متعلق زبور میں یوں ارشاد موجود ہے..... "میرا محبوب نورانی گندم گوں، ہزاروں میں سردار ہے۔ اس کا سر ہیرے کا سا چمکدار ہے۔ اس کی زلفیں مسلسل مثل کوئے کے کالی ہیں۔ اس کا چہرہ مانند ماہتاب کے، جواں مانند صنوبر کے، اس کا گلا نہایت شیریں..... اور..... وہ بالکل "محمد" یعنی تعریف کیا گیا ہے۔ یہ ہے میرا دوست اور میرا محبوب، اے یروشلم کی بیٹیو....." (زبور: غزل الفزلات، باب ۱۵۔ درس ۱۶ تا ۱۰) سبحان اللہ! اس ارشاد گرامی پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ کتنے واضح اور دلہانہ انداز میں حضور رسول رحمت ﷺ کے ساتھ محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔

حسینوں میں حسین ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

وہ نبیوں میں نبی ایسے کہ امام الانبیاء ٹھہرے

مشہور غیر مسلم مورخ ایڈورڈ گنن آپ کے حسن کا نہایت مختصر جملے میں یوں تذکرہ کرتے ہیں کہ..... "آنحضرت حسن میں شہرہ آفاق تھے....."

حضرت شعیب علیہ السلام نے ان الفاظ میں اپنی قوم کو رحمت عالم ﷺ کی بشارت سنائی..... "میں نے دو سواروں کو دیکھا جن کے نور سے زمین روشن ہو گئی ان میں سے ایک خچر پر سوار تھا اور دوسرا اونٹ پر۔ خچر سوار ماہتاب و آفتاب کے حسن کا مالک تھا اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے جبکہ شتر سوار (اونٹ والا) آفتاب و ماہتاب کے حسن کو شرماتا تھا اور یہ حضرت محمد ﷺ تھے....."

تورات اور انجیل میں تو رحمت عالم ﷺ کا ذکر خیر متعدد مقامات پر بہت واضح انداز میں موجود ہے اور اس پر قرآن مجید بھی گواہ ہے ارشاد الہی ہوتا ہے..... "جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تورات اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا....." (الاعراف: ۱۵۷) یعنی جس پیغمبر کو اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں اس پیغمبر سے مراد حضور رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی ہے حضرت عطاء ابن یسار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سید عالم ﷺ کے وہ اوصاف دریافت کیے جو توریت میں مذکور ہیں انھوں نے فرمایا کہ حضور کے جو اوصاف قرآن کریم میں آئے ہیں انہی میں سے بعض اوصاف تورات میں مذکور ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے پڑھنا شروع کیا۔ اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا شاید و مبشر اور نذیر اور امیوں کا نگہبان بنا کر، تم میرے بندے اور میرے رسول ہو۔ میں نے تمہارا نام متوکل رکھا۔ نہ بدخلق ہو نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے۔ نہ برائی کو برائی سے دفع کرتے ہو۔ لیکن خطا کاروں کو معاف کرتے ہو اور ان پر احسان فرماتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نہ اٹھائے گا۔ اب تک کہ تمہاری بدولت غیر منقسم ملت کو اس طرح راست نہ فرما دے کہ لوگ صدق دل کے ساتھ کلمہ طیب پکارنے لگیں اور تمہاری بدولت اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور پردوں میں بلبے ہوئے دل کشادہ ہو جائیں..... اب اس تناظر میں تورات اور انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ایک پابری کے ساتھ یوں گفتگو کرتے نظر آتے ہیں۔ تفسیر ضیاء القرآن میں حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الاذہری رحمہ اللہ تعالیٰ انجیل برناباں باب ۹ صفحہ ۱۱۳ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا۔

The name of Messiah is admirable, for God himself gave him the name when he has created his soul and placed it in a celestial splendour. god said, Wait Mohammad, for thy sake, I will to create paradise, the worlds, and a great multitude of Creatures, ..... I shall send thee into the world. I shall send thee as my messenger of salvation and thy word shall be true, in somuch that heaven and eart shall fail, but thy faith shall never fail. 'Mohammad is his blessed name'.



(ترجمہ) مسیحا کا نام "تشریف کیا گیا" ہے اللہ تعالیٰ نے جب ان کی روح مبارک کو پیدا کیا اور آسمانی آب و تاب میں رکھا تو خود ان کا نام رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "..... اے محمد ﷺ! انتظار کرو میں نے تیری خاطر جنت کو پیدا کیا ہے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے اور بے شمار مخلوقات کو پیدا کیا ہے جب میں تجھے دنیا میں بھیجوں گا تو تمہیں نجات دہندہ رسول بنا کر بھیجوں گا۔ تیری بات سچی ہوگی۔ آسمان اور زمین فنا ہو سکتے ہیں لیکن تیرا دن کبھی فنا نہیں ہو سکتا..... آپ نے کہا کہ "محمد ﷺ" ان کا بابرکت اسم گرامی ہے....."

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات مکمل کی تو ان کے تمام سامعین نے فریاد اور زاری شروع کر دی اور بار بار التجا کرنے لگے۔

O God send us the messenger. O Mohammad come quickly for the salvation of the world.

اے اللہ! اپنے رسول کو ہماری طرف بھیج۔ یا رسول اللہ ﷺ! دنیا کی نجات کے لیے جلدی تشریف لے آئیے۔

سبحان اللہ! وہ عظیم رسول ہے کہ جس کی بشارتیں، انبیاء اور رسول دینے آئے اور ان کی امتیں اس کے ظہور کی دعائیں کرتی رہیں۔ خداوند قدوس نے محض اپنے فضل و احسان سے ہمیں عطا فرمادیا۔ الحمد للہ سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر نے بشارات عیسیٰ انجیل برناباس صفحہ ۱۳۱ کے حوالے سے لکھا ہے کہ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد تین روز کے لیے دوبارہ روئے زمین پر تشریف لائے تھے اس موقع پر آپ نے اپنے شاگردوں کو وہی مشن جاری رکھنے کی ہدایت کی جس کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا۔ اس جگہ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھ پر چوروں کے درمیان مصلوب ہونے کی بدنامی کا جو داغ لگا ہے اس کو حضور ﷺ دھو ڈالیں گے..... یوحنا کی انجیل (۱۶: ۷) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ خطاب موجود ہے جو انھوں نے اپنے حواریوں کے ایک خاص اجتماع سے ارشاد فرمایا.....

تاہم میں تمہیں کچھ کہتا ہوں کہ میرا جانا ہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر میں نہ جاؤں گا تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آئے گا۔ اگر میں جاؤں تو میں اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا....." فارقلیط کے معنی "احمد" ہیں۔ ابوداؤد اور مسلم کی روایت میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے..... انا محمد و

انا احمد والحا حشر..... یعنی میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا..... و مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد..... اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام "احمد" ہے۔ (القصف: ۶)

کتاب فطرت کے سرورق پہ جو نام احمد رقم نہ ہوتا تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح و قلم نہ ہوتا یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امام امم نہ ہوتا زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا کنز الایمان فی ترجمہ القرآن کے حاشیہ خزائن العرفان میں حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نجاشی بادشاہ کے پاس گئے تو نجاشی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی اگر امور سلطنت کی پابندیاں نہ ہوتیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کفش برداری کی خدمت بجالاتا..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگرد برناباس کو رب کریم کا پیغام سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ۔

My messenger is the moon who from me receiveth all: and the stars are my prophets which have preached to you my will. یعنی۔ میرا رسول چاند ہے جو مجھ سے سب کچھ لیتا ہے اور ستارے میرے نبی ہیں جنھوں نے تمہیں، میری مرضی کی تبلیغ کی ہے۔

نازاں ہے جس پہ حسن، وہ حسن رسول ہے یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے یہ خدا کی پیغام، انجیل برناباس کے باب ۷۷ صفحہ نمبر ۲۵۱ اور ۲۵۲ پر مرقوم ہے یہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق کہتے ہیں کہ۔

And when I saw him, my soul was filled with consolation, saying O Mohammad God be with thee and may he make me worthy to untied shoelatched, for obtaining this I shall be a great prophet and holy one of God. And having said this Jesus rendered his thanks to God.



گا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ قرآن حکیم نے سورۃ والنجم میں ارشاد فرمایا۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی، جو انہیں کی جاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے رسول برحق وہی کہتے ہیں جو انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ ذرا غور کیا جائے تو، تورات کی یہ بشارت قرآن حکیم کے عین مطابق نظر آتی ہے۔ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ خوب فرما گئے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے اعلان نبوت کے وقت یہ اعلان کرتے ہیں کہ میں جنگل بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو (یوحنا: ۱۱: ۶۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ..... "جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا، وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" (یوحنا۔ باب ۱۶، آیت ۱۳) اس سے پہلے یہاں تک فرماتے ہیں کہ..... "بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا۔ اس لیے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں....." (یوحنا باب ۱۵، آیت ۳۰) مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے خود زبور شریف میں پڑھا کہ..... يَا ذَا النُّورِ سَيَأْتِيكَ مِنْ بَعْدِكَ إِسْمُهُ، أَحْمَدُ وَمُحَمَّدٌ۔ یعنی اے داؤد عنقریب تیرے بعد آئے گا جس کا نام نامی احمد اور محمد ہے (علیہ السلام) تورات میں "بِسْمِ ذِمَّاد" آیا ہے جس کا معنی بھی محمد ہے اس کے اعداد بھی اسم محمد علیہ السلام کی طرح ۹۲ ہیں اور عبرانی زبان میں وال کی جگہ ذال پڑھا بولا جاتا ہے۔ اسی طرح انجیل میں حضور علیہ السلام کا اسم پاک "انمحننا" ذکر کیا گیا ہے اور اس کا معنی سریانی زبان میں "محمد" ہی ہے..... اسی طرح انجیل ہی میں مختلف مقامات پر حضور اکرم علیہ السلام کے لیے استعمال ہونے والے دو الفاظ فارقلیط اور بارقلیط کا ترجمہ بھی سریانی زبان میں محمد علیہ السلام ہی ہے۔ اسی طرح سکھ مذہب کے بانی بابا گرو نانک نے ایک خوبصورت رباعی لکھی ہے جس سے دنیا کی ہر شے میں اسم محمد علیہ السلام کے جلوئے نظر آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

ہر عدد کو چوگن کرلو، دو کو اس میں دو بڑھائے پورے جو ذکر بیچ گن کرلو، بیس سے اس میں بھاگ لگائے

ترجمہ: اور جب میں نے اسے دیکھا تو میری روح تسکین سے بھر گئی یہ کہہ کر کہ..... اے محمد علیہ السلام..... خدا تیرے ساتھ ہوا اور وہ مجھے اس لائق بنائے کہ میں تیری جوتی کا تمہ کھول سکوں کیونکہ یہ (اعزاز) پاکر میں ایک بڑا نبی اور خدا کا مقرب (قدوس) ہو جاؤں گا۔ اور یہ کہنے کے بعد یسوع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ علامہ اقبال نے خوب کہا کہ۔

عالم آب و خاک میں ترے ظہور سے فروغ

ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب اتھرو وید کھنڈ۔ ۲۰ سوکت ۱۲۷ کے منتر ۳-۱ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ..... "اے لوگو! کان کھول کر سن لو، محمد علیہ السلام لوگوں میں مبعوث ہو گا، اس کی بلند وبالا حیثیت آسمانوں کو چھو لے گی....."

اسی طرح بھگوت پرا حصہ ۱۲ باب ۳-۱ اشلوک ۱۹ میں ہے کہ..... "آخری اوتار کی سب سے بڑی صفت یہ ہوگی کہ وہ ہدکاری کو مٹائیں گے، اچھے لوگوں کو نہیں....." اس میں مندرجہ ذیل الہی صفات بھی ہوں گی علم و دانائی، عالی نسبی، نفس پر قابو یافتہ، حامل وحی، طاقتور و بہادر، کم سخن، صدقہ و خیرات کرنے والے..... اور..... شکر گزار.....

کلنکی پران باب ۲-۱ اشلوک ۷ میں اس عظمتوں کے حامل رسول رحمت علیہ السلام کے متعلق مرقوم ہے کہ..... "آخری اوتار کے چار مددگار ہوں گے جو ہر طرح کی حمایت کریں گے اور جنگ میں ان کی مدد کے لیے فرشتے بھی آسمان سے اتریں گے....." کتاب بھوشن پران (حصہ چار) پر پتی سرگ بر و باب ۲۵ صفحہ ۵۹۷-۱ اشلوک ۸ تا ۱۰ میں ہے..... "اے دیوتاؤ! شمشل گرام میں یہ کشب پیدا ہو گا وہ دشمنو ایشیا کے نام سے مشہور ہو گا۔ وشیو کیرتی اس کی چیتی ہوگی....." مطلب یہ ہے کہ وہ پیغمبر عرب میں پیدا ہوں گے اور رسول اللہ کے نام سے مشہور ہوں گے ان کی چیتی بیوی کا نام خدیجۃ الکبریٰ (وشیو کیرتی) ہوگا۔

تورات باب ۱۸- آیت ۲۰ تا ۱۸ (مطبوعہ مرزا پور) میں مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا..... "میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہو



باقی بچے کو لوگن کرلو، دو کو اس میں دو بڑھانے گردو نانک یوں کہے تو ہر شے میں محمد کو پائے ترجمہ:- ہر عدد کے چار گنا کر کے اس میں دو بڑھادو۔ جو جواب آئے اس کے پانچ گنا کر کے میں سے تقسیم کر دو۔ باقی جو بچے اس کے نو گنا کر لو اور پھر اس میں دو بڑھادو۔ گردو نانک کہتے ہیں کہ اس کا جواب ۹۲ ہو گا اور ۹۲، اسم محمد ﷺ کے اعداد ہیں۔

ار کیوں نہ ہو؟ حضور ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں مسلم اور منکوتہ شریف کی حدیث ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد اسامیل سے کننا نہ کو جن لیا اور قریش کو کننا نہ سے جن لیا اور بنو ہاشم کو قریش سے جن لیا اور مجھ کو بنو ہاشم سے جن لیا..... سبحان اللہ۔ ہندو، سکھ اور عیسائی شعراء نے حضور نبی رحمت ﷺ کے حضور، گہائے نعت پیش کیے ہیں۔ بابوروشن لعل نعیم، رشی پٹیا لوی، کرشن موہن، منشی رام پرشاد، چرن جیوالال فانی، رام پر تاپ اکمل، کالکا پرشاد، لالہ دھرم پال گپتا ونا، پنڈت آنند موہن، زرتشتی گلزار، منشی راج بہادر رشی، بش سنگھ بیکل، بلوان سنگ راجا بوداتی، شیر سنگھ شیم فرخ آبادی، کنور مہندر سنگھ بیدی، ڈاکٹر شیر پر تاب سنگھ کشل اور عیسائی جان رام برٹ جان کی نعتیں بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ چوہدری دلورام کوثری کی کتاب "آب کوثر" پنڈت بالکنند عرش ملیانی کی "آہنگ حجاز" اور چرن سرن ناز نانک پوری کی "رہبر اعظم" نے اہل محبت میں بہت مقبولیت حاصل کی۔ فانی مراد آبادی اور عبدالجید کاوش سوہدروی نے "ہندو شعراء کا نعتیہ کلام" کے نام سے دو الگ الگ مجموعے شائع کیے ہیں، نور احمد میرٹھی نے نور بخش اور مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نے "ہندو شعراء کا نذرانہ عقیدت" کے نام سے خوبصورت مجموعے شائع کیے ہیں۔ کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کا خوبصورت شعر ہے کہ

عشق ہو جائے کسی سے، کوئی چارہ تو نہیں  
صرف مسلم کا محمد ﷺ پناہ چارہ تو نہیں  
اور جس کو رحمت دو جہاں ﷺ سے مکی محبت ہو جائے پھر وہ چوہدری دلورام کوثری نہیں رہتے بلکہ چوہدری کوثر علی کوثری بن جایا کرتے ہیں ایمان ان کے سینے میں گھر کر جایا کرتا ہے اور وہ حضور ﷺ کے وفادار امتی اور سچے عاشق بن جاتے ہیں کیونکہ اہل عرب کا کہنا ہے کہ

لَوْ كُنْتُ صَادِقًا فِي حُبِّهِ لَا طَاعَتَهُ  
إِنَّ الْمُحِبَّ لَمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ  
یعنی اے محبت نبوی ﷺ کے دویدار، اگر تو آپ ﷺ کی محبت میں سچا ہوتا تو ضرور آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتا کیونکہ محبت کا خاصہ ہے کہ محبت اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوا کرتا ہے آئیے مل کر دعا کریں کہ اے رب مصطفیٰ جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں حضور ﷺ کی سچی محبت، غلامی اور اطاعت کی دولت عطا فرما۔ آمین

مواعظ غوثیہ

## سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطاب

(پہلا خطبہ جو بمقام رباط بتاریخ ۳ شوال ۵۴۵ھ کو دیا گیا)

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض، مذہب کی موت ہے تو حید کی موت ہے تو کل کی موت اور اخلاص کی موت ہے۔ مومن کا دل کیوں اور کیسے کا سوال نہیں کیا کرتا، اس کا اصول تو حکم پر رضامند رہنا اور نفس کی مخالفت کرنا ہے جو شخص نفس کی اصلاح کرنا چاہتا ہے لازم ہے کہ اس سے جہاد کرے اسی کی وجہ سے وہ اس کے شر سے محفوظ رہ سکے گا کیونکہ وہ از سر تا پا شر ہے۔ جب تم اس سے جہاد کر کے کامیاب ہو گئے۔ تو سمجھ لو وہ پھر سرتا سر خیر ہے۔ وہ خدا کی اطاعت میں تمہاری موافقت کرے گا گناہوں کے ترک کرنے میں تمہارا ہموں ہو گا۔ اس وقت غیب سے اس کو آواز آئے گی اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف خوشی اور رضامندی سے لوٹ جا۔ اب اس کی آرزو پوری کی جائے گی اس کا شر زائل ہو جائے گا مخلوقات میں سے کسی پر وہ منحصر نہ ہو گا بلکہ ہر چیز اس پر منحصر ہوگی اور اسی کے لیے ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس کی نسبت صحیح ہوگی جنہوں نے نفس کی حکومت سے خروج کیا تھا اور خواہشات کی غلامی سے آزاد ہو گئے تھے۔ جب ہی تو ان کے قلوب کو سکون حاصل ہوا۔ ہر مخلوق ان کی اطاعت کے لیے آمادہ ہو گئی بلکہ ان کی مدد کی طالب ہو گئی۔ مگر وہ کہتے تھے کہ میں تمہاری مدد نہیں کرنا چاہتا تم بھی اپنے رب سے مدد لو۔ کہو کہ میرا رب میرے حال سے واقف ہے ہم کو کسی سے سوال کی کیا حاجت ہے؟ جب ان کا توکل صحیح ہو گیا تو کہا کہ اے آگ! ابراہیم پر سرد ہو کر اس کی سلامتی کا سبب بن جا۔ صابر کے لیے دنیا میں بھی اللہ کی مدد بے حساب ہے آخرت میں بھی اس کی نعمتیں بے حساب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ صابروں کو بے شمار اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں ہوتا کہ اس کے لیے تکلیف اٹھانے والوں نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ ایک ساعت بھی تم اس کی تکلیف پر صبر کرو گے تو سالوں اس کے لیے لطف و انعام سے فائدہ حاصل کرو گے۔ ایک گھڑی کا صبر بھی شجاعت ہے۔



باقی بچے کو نوگن کرلو، دو کو اس میں دو بڑھانے گرد ناک یوں کہے تو ہر شے میں محمد کو پائے ترجمہ۔ ہر عدد کے چار گنا کر کے اس میں دو بڑھا دو۔ جو جواب آئے اس کے پانچ گنا کر کے نہیں سے تقسیم کر دو۔ باقی جو بچے اس کے نوگنا کر لو اور پھر اس میں دو بڑھا دو۔ گرد ناک کہتے ہیں کہ اس کا جواب ۹۲ ہو گا اور ۹۲، اسم محمد ﷺ کے اعداد ہیں۔

۱۔ کیوں شہو؟ حضور ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں مسلم اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کننا نہ کو چن لیا اور قریش کو کننا نہ سے چن لیا اور بنو ہاشم کو قریش سے چن لیا اور مجھ کو بنو ہاشم سے چن لیا..... سبحان اللہ۔ ہندو، سکھ اور عیسائی شعراء نے حضور نبی رحمت ﷺ کے حضور، گلجائے نعت پیش کیے ہیں۔ بابوروشن لعل نعیم، رشی پشیلوی، کرشن موہن، منشی رام پرشاد، چرن چیولال فانی، رام پرتاپ اکمل، کالکا پرشاد، لالہ دھرم پال گپتا و فانا، پنڈت آنند موہن، زرتشتی گلزار، منشی راج بہادر رشی، بشن سنگھ بیکل، بلوان سنگ راجا بوداتی، شیر سنگھ شیم فرخ آبادی، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر، ڈاکٹر شیر پرتاب سنگھ کشل اور عیسائی جان رابرٹ جان کی نعمتیں بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ چوہدری دلورام کوٹری کی کتاب "آب کوثر" پنڈت بالکنند عرش ملیانی کی "آہنگ حجاز" اور چرن سرن نازنک پوری کی "رہبر اعظم" نے اہل محبت میں بہت مقبولیت حاصل کی۔ فانی مراد آبادی اور عبد الجبید کادش سوہدروی نے "ہندو شعراء کا نعتیہ کلام" کے نام سے دو الگ الگ مجموعے شائع کیے ہیں، نور احمد میرٹھی نے نور حسن اور مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نے "ہندو شعراء کا نذرانہ عقیدت" کے نام سے خوبصورت مجموعے شائع کیے ہیں۔ کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کا خوبصورت شعر ہے کہ

عشق ہو جائے کسی سے، کوئی چارہ تو نہیں صرف مسلم کا محمد ﷺ پہ چارہ تو نہیں

اور جس کو رحمت دو جہاں ﷺ سے کچی محبت ہو جائے پھر وہ چوہدری دلورام کوٹری نہیں رہتے بلکہ چوہدری کوٹری بن جایا کرتے ہیں ایمان ان کے سینے میں گھر کر جایا کرتا ہے اور وہ حضور ﷺ کے وفادار امتی اور سچے عاشق بن جاتے ہیں کیونکہ اہل عرب کا کہنا ہے کہ

لَوْ كُنْتُ صَادِقًا فِي حُبِّهِ لَا طَعَنَهُ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

یعنی اے محبت نبوی ﷺ کے دعویدار، اگر تو آپ ﷺ کی محبت میں سچا ہوتا تو ضرور آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتا کیونکہ محبت کا خاصہ ہے کہ محبت اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوا کرتا ہے آپ نے صل کر دیا کریں کہ اے رب مصطفیٰ! اہل جہان! علی اللہ علیہ السلام ہمیں حضور ﷺ کی کچی کچی محبت، غلامی اور اطاعت کی دولت عطا فرما۔ آمین

مواعظ غوثیہ

## سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطاب

(پہلا خطبہ جو بمقام رباط بتاریخ ۳ شوال ۵۴۵ھ کو دیا گیا)

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض، مذہب کی موت ہے تو حید کی موت ہے تو کل کی موت اور اخلاص کی موت ہے۔ مومن کا دل کیوں اور کیسے کا سوال نہیں کیا کرتا، اس کا اصول تو حکم پر رضا مندر ہونا اور نفس کی مخالفت کرنا ہے جو شخص نفس کی اصلاح کرنا چاہتا ہے لازم ہے کہ اس سے جہاد کرے اسی کی وجہ سے وہ اس کے شر سے محفوظ رہ سکے گا کیونکہ وہ از سر تا پا شر ہے۔ جب تم اس سے جہاد کر کے کامیاب ہو گئے۔ تو سمجھ لو وہ پھر سر تا سر خیر ہے۔ وہ خدا کی اطاعت میں تمہاری موافقت کرے گا گناہوں کے ترک کرنے میں تمہارا ہموار ہو گا۔ اس وقت غیب سے اس کو آواز آئے گی اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف خوشی اور رضامندی سے لوٹ جا۔ اب اس کی آرزو پوری کی جائے گی اس کا شر ذائل ہو جائے گا۔ مخلوقات میں سے کسی پر وہ منحصر نہ ہو گا بلکہ ہر چیز اس پر منحصر ہوگی اور اسی کے لیے ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس کی نسبت صحیح ہوگی جنہوں نے نفس کی حکومت سے خروج کیا تھا اور خواہشات کی غلامی سے آزاد ہو گئے تھے۔ جب ہی تو ان کے قلوب کو سکون حاصل ہوا۔ ہر مخلوق ان کی اطاعت کے لیے آمادہ ہو گئی بلکہ ان کی مدد کی طالب ہو گئی۔ مگر وہ کہتے تھے کہ میں تمہاری مدد نہیں کرنا چاہتا تم بھی اپنے رب سے مدد لو۔ کہو کہ میرا رب میرے حال سے واقف ہے ہم کو کسی سے سوال کی کیا حاجت ہے؟ جب ان کا توکل صحیح ہو گیا تو کہا کہ اے آگ! ابراہیم پر سرد ہو کر اس کی سلامتی کا سبب بن جا۔ صابر کے لیے دنیا میں بھی اللہ کی مدد بے حساب ہے آخرت میں بھی اس کی نعمتیں بے حساب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ صابروں کو بے شمار اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر غلی نہیں ہوتا کہ اس کے لیے تکلیف اٹھانے والوں نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ ایک ساعت بھی تم اس کی تکلیف پر صبر کرو گے تو سالوں اس کے لیے لطف و انعام سے فائدہ حاصل کرو گے۔ ایک گھڑی کا صبر بھی شجاعت ہے۔



ایسا نہ ہو کہ تیرے نفس کی خصلتیں دوسروں کو بھی اپنے اندر لپیٹ لیں وہ تیرے پاس ہی رہیں جب تک کہ تو ان کی اصلاح نہ کر لے۔ افسوس کہ تو سمجھتا ہے کہ دوسروں کو تو خلاصی دلا سکتا ہے اس حالت میں تو خود اندھ جا ہے۔ اندھا دوسروں کو کس طرح سیدھا راستہ بتا سکتا ہے؟ راہ دکھانے والا تو آنکھ والا ہونا چاہیے۔ سمندر سے ڈوبتوں کو بچانا اس کا کام ہے جو بہترین شناور ہو دنیا سے پھیر کر لوگوں کا دل اللہ سے کون لگا سکتا ہے وہی جو اللہ کا عارف ہے جو جاہل ہے کیسے رہبر ہو سکتا ہے۔ اللہ کی طرف لو لگانے کے لیے تجھ کو زیادہ گفتگو کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ جب تو اسی سے محبت کرتا ہے تو چاہیے عمل بھی اسی کے لیے کرے نہ کہ اس کے غیر کے لیے۔ اسی سے ڈرے نہ کہ اس کے غیر سے۔ یہ بات دل کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ زبان کی بلاغت سے یہ بات تنہائی میں حاصل ہو سکتی ہے نہ کہ جلوہ گاہ عام میں۔ یاد رکھو جب تو حید دل کے دروازہ پر ہی ہو اور شرک اندر داخل ہو گیا ہو تو سراسر یہ نفاق ہے افسوس ہے تجھ پر کہ تیری زبان پر تو تقویٰ ہو اور دل میں فجور ہی فجور ہے زبان تو شکر گزاری کی رٹ لگا رہی ہو مگر دل میں کفر ان نعت کا چور بیٹھا ہوا ہو۔

ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے اولاد آدم! میرا خیر تو میری طرف نزول کرتا ہے مگر تیرا شر میری طرف صعود کرتا ہے۔

افسوس کہ تو دعویٰ تو کرتا ہے اس کی بندگی کا، پھر دوسروں کی عبادت کے لیے جھک جاتا ہے اگر تو حقیقت میں اسی کا بندہ ہے تو پھر تیری دوستی و دشمنی کے عمل کی بنیاد اس کی اطاعت پر ہونی چاہیے۔ صاحب ایمان مرد مومن تو اپنے نفس کی یعنی شیطان خبیث کی کبھی اطاعت نہیں کرتا بلکہ وہ اس شیطان ہی کو مطیع کر لیتا ہے وہ دنیا کے ہاتھوں ذلیل نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے آگے دنیا کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ وہ دنیا کے ذریعہ، آخرت کا طالب ہوتا ہے۔ وہ جب مل جاتی ہے تو پھر دنیا کو چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے آقا اپنے مولائے خدا کے لایزال سے ملنے کا مشتاق و آرزو مند ہوتا ہے۔ بسا اوقات مخلصانہ طور پر اس کی عبادت گزاری میں مجبور ہوتا ہے وہ اپنے آقا کا یہ قول پیش نظر رکھتا ہے۔ وَمَا أُنْصِرُ وَلَا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مَخْلَصِينَ لَهُ الدِّينَ حَقًّا۔ وہ صرف یہی حکم دے گئے ہیں کہ دینی اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت میں کامل توجہ دیکسوئی کے ساتھ متوجہ رہیں۔ مخلوق کو خدا کا شریک بنانا چھوڑ دے صرف اسی معبود و یکتا کے آگے جھک جا جو تمام اشیاء کا خالق مطلق ہے اسی کے قبضہ قدرت میں تمام اشیاء ہیں پھر دوسروں سے اشیاء طلب کرنے والے کیا تو سمجھتا ہے کہ کوئی ایسی چیز بھی ہے جو اس مالک حقیقی کے خزانوں میں نہ ہو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔

اللہ صابروں کے ساتھ ہوتا ہے یعنی اس کی مدد اور فتح ان کے ساتھ ہوتی ہے تم اس کے ساتھ ہو کر صبر کرو اس کے لیے ہوش میں آؤ اس سے غفلت مت کرو۔ موت کے بعد ہوش میں آنے کا انتظار مت کرو اس وقت ہوش میں آنا تمہیں کوئی نفع نہ دے گا موت کے آنے سے پہلے ہی ہوش میں آ جاؤ۔ اس سے پہلے ہوش میں آؤ جب کہ تمہارے ارادے کے بغیر تمہیں ہوش میں لایا جائے گا۔ اس وقت تم بچھتاؤ گے جبکہ تمہارے لیے بچھتا نا کوئی فائدہ مند نہ ہوگا۔ دلوں کی اصلاح کر لو جب وہ ٹھیک ہو جائیں گے تو پھر سب ٹھیک ہو جائے گا اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن آدم کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب درست ہوتا ہے تو سارا کارخانہ جسم درست رہتا ہے جب وہ بگڑتا ہے تو سارا بدن بگڑتا ہے یہ ٹکڑا وہی دل ہے۔ دل کی اصلاح تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور توحید پر ثابت قدم رہنے سے ہوتی ہے اور اعمال میں اخلاص سے دل بگڑتا کیسے ہے؟ ان صفات کے فقدان سے دل ایک پرندہ ہے جو اس جسد کے پیچھے میں قید ہے جیسے کوئی موتی صدف میں بند رہتا ہے یا جیسے دولت خزانہ میں بند رہتی ہے تو لحاظ پرندہ کے ہونا چاہیے نہ کہ قفس کا، لحاظ موتی کا ہونا چاہیے نہ کہ صدف کا، لحاظ دولت کا ہونا چاہیے نہ کہ خزانہ کے سنگ و خشت کا۔ اے اللہ! تو ہمارے اعضاء جو امع کو اپنی اطاعت میں مصروف کر دے اور ہمارے دلوں کو معرفت سے بھر دے جب تک بھی ہم زندہ رہیں تو ہمیں دن رات ان لوگوں کے پر تو سے فیضیاب کہ جو نیکیوں کی قسم سے گزر رہے ہیں اور ہمیں وہ چیزیں عنایت کر جو انہیں عنایت کی تھیں ہماری راہ پر اسی طرح رہو جس طرح کہ ان کے ساتھ رہتا تھا۔

اے قوم! تو ہمتن اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جا جیسا کہ پہلے کے صالحین اس کے لیے ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی ہمتن تیرے لیے ہو جائے جس طرح کہ ان کے لیے ہو گیا تھا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تمہارے لیے ہو جائے تو اس کی اطاعت میں مشغول ہو جاؤ اور اس کی تکلیفوں کے ساتھ صبر میں، اس کے کئے پر رضامندی میں چاہے وہ تمہارے ساتھ کچھ سلوک کرے یا تمہارے غیر کے ساتھ تم اس پر راضی ہو۔ یہ صالح قوم وہ تھی جس نے دنیا سے بیزاری دکھلائی۔ اپنی قسمیں انھوں نے تقویٰ و پاک بازی کے ہاتھوں بنائیں۔ پھر انھوں نے آخرت کو چاہا یعنی اس کو درست کرنے کے اعمال کئے اپنی خواہشوں کی مخالفت کی اور اپنے رب کی اطاعت کی، اپنی جانوں کو سنوارا پھر کہیں دوسروں کی جانوں کو سنوارنے کے لیے اٹھے۔

اے صاحبزادہ! پہلے تو اپنی جان کو سنوار، پھر دوسروں کو سنوارنے کے لیے آمادہ ہو۔ خبردار کہیں



ترجمہ:- ایسی کوئی عزیز شے نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اے لڑکے میزاب تقدیر کے سایہ میں آرام کو صبر کو اپنا تکیہ بنالے موافقت تقدیر کو اپنے گلے کا، بیکل بنالے۔ کشاکش رحمت کے انتظار میں عبادت کئے جا جب ایسا ہو جائیگا تب مقدر کے آسمان سے تیری امید کی بھیتی پر فضل و رحمت کی وسیع بارش ہونے لگے گی۔

اے قوم! تقدیر کی موافقت کر، عبد القادر کے ساتھ تقدیر کی موافقت میں موافقت کر یہی موافقت عبد القادر کو قادر سے ملائے گی۔ اے لوگو! آؤ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سر نیاز غم کر دیں اپنے ظاہر و باطن کے سروں کو اس کی مشیت کے آگے جھکا دیں۔ تقدیر کیا ہے اس بادشاہ کا قاصد ہے ہمیں لازم ہے کہ قاصد کا اکرام و اجالہ کریں جب ہم ایسا کریں گے تو قاصد ہی ہمیں مقصود کی طرف پہنچائے گا مقدر ہی ہمیں قادر کے آگے سر خرو کرے گا۔ فہنا لک الولاۃ للہ الحق اور یہاں تو بس خدا ہی کی حکومت ہے اس کے دریائے علم سے پینے کے لیے تیرے واسطے مشروب تیار ہوگا اس کے فضل کے خوانِ نعمت سے کھانے کے لیے تیرے آگے نعمتیں پیش کی جائیں گی۔ اس کی الفت تجھے اپنی چادر میں لے لے گی۔ اس کی رحمت تجھ کو اپنی آغوش میں لپیٹ لے گی۔ مگر یہ سعادت کبریٰ لاکھوں کروڑوں میں سے ایک کے حصہ میں آتی ہے۔

اے بندے! تجھ پر لازم ہے تو تقویٰ و پرہیز گاری کو اپنا شیوہ بنالے وہ تقویٰ جو قانون قدرت کے حدود کے اندر ہو ضروری ہے کہ ہواؤ ہوس کی تاجداری نہ کرے شیطان کی پیروی سے من موڑ لے اور بری صحبت سے دور بھاگے۔ مومن تو وہ ہے جو ان سب سے جہاد میں مصروف ہے اور اتنا مصروف ہے کہ خود اس کے سر سے نہیں اترتا تلوار اس کے نیام میں نہیں جاتی گھوڑے پر سے وہ نہیں اترتا۔

اس کی نیندا ایسے لوگوں کی نیند کی طرح ہے جو کبھی کبھی اونگھ لیتے ہیں ان کی غذا فاقہ کشی ہے ان کی گفتگو خاموشی ہے، خاموشی کی وجہ سے وہ گونگے مشہور ہیں ہاں وہ گفتگو کرتے ہیں مگر کب، جب کہ قدرت انھیں اکسا کر گفتگو کراتی ہے ان کی گفتگو کی مثال ایسی ہے جیسے قیامت کے دن انسان کے ہاتھ پاؤں اور آنکھ وغیرہ گفتگو کریں گے یعنی ان سے گفتگو کرائی جاتی ہے تب کرتے ہیں۔ ان کی گفتگو اس زبان حال کی گفتگو کی طرح ہے جو درخت، پہاڑ اور نکر بھی گفتگو کرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان سے ایک کام لینا چاہتا ہے اور وہ کام ہے بندوں کو ان کے اعمال کی برائی و بھلائی کے نتیجہ سے باخبر کرنا نہ صرف اس خبر کا ان کے کانوں تک پہنچا دینا تاکہ پوری طرح وہ متوجہ ہوں بلکہ ان کے آگے دلیل اور جہت بھی پیش کرنا پس یہی وہ گفتگو ہے جس کی بنیاد انبیاء و مرسلین نے ڈالی پھر انھیں کے بتائے ہوئے

راستہ پر علماء و مصلحین کی جماعت انھی جو خود بھی عمل کرتے تھے پھر خلق کی اصلاح کا بیڑہ بھی اٹھاتے تھے اسی لیے یہ مصلحین انھیں کے نائب کہلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اس کے بھی معنی ہیں۔ اے لوگو! اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر یہ ادا کرو یقین کر لو کہ نعمتیں اسی کی طرف سے آتی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وما یحکم من فہد فمن اللہ۔ یعنی تم پر ہر ایک نعمت اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔

اے بے چین انسانوں! تم وہ ہو جو اس کی نعمتیں لے کر انجان ہو جاتے ہو شکر گزاری نہیں کرتے بلکہ ان نعمتوں کو اس کے غیروں سے منسوب کر دیتے ہو۔ کبھی تو ایسا کرتے ہو کہ ان نعمتوں کو کم سمجھنے لگتے ہو۔ اور اپنے حق سے زیادہ کے طلب گار ہوتے ہو اور کبھی ایسا کرتے ہو کہ ان نعمتوں سے معاصی کے ارتکاب میں مدد لیتے ہو۔

عزیزانِ من! ضرورت ہے کہ تم دنیا کی ہنگامہ آرائی سے الگ ہو کر اپنے کردار کا محاسبہ کرو جس سے توقع ہے کہ تم کو گناہوں سے کنارہ کشی کی ترغیب ہوگی۔ کبھی شکر اداء انداز میں اپنے احوال کا تجزیہ کرو جس سے تمہارے خالق کی رحمانہ نظروں کا تم پر انکشاف ہوگا کہ اس کے اتنے محتاج ہو کہ اس کی قوت کا ہر وقت تمہارے نزدیک رہنا ضروری ہے۔ چاہے تم جماعت کے ساتھ ہو یا تنہا ہو تم کو معلوم ہوگا کہ اس نفسِ امارہ کی خواہشوں سے خوفناک جنگ کی ضرورت ہے عام لوگ لغزشوں کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں مگر زہاد خواہشوں کی ادنیٰ پیروی سے بھی تباہ ہوتے ہیں۔ ابدال فکر کی وجہ سے اور تنہائی میں دل کے دوسووں کی وجہ سے برباد ہو جاتے ہیں۔ بعض صدیقین کی خرابی ان دوسووں میں ہو جاتی ہے جب وہ دل کی حفاظت میں مشغول ہوتے ہیں کیونکہ یہ تو وہ ہیں جن کی آرام گاہیں شہنشاہ کے دروازہ پر ہیں خاص مقام دعوت پر ان کا قیام ہے یہ لوگ معرفت رب کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں وہ دلوں کو مخاطب کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے قلوب، اے ارواح، اے انس و جن، اے شہنشاہ کے دربار کا ارادہ کرنے والو! شہنشاہ کے دربار کی طرف آؤ۔ تیزی کے ساتھ آؤ۔ دلوں کی ریس کے ساتھ آؤ۔ تقویٰ کے قدموں کے ساتھ آؤ، توحید و معرفت کے ساتھ آؤ، بلند پار سائی کا تحفہ لے کر آؤ۔ دنیا سے بیزاری کا تمغہ لے کر آؤ بلکہ آخرت کا بھی خیال چھوڑ دو۔ جو بھی اس کے سوا ہے ان سب کو چھوڑ دو یہ ہیں وہ مردانہ صفات، جن کی طرف یہ عالی نفس گروہ قوم کو دعوت دیتا ہے۔ ان کا مقصد قوم کی اصلاح ہے پورے گروہ کی اصلاح ہے آسمان سے لے کر زمین تک نہیں بلکہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب ان کے پیش نظر ہے۔



اے بندے! نفس اور اس کی خواہشوں سے پیچھا چھڑالے۔ اس اعلیٰ درجہ کی قوم کے قدموں کے نیچے زمین بن جا۔ ان کے ہاتھوں میں مٹی کی طرح ہو جا۔ خدائے تعالیٰ مردہ سے زندہ کو نکال سکتا ہے اور زندہ سے مردہ کو۔ اصل میں زندگی مومن کی زندگی ہے کافر کی زندگی موت ہے ایک حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میری مخلوق میں جو میرا پیس ہے یعنی سب سے پہلا کافر عصیان کی وجہ سے ایمان کی زندگی سے محروم ہو گیا۔

لوگو! یہ آخری زمانہ ہے اس میں شقاق کے دروازے کھل گئے ہیں۔ جھوٹ اور بے ایمانی کو پر لگ گئے ہیں۔ یاد رکھو، منافقوں، جھوٹوں اور مکاروں کی صحبت سے دور بھاگو، اسی طرح تم اپنے نفس منافق، کاذب و فاجر سے دور بھاگو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی خواہشوں کی مخالفت کرو۔ وہ جو کہتا ہے مت سنو، اسے قید میں رکھو اس کو شتر بے مہار مت کرو، ہوشیار کے ساتھ اس کے پاؤں باندھ کر رکھو، ہاں اس کو اتنا ہی ضروری حق دو جتنے کا وہ مستحق ہے۔ تم اس کی طویل و عریض فرمائشوں کو جاہدات کی وجہ سے بالکل رد کر دو، تم اس پر سوار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو موقعہ پاتے ہی وہ تم پر سوار ہو جائے طبیعت کیا ہے ایک چھوٹا سا بچہ۔ اس کی دوستی بھی ٹھیک نہیں ہے اس کو بھی اسی طرح عقل نہیں، جس طرح بچہ کو نہیں۔ تم اپنی طبیعت سے کچھ سیکھنا چاہتے ہو گویا بچہ کے آگے زانوئے ادب تہہ کرنا چاہتے ہو۔ شیطان کون ہے وہ تمہارا پکا دشمن ہے وہ تو تمہارے باوا آدم کا بھی دشمن رہا ہے کیا وہ تمہیں تسکین دلا سکتا ہے کہ تم اس کے مقبول بارگاہ ہو کر بامراد ہو سکتے ہو تمہاری اور اس کی دشمنی کئی اور قدیم ہے تم اس کی چھاؤں میں بھی مت آؤ۔ وہ تمہیں امن نہیں دلا سکتا وہ تمہارے باوا آدم کو بھی دھوکہ دے چکا ہے۔ تمہاری ماں خوا کو بھی۔ اس کی دوستی پر اعتبار مت کرو۔ جب کبھی موقع ملے گا وہ تمہارا خون ہی کر کے چھوڑے گا جیسا کہ تمہارے ان بزرگوں کے ارمانوں کا خون کر چکا ہے تقویٰ کے ہتھیار سے تم اس کی مدافعت کرو۔ اللہ کی توحید کو اپنا نصب العین بنا لو اس کے لیے مراقبہ و فکر، تنہائی میں عبادت گزار، اخلاق میں صداقت و خلوص کو اپنا شیوہ بنا لو۔ جو کچھ مانگتا ہے اپنے رب سے مانگو۔ ان اوصاف حمیدہ کو اپنی فوج سمجھو اور تقویٰ کو اپنا ہتھیار بس یہی فوج اور یہی وہ لشکر ہے جو تمہیں شیطان کے مقابلہ میں کامیاب کرے گا اور اس کی فوج کو پسپا کر دے گا۔ کیونکہ خدا کی فتح و نصرت تمہارے ہی لیے ہوگی اور وہ تمہاری ہی مدد کرے گا۔

اے غلام! تو دنیا و آخرت دونوں کو ایک ہی پلڑے میں رکھ اور ان کو ایک ہی کسوٹی پر پرکھ۔ بس تو اپنا دل صرف اس مولائے لگا لے وہ دل جو دنیا و آخرت دونوں کی خواہشوں سے عاری اور بے نیاز

ہو اپنے مولائے سوا کسی چیز کی آرزو کو اپنے دل میں جگہ مت دو۔ خالق سے الگ ہو کر مخلوق کے ہاتھ میں قید مت ہو۔ ان ظاہری اسباب سے قطع نظر کر لے۔ ان اربابِ مینِ دُوبِ اللہ سے بے نیاز ہو جا جب تجھ سے ہو سکے تو دنیا کی خواہش کو اپنے نفس کی حد تک رکھ اور عقلی کے ارمان کو اپنے دل کی حد تک۔ مگر اپنے مولائے خواہش کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دے جو سراپا راز ہی راز ہیں۔

اے بندے! سوائے اس مالکِ حقیقی کے کسی شے کی آرزو کرنے کی ضرورت نہیں وہ مل گیا تو پھر وہ خزانہ مل گیا جس کو بدالہا باد تک زوال نہیں۔ تیرے آقا کے پاس سے تجھے جو ہدایت نصیب ہوگی وہ اسکی ہدایت ہے جس کے بعد زوال نہیں گناہوں سے تو پر کر کے بس اپنے مالک کی طرف لو لگاؤ۔ مگر توبہ کیسی ہونی چاہی، ایسی کہ ظاہری بھی توبہ ہو اور باطنی بھی۔ توبہ وہ باطن میں اتر جانے والی اکسیر ہے جو گناہوں کی بھڑک دار پوشاک کو اترادے گی۔ دنیا والوں سے نہیں بلکہ خدا سے حیا کرنا سکھائے گی جو حقیقی حیا ہے۔ انسانوں سے جو حیا کی جاتی ہے۔ وہ مجازی حیا ہوتی ہے۔ یہ ہیں اعمالِ قلوب جو اعضاء و جوارح کی ظاہری اور شرعی طہارت کے ساتھ ساتھ مقبول بارگاہ ہوتے ہیں۔ دل جب اسباب و تعلق دینی کے خاردار جنگل سے نکل گیا تو وہ معرفت و توکل کے دریا کا شادور ہو گیا۔ علم و ایمان کا مرد میدان بن گیا۔ جب وہ اس دریا کے بچ میں ہوتا ہے یا اس میدان میں وہ کنارے سے دور ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ اَللّٰہِ خَلَقْنِیْ فِہِیْ یٰہِیْدِیْس۔ جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے سیدھی راہ بھی دکھلائے گا۔ اس لیے چاہے وہ ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک، ایک مقام سے دوسرے مقام تک، کچھ دنوں بھٹکتا پھرے گا مگر آخر کار بہت جلد سیدھی راہ پر آ ہی جاتا ہے۔ غیر مرمی ربانی قوت اس کی دیکھیری کے لیے آدہ ہو ہی جاتی ہے۔ طالب کا دل بے گنتی میلوں کی مسافت طے کرتا جاتا ہے اور ہر چیز کی کھوج کے ذریعہ وہ اس کو پانے کے لیے بے چین ہی رہتا ہے۔ اس کی کچی طلب اس کی دلاورانہ، حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے کہ خوف کے وقت ہلاک ہونے سے بچا لیا جاتا ہے۔ اس کے ایمان کی کشتی اس سمندر میں ڈوبنے سے بچا لی جاتی ہے۔ وحشت و خوف کے بادل اس کی آنکھوں سے دور کر دیے جاتے ہیں اور اس کی جگہ انس و قرب الہی کی فرحت انگیز صبح پیدا ہونے لگتی ہے۔ اے غلام! جب تجھے اس گمراہی یا مصیبت کی بیماری گھیر لے تو صبر کی دوا سے اس کا علاج کر، شکر کے ہاتھوں سے اس دوا کے قدح کو پی لے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو جلد صحت یابی کی نعمت سے بہرہ ور ہو جائے گا۔ اور قلاح و مراد کی بلند چوٹیوں پر پہنچ جائے گا۔

آگ کا لرزہ خیز تصور مومن کے دل میں خوفِ الہی پیدا کرتا ہے۔ یہی مشیتِ الہی اس معبود کے الطاف و رحمت کے دروازے کو اس کے لیے کھول دیتی ہے۔ جب وہ اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو پھر



اس کے دل میں اطمینان و مسرت اپنا جلوہ دکھاتی ہے کہ پھر اس معبود کے جلال و کبریائی کا نظارہ کرتے ہیں تو ان کے دلوں اور ان کی روحوں میں خوف و خشیت کا ایک زبردست جذبہ پیدا ہوتا ہے جو پہلے سے زیادہ ہوتا ہے پھر ان کے لیے جمال کا دروازہ کھلتا ہے۔ اب اطمینان اور سکون کا مل نصیب ہوتا ہے یہ وہ عارج ہیں جو لاہوقیت کے ارتقائی منازل سے طے کرنا پڑتے ہیں۔

اے غلام! محض کھانا، کپڑا اور مکان تیرا مقصد زندگی نہ ہونا چاہیے تیرے دل اور تیری روح کے مطالبے بھی ہیں اور وہی زبردست مطالبے مادی تقاضوں کے ہجوم میں دبے ہوئے ہیں۔ سب سے بڑا تقاضہ رضائے الہی یا طلب مولا ہے۔ یہ اہم ترین تقاضہ ہے تیری زندگی کا، یہی تیری زندگی کا حقیقی نصب العین ہونا چاہیے۔ دنیا کا بدل کیا آخرت ہے مخلوق کا بدل خالق ہے۔ اگر اس عارضی اور ناپائیدار دنیا کی کوئی چیز تجھ سے چھوٹ گئی ہے تو اس کا بدلہ اس سے زیادہ قیمتی اور قابل قدر چیز یعنی روحانی نفع سے ہو سکتا ہے جو بھی زندگی کے بچے کچھ دن رہ گئے ہیں، جا انھیں آخرت کی تعمیر کے لیے کام میں لا، ملک الموت کہیں نہ کہیں پھندہ لگائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اولیاء اللہ کے پاس دنیا کی حیثیت کیا ہے ایک باورچی کی۔ جو آخرت کے لیے توشہ تیار کر دیتا ہے۔ ہاں آخرت میں ان کے لیے زندگی کے اصلی مقصد کی تعمیر ہوتی ہے۔ یہ اصلی مقصد کیا ہے۔ ان کے معبود حقیقی کی ان سے ملاقات۔ اس لیے وہ حقیقت میں دنیا کے طالب ہیں نہ آخرت پر لپکاٹی ہوئی نظریں ڈالتے ہیں۔ نعمت و مسرت کی حالت میں تو تم خدا کی محبت کرو اور بلند مصیبت میں اس سے تمھارا دل گریز کرنے لگے تو تمھارے دعوے کی صداقت کا پردہ چاک ہو جاتا ہے۔ مصیبتوں اور بلاؤں میں ہمت و استقلال مردانہ کے ساتھ ثابت قدمی دکھلاؤ تو یہ محبت الہی ہے۔ اب ہو تم اس کے محبوب، اور اسی کے امتحان کی تم کو ضرورت بھی تھی۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تو پھر تم فقر و اخلاص کے لیے چادر تیار رکھو۔

ایک اور شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اللہ کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ مصیبتوں کے لیے ایک چادر تیار رکھو۔ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت فقر اور بلا سے جڑی ہوئی ہے۔ کسی نیک بخت آدمی نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔ وکل البلاہ بالولاء۔ بلا کا دلا سے گہرا تعلق ہے۔ اگر تم کو خدا کا دوست بننا ہے تو بلاؤں سے نمٹ لو۔ جسو نے کو خدا کی دوستی کا دم بھرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی اگر وہ صبر میں ثابت قدمی نہ دکھلائے اسی لیے بات و استقلال کو محبت الہی کی کسوٹی بنایا گیا ہے۔

ترجمہ۔ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور روزخ کے عذاب سے بچا۔

فصح اللسان

## فارق حق و باطل، امام الہدی، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

برتبہ: محبوب الرسول قادری

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مرید رسول ہونے کے ساتھ ساتھ مراد مصطفیٰ بھی ہیں۔ کہ جناب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں کہ الٰہی! عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام (ابو جہل) میں سے جو تجھے پسند ہو اس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔ حاکم نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ الٰہی! خاص عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو غلبہ و قوت عطا فرما۔ وہ آئے اسلام قبول کیا پہلے ہی روز مسلمانوں کی جماعت کو بیت اللہ میں لے گئے حرم شریف میں اعلانیہ نماز پڑھی گئی خانہ کعبہ میں اذان ہوئی۔ اور فاروق اعظم کے لقب سے ملقب ہوئے پھر ایسا مرتبہ پایا کہ ترمذی شریف میں فرمان رسول ﷺ موجود ہے "اگر میرے بعد نبی ﷺ ممکن ہوتا تو وہ عمر ہوتا رضی اللہ عنہ"

تائید کی قوت اور فصاحت و بلاغت کا دافہ حصہ عطا کر رکھا تھا آج کی اس نشست میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات جو در حقیقت علم و معرفت کا گنجینہ و خزینہ ہیں پیش خدمت کیے جاتے ہیں تاکہ ہم اپنے شب و روز ارشادات فاروقی کی روشنی میں گزار کر اپنی عاقبت سنوار سکیں۔

☆ جب حلال و حرام جمع ہوں تو حرام غالب ہوتا ہے چاہے وہ تھوڑا سا ہی ہو۔ ☆ ظالموں کو معاف کر مظلوموں پر ظلم ہے۔ ☆ خشون و خضوع کا تعلق دل سے ہے ظاہری حرکات سے نہیں۔

☆ میں کسی چیز کو نہیں دیکھتا مگر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں۔ ☆ طالب دنیا کو علم پڑھانا، راجزن کے ہاتھ تلوار فروخت کرنے کے مترادف ہے۔ ☆ عربی زبان سیکھو کیونکہ اس سے عقل راسخ ہوتی ہے اور مروت بڑھتی ہے۔ ☆ تم نے مخلوق کو کب سے غلام بنالیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا۔ ☆ جو زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے اور جس کی لغزشیں زیادہ ہوتی ہیں اس کا تقویٰ کم ہو جاتا ہے۔ ☆ تین چیزوں سے اللہ تعالیٰ خود ضامن ہے جن کے بارے میں کبھی وعدہ خلافی نہیں ہو سکتی۔ اولاً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ثانیاً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی مکاری چلنے نہیں دیتا۔ ثالثاً اللہ تعالیٰ مشقوں کی حرکتوں کو صلاح۔



والا نہیں بناتا۔۔۔۔۔☆ جوانی میں ہر اس بات سے بچو جس سے تم بدنام اور برے القاب والے ہو جاؤ۔ کیونکہ اگر بعد میں تم بڑے آدمی بن گئے تو بہت زیادہ پچھتاؤ گے۔۔۔۔۔☆ تین چیزیں ہلاک کر ڈالتی ہیں بخیل جس کی اطاعت کی جائے خواہش جس کی اتباع کی جائے اور انسان کی خود نمائی قبل اس کے کہ بزرگ ہو۔ علم حاصل کرو۔۔۔۔۔☆ علم حاصل کرو اور لوگوں کو سکھاؤ، وقار و تحمل سیکھو، ان لوگوں کے لئے تواضع کرو جن سے تم نے علم سیکھا اور ان لوگوں کے لئے بھی جن کو تم نے علم سکھایا۔ جابر عالم نہ بنو، کیونکہ علم تکبر اور خود سری کے ساتھ باقی نہیں رہتا۔۔۔۔۔☆ اے اللہ میرے لئے دنیا کی بہتات نہ کرنا کہ میں نافرمان نہ ہو جاؤں۔ اور کی بھی نہ کرتا کہ تجھے بھول جاؤں کیونکہ جو کم ہو اور کافی ہو وہ اس سے زیادہ بہتر ہے جو غافل کر دے۔۔۔۔۔☆ کسی کے نماز روزے پر نہ جاؤ۔ بلکہ دیکھو کہ بات کرتا ہے تو سچ کہتا ہے امانت میں خیانت تو نہیں کرتا اور جب گناہ کے پاس جاتا ہے تو رک جاتا ہے۔

☆ کسی شخص کے اخلاق پر بھروسہ نہ کرو جب تک کہ غصے کے وقت اسے آزمانہ لو۔۔۔۔۔☆ ایک شخص حضرت امیر المومنین کی تعریف کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ ”کیا تو مجھے اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔“ ☆ جو شخص ایسے عادات و اخلاق کا اظہار کرتا ہے جو اس میں نہیں وہ منافق ہے۔۔۔۔۔☆ جو شخص اپنے نفس میں خستہ سے زیادہ اخلاص کا اظہار کیا اس نے نفاق پر نفاق کیا۔۔۔۔۔☆ جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔۔۔۔۔☆ جس سے تم کو نفرت ہے اس سے ڈرتے رہو۔۔۔۔۔☆ جب کوئی شخص مجھ سے سوال کرتا ہے مجھے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

☆ خدا اس شخص کا بھلا کرے جو مجھ پر میرے عیب میرے پاس تجھے میں بھیجتا ہے۔ یعنی مجھ پر عیب ظاہر کرتا ہے۔۔۔۔۔☆ عمامہ اہل عرب کا تاج ہے۔

مولا کریم سے دعا ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کو عالم اسلام کے مجاہد کبیر، خلیفہ مصطفیٰ، حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ پر عمل پیرا ہو کر اتباع و اطاعت رسول کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ختم آمین۔

## مرشد کا ملاں داتا علی ہجویری قدس سرہ

تحریر محمد محبوب الرسول قادری

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی علی بن عثمان بن علی ہے غزنی کے مشہور محلہ ہجویر میں ایک خدا رسیدہ بزرگ کے ہاں ولادت ہوئی۔ سن ولادت مختلف بیان کیے جاتے ہیں لیکن درست یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۷۴۰ھ میں ہوئی۔ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کے بعد نویں پشت میں شجرہ نسب المومنین سیدنا حیدر کرار علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے جاتا ہے والد گرامی سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور والدہ محترمہ سیدنا امام حسین شہید کربلا کی اولاد سے تھیں۔ سر زمین غزنی کے دو عظیم سپوت پورے عالم اسلام کی توجہ کا مرکز بنے ایک داتا علی ہجویری اور سلطان محمود غزنوی۔۔۔۔۔☆ آج برا عظیم ایشیاء میں کروڑوں مسلمانوں کے موجود ہونے میں ان دونوں عظیم ہستیوں کا بھی خاصا حصہ ہے۔ داتا گنج بخش علی ہجویری نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ بعد ازاں حصول علم کے لئے دنیا بھر کی سیاحت فرمائی۔ آپ نے فارس، مدائن، خراسان، بخارا، طبرستان، آذربائیجان، کوہستان، بغداد، شام، عراق، خوزستان، اور ماورائے نہر وغیرہ کے علاقوں میں نامور علماء و فضلاء سے اکتساب علم کیا۔ مزاجاً نیک سیرت اور مستجاب الدعوات تھے ان کے چہرے پر انوار الہی کا ڈیرہ رہتا تھا وہ حسی جلال کے حامل بھی تھے اور حسی جمال کے مرقع بھی۔ آپ کی سخاوت اور خوش خلقی بہت مشہور تھی۔ آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں خدا کے مقرب اور محبوب بندوں کی زیارت کرنا بھی اپنا معمول بنا رکھا تھا۔ خراسان میں حضرت ادیب کندری رحمہ اللہ تعالیٰ اور بخارا میں حضرت شیخ احمد قرندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی شام میں، عشاق مصطفیٰ علیہ السلام کے امام حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے مزار پر انور پر حاضر ہوئے تو عالم رویا میں بیکر جمال حضور محبوب رب العالمین علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور سرکار مصطفیٰ کے ہمراہ ایک عمر رسیدہ ضعیف شخص بھی تھے۔ حضور علیہ السلام کے قدموں میں گر پڑے اور قدم بوسی کی سعادت بھی حاصل کی اس کے بعد آقا علیہ السلام سے پوچھا یہ آپ کے ہمراہ عمر رسیدہ شخصیت کون ہیں؟ اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ۔۔۔۔۔☆ یہ تیرا اور



تیرے دیار والوں کا امام ابوحنیفہ ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پاک پر حاضری سے اتنی عظیم سعادت ملی کہ زیارت رسول رحمت ﷺ سے سرفراز ہوئے اس کے بعد آپ کے دل میں حضرت سراج الامت، امام الامام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی محبت پہلے سے کہیں زیادہ پیدا ہو گئی۔ حضرت ابو العباس احمد بن محمد الاشعری اور ابو القاسم بن علی بن عبد اللہ انگریزی جیسے کامل و اکمل اولیاء آپ کے اساتذہ میں شامل تھے آپ نے ابو الفضل محمد بن حسن النخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست حق پرست پر بیعت کی وہ مستند عالم دین، تفسیر اور حدیث کے بڑے عالم تھے تصوف میں حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک پر تھے۔ پہلی ہی ملاقات میں انہوں نے آپ کو فرمایا کہ ہم بہت دنوں سے آپ کے غنظر تھے۔ طریقت میں آپ کے شیخ و پیشوا شیخ ابو الفضل محمد بن حسن نخعی، شیخ حصری، شیخ ابو بکر شبلی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، شیخ معروف کرخی، شیخ داود طائی، شیخ حبیب عجمی، اور خواجہ حسن بھری کی وساطت سے اسی ترتیب کے ساتھ امیر المؤمنین، شہنشاہ ولایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

آپ انتہا درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے اکثر فرماتے تھے کہ..... دنیا ایک روزہ ہے اور ہم روزہ سے ہیں..... اللہ اکبر..... اور آپ کو تقویٰ و طہارت اور توکل کا یہ عظیم مرتبہ اپنے مرشد کریم ہی کی بارگاہ سے حاصل ہوا تھا جنہوں نے آپ کو وصیت فرمائی تھی کہ..... بیٹا علی! میں تجھے اعتقادی مسئلہ بتاتا ہوں جس پر کار بند ہو کر تم ہر رنج و تکلیف سے محفوظ رہ سکتے ہو یاد رکھو ہر حال اور ہر مقام پر نیک و بد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کے کسی کام سے ازراہ مخاصمت کبیدہ و رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیے..... کشف الکجوب اور کشف الاسرار آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔ کشف الکجوب کا شمار تصوف کی بنیادی اور ابتدائی پانچ کتب میں ہوتا ہے۔ کشف الکجوب کے اس وقت تک 25 اردو اور تین مختلف عربی ترجمے بھی چھپ چکے ہیں پھر لطف یہ ہے ان میں سے ہر ترجمہ کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں اور کتاب کی مقبولیت ہے کہ اس میں آئے روز اضافہ ہی اضافہ ہو رہا ہے کشف الکجوب شریف اپنی جگہ پر مرشد کامل کا درجہ رکھتی ہے حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرما دیا کہ..... اگر کسی کو پیر کامل نہ ملے تو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے، اسے پیر کامل، مل جائے گا..... نجات الانس میں مولانا عبدالرحمان جامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "کشف الکجوب مرشد کامل ہے اور

تصوف کی کتابوں میں اس خوبی کی کتاب تصنیف ہی نہیں ہوئی، ہندوستان کے مشہور دیوبندی عالم مولانا عبد الماجد دریا آبادی "تصوف اسلام" میں رقمطراز ہیں کہ "کشف الکجوب کی حیثیت محض ایک مجموعہ روایات اور حکایات کی نہیں بلکہ یہ ایک مستند محققانہ تصنیف ہے" جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد نے کشف الکجوب کا خود اردو ترجمہ کیا ہے اور اس کے دیباچہ میں بانی جماعت اسلامی پاکستان کے حوالے سے لکھا ہے کہ "مولانا مودودی صاحب ہی سے سن رکھا تھا کہ اہل طریقت میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ ایک صحیح الخیال اور بہت بلند پایا بزرگ تھے جنہیں اس کوچہ کے سبھی لوگ مقتداء مانتے ہیں اور ان کی تصنیف، کشف الکجوب اس فن میں سند کا درجہ رکھتی ہے" حضرت داتا گنج بخشؒ نے ایک شادی کی اس کے متعلق ملک کے نامور ادیب حضرت شمس بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کشف الکجوب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ "آپ نے ایک شادی کی اور جب کچھ مدت کے بعد ان سے مفارقت ہو گئی تو تازیت آپ نے دوسری شادی نہیں کی"

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرشد کریم شیخ ابو الفضل محمد بن حسن النخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد انہی کے ارشاد کی تعمیل میں آپ ۳۳ھ میں لاہور تشریف لائے۔ لاہور آنے سے پہلے آپ نے اپنے والد گرامی اور والدہ محترمہ کے مزارات پر حاضری دی آپ کے ہمراہ آپ کے حلقہ احباب میں سے شیخ احمد سرخسی اور شیخ ابوسعید ہجویریؒ بھی تھے۔ تبلیغ دین آپ کا مشن تھا۔ جہاں رکتے تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیتے۔ جب آپ لاہور آئے تو یہاں ایک جادوگر کا قبضہ تھا جو رائے راجو کے نام سے مشہور تھا نہایت ظالم اور بے رحم شخص تھا۔ یہ دودھ پیتا تھا اور جو اسے دودھ نہ پہنچاتے یہ ظالم جادو کے ذریعے انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔ آپ نے ایک صبح دیکھا کہ ایک بڑھیا ایک مٹکا سر پر اٹھائے جاری تھی پوچھا، یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ دودھ ہے۔ فرمایا، کہاں لے جا رہی ہو؟ اس نے سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ کہ اگر ہم رائے راجو، جوگی کو دودھ نہ دیں تو ہمارے جانوروں کے تھنوں میں دودھ کے بجائے خون بھر جاتا ہے۔ داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دودھ ہمیں دے دو تمہارے جانور کئی گنا بڑھ جائیں گے اور دودھ بھی زیادہ دیں گے اس نے دودھ دے دیا اور واقعی دوسری ہی صبح اس کے جانوروں کے دودھ میں اضافہ ہو گیا۔ اس کے جانوروں کے دودھ سے اس کے برتن بھر جاتے بات چلتی چلتی مشہور ہوئی اور ادھر رائے راجو کو بھی خبر ہو گئی وہ آپ کی اس کرامت کا سن کر سخت غضبناک ہوا اور آپ



کی خدمت میں آیا کہنے لگا کہ دودھ کی کرامت تو میں نے سنی ہے اگر کوئی اور کرامت بھی ہے تو مجھے دکھاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے تو ظاہر کر، اس نے منتر پڑھا اور ہوا میں پرواز شروع کر دی۔ حضور گنج بخش علی جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی لکڑی کی جوتی (کھڑاؤں) کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس کو واپس لاؤ۔ اب داتا علی جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے جوتے پرواز کرنے لگے فضا میں جا کر رائے راجو کے سر میں برسنے لگے اور اس کو واپس آپ کے قدموں میں لے آئے۔ وہ آتے ہی آپ کے قدموں میں گر پڑا تو یہی اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ آپ نے اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا اور اس کی روحانی و فکری تربیت فرمائی۔ آگے چل کر یہی عبداللہ..... شیخ ہندی کے نام سے مشہور ہوئے اور داتا علی جوہری..... کے وصال کے بعد ان کے سجادہ نشین بنے۔ اسی رائے راجو کے راہ راست پر آنے کے واقعہ سے لاہور میں لوگ دودھ داتا صاحب کی خدمت میں پیش کرتے اور آج تک یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ ملک بھر کے گوالے عرس مبارک کے موقع پر دودھ کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور آپ کے ایصالِ ثواب کے لئے دودھ کی سیلیں لگائی جاتی ہیں۔ آپ کا وصال ۹ محرم الحرام ۸۳۵ھ کو ہوا نماز جنازہ شیخ ہندی نے پڑھایا آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے چہلم کی مناسبت سے ہمیشہ ۹ صفر المظفر کو منعقد ہوتا ہے۔ اکابر اولیاء کرام نے آپ سے اکتساب فیض کیا چالیس روز تک چلے کشتی کرنے کے بعد گوہر مراد ملا تو چشتیوں کے پیشوا اور امام خواجہ معین الدین چشتی امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ پکارا اٹھے۔

سُبحَ بَخشِ فیضِ عالمِ مظہرِ نورِ خدا  
ناقصانِ را پیرِ کاملِ کلاماں را راہنما

آپ کی تعلیمات صبح قیامت تک مشعل راہ ہیں۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”کوئی بھی شخص علم سے بے نیاز رہ کر وادی عرفان و سلوک میں قدم نہیں رکھ سکتا“ آپ نے فرمایا کہ علم و عمل لازم و ملزوم ہیں۔ اب سمجھ لو کہ محبت الہی بندہ کے حق میں اور بندہ کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کتاب و سنت سے ثابت ہے اور امتوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو دوست ہیں انہیں اللہ تعالیٰ بھی دوست رکھتا ہے۔ بلکہ اس کے کلام دوستوں کے دوستوں کو بھی محبوب رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو جانتے خاک نہیں اور اپنے جہل پر بلند ہیں وہ مشرک طریقت ہیں اور وہ لوگ جو جانتے ہیں ان پر ان کے علم کے کمال نے معنی حقیقی ظاہر کر دیئے ہیں ان پر اللہ کا خاص فضل ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ نئی وہ ہوتا ہے جو بخشش اور عطا میں تمیز کرے۔

کشف الکجب میں ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے دور میں پیدا فرمایا جس میں لوگوں نے ہوا و ہوس کا نام شریعت، طلب منصب و جاہ و تکبر کا نام عزت، علم، اور خلق خدا سے ریا کاری کا نام خشیت الہی، کینہ پروری کا نام علم و بردباری، فضول بحث و لڑائی کا نام مناظرہ، منافقت کا نام زہد، ہڈیاں طبعی کا نام معرفت، دل کی دھڑکن کا نام محبت، الحاد کا نام فقر، انکار حق کا نام تزکیہ، بے دینی و زندہ کا نام فنا، ترک شریعت کا نام طریقت، آفت کا نام معاملت، جنگ اور حماقت کا نام عظمت، نفس کی تاویلات کا نام حجت اور ہوس کو سلوک کا نام دے رکھا تھا“

ان حالات کے پیش نظر آپ نے ان تمام رسومات بد کے خلاف عملاً جہاد فرمایا، یہی وجہ ہے کہ مجدد الف ثانی، خواجہ امجدی اور علامہ اقبال جیسے مشاہیر امت ان کی تعلیمات سے فیض و برکات حاصل کرتے رہے، مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو ارشاد فرمایا تھا کہ ”لا ہو کو بلاد ہند میں قطب الارشاد کا مقام حاصل ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا بزرگ ہوگا جس نے لاہور پہنچ کر سید علی جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ عالیہ پر جبین نیاز کو نہ جھکایا ہو“ آپ کا مشن تبلیغ اور اشاعت دین تین تھا، آپ کی فکر کی بنیاد شریعت اور طریقت کی ہم آہنگی تھی۔

تصوف کو بدنام کرنے والوں کے خلاف آپ نے بھرپور جہاد کیا۔ داتا علی جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات سادگی اور عمل کی دعوت دیتی ہیں انہوں نے امت کو متحذر بننے کا درس دیا آپ اسلامی قوت کی وحدت کے خواہش مند تھے۔ مخلوق کے سینوں کو وہ اللہ کی بندگی و اطاعت اور حضور ﷺ کی محبت سے روشن دیکھنا چاہتے تھے۔ ہزاروں ہندوؤں، سکھوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ آپ کے وصال کے بعد محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے ظہیر الدولہ نے آپ کا مزار مبارک تعمیر کرایا جبکہ خاقانہ کافر شاہ اور ڈیوڑھی مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے تعمیر کروائی۔

خدا رحمت کنندا دیں عاشقانِ پاک طینت را

میری دعا ہے کہ رب کریم داتا علی جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ کی فکر رسا سے پوری قوم کو اکتساب فیض کی توفیق بخشے اور علم و عمل کی دولت عطا فرما دے۔ آمین۔



قرآن کریم سے

حضرت سیدنا حافظ عبدالغفور قادری قدس سرہ

کا مادہ سن وصال

حضرت علامہ سید سائیں حافظ عبدالغفور قادری قدس سرہ (۱۹۲۷ء - ۱۹۸۷ء) بمطابق ۱۳۴۵ھ (۱۹۰۷ء) پنجاب کے عظیم روحانی پیشوا، شیریں لسان خلیفہ، عظیم مصلح اور مبلغ اسلام تھے آپ کا مزار مبارک چک نمبر ۹۴ شاہی المعروف خون شریف (سرگودھا) میں مرجع خاص و عام ہے۔ محترم محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے آپ کے لوح مزار کے لئے قرآن کریم کی اس آیت شریفہ سے آپ کا سن وصال اخذ کیا ہے، ملاحظہ ہو۔

”وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوٰی“ (السجدہ) پارہ ۲۱

۱۴۰۷ھ

ترجمہ..... اور اچھے کام کیے ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں۔ (کنز الایمان)

آپ جیسے مشاہیر امت اور مصلحین قوم کی شان میں قادر الکلام شاعر، دانشور اور کہنہ مشق صحافی ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی یوں نذر عقیدت پیش کرتے ہیں۔ آپ بھی پڑھیے اور اللہ کے ان نیک اور برگزیدہ بندوں سے اپنا تعلق محبت و عقیدت مضبوط و مستحکم بنائیے۔

یہ دلی، راستہ مولا کا دکھانے والے	آدمی کو ہیں یہ انسان بنانے والے
فتح کرتے ہیں محبت سے دلوں کی ہر دنیا	یہ ہیں ہر ایک کو سینے سے لگانے والے
حق نے قوت انہیں ودی ہے کہ تیر جستہ	راہ سے ہیں اسے موڑ کے لانے والے
فخر سلطان دو عالم ﷺ سے ہے نسبت ان کو	اسی باعث ہیں یہ مشہور، خزانے والے
ان کے انفاس کی برکت سے کرم ہے سب پر	ان کے ممنون کرم سارے زمانے والے
یہی خاصان خدا ہیں کہ جو اذن حق سے	تحت بلقیس کو اک پل میں ہیں لانے والے
ان کے دروازے پائیں، جو ہیں طالب رب کے	یہ ہیں معبود سے عابد کو ملانے والے

خورشید نما

سفیر عشق رسول ﷺ

امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ

تحریر: صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مردم خیز خطہ ہندوپاک میں ایک نمایاں ترین اور قابل صد احترام نام حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کا ہے، جنہیں اہلسنت بریلوی کتب فکر میں ”اعلیٰ حضرت“ اور ”فاضل بریلوی“ ایسے باوقار القاب سے یاد کیا جاتا ہے، بلاشبہ فاضل بریلویؒ کی شخصیت ایک ہمہ جہت اور بھرپور شخصیت ہے، تفسیر، حدیث، ترجمہ، فقہ، شعر و ادب اور میراث میں ان کا درک اور رسوخ ان سے ہزار اختلاف کے باوجود مسلم ہے۔

حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے بجا طور پر انہیں برصغیر میں امام ابوحنیفہؒ کا جانشین قرار دیا ہے، ان کے مشہور فتاویٰ رضویہ کی ضخامت اور ثقاہت کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں، فقہی مسائل میں ان کی رائے کبھی چادہ اصابت سے ہنٹی نظر نہیں آتی اور فقہاء کے جملہ ذخیرہ علم پر ان کی نظر کا اعتراف ہر اس شخص کو ہے جسے کسی بھی درجے میں فقہ اور اصول فقہ سے مس ہے۔

لیکن میرے پیش نظر فاضل بریلویؒ کی شخصیت کے تمام یا متعدد پہلوؤں کا احاطہ نہیں بلکہ عنوان کے مطابق ان کی شخصیت کے نمایاں ترین عنصر ترکیبی کا تذکرہ مقصود ہے، جو تذکرہ بذات خود دل نواز، شوق انگیز، حلاوت آمیز اور روح پرور ہے، یہ موضوع چونکہ ہر مسلمان کی میراث ہے اس لیے راقم الحروف ایسا کج معی بھی اشتراک احساس کی بنیاد پر اس سلسلے میں اپنے دل کی دھڑکنوں کو زبان دے سکتا ہے اور محسوسات کو نوک قلم پر لاسکتا ہے۔

عرب و عجم کے متعدد نامور اہل علم و قلم نے فاضل بریلویؒ پر کام کیا ہے اور اپنے ذوق کی مناسبت سے اظہار خیال کیا ہے، فاضل بریلویؒ کا تفسیری کام کس پائے کا ہے؟ ظاہر ہے کوئی مفسر



اس پر رائے دے گا، ان کے ذوق حدیث پر کوئی محدث قلم اٹھا سکتا ہے، ترجمہ میں ان کی مہارت کا کیا عالم ہے کسی کہنہ مشق مترجم کا کام ہے کہ وہ اس پر لکھے، فقہی اعتبار سے فاضل بریلوی کا مقام کیا ہے؟ کوئی فقیہ ہی بہتر فیصلہ کر سکتا ہے، شعر و ادب کے میدان میں مرحوم کتنا کامیاب رہے؟ نثر و نظم کے ماہرین نے اس پر مفید تبصرے کئے ہیں، علم المیراث میں فاضل بریلوی کے درک و رسوخ کے متعلق اس فن کا کوئی ماہر ہماری رہنمائی کر سکتا ہے۔ لیکن عشق رسول ﷺ ایسا موضوع ہے جس کی روشنی سے کسی مسلمان کا دل محروم نہیں، جس کی تپش سے ہر سینہ آشنا ہے جس کا گداز ہر کلہ گو محسوس کر سکتا ہے، عشق رسول ﷺ کوئی فن نہیں کہ کوئی صاحب فن ہی اس پر اظہار خیال کرے اور کوئی شعبہ علم نہیں کہ کوئی بڑا عالم یہ گتھی سلجھائے، بلکہ یہ سراسر کیفیت ہے، ذوق ہے، تڑپ ہے، وارفتگی ہے، والہانہ پن ہے، سوز دروں ہے، گدازنگی اور شیفگی ہے عین ممکن ہے کوئی غازی علم الدین شہید ایسا محنت کش اس میدان میں الفارابی اور المیرونی سے بہت آگے ہو، کوئی دیوانہ اپنے عہد کے تمام فرزانون سے بازی لے جائے، کوئی سادہ لوح کسی کتہ رخ سے زیادہ خوش نصیب ہو اور کوئی خاک بسر اور چاک گریباں اس کو چے کا زیادہ راز دار ہو، اس حوالے سے میں حق رکھتا ہوں کہ فاضل بریلوی کے اس پہلو پر بات کروں جو بات تقد و نبات سے زیادہ شیریں ہے۔

بد قسمتی سے برصغیر پاک و ہند فرقہ واریت کی آکاس بیل میں بری طرح لیٹا ہوا ہے اس لیے ہر شخصیت کے بارے میں کچھ اس طرح کا تاثر بنا ہوا ہے۔

جس کو چاہا خمار میں چاہا  
جس کو دیکھا غبار میں دیکھا

چاہنے والے اپنے ممدوح کو سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچاتے اور گرانے والے تحت الثریٰ سے کم پر راضی نہیں ہوتے، اس اعتبار سے فاضل بریلوی مظلوم ہیں کہ ان کے ساتھ بھی انصاف یا رحم کا معاملہ نہیں کیا گیا، اس میں کیا شک ہے کہ کسی شخصیت کے ہر پہلو سے اتفاق ضروری نہیں ہوتا لیکن یہ بھی تو لازم نہیں آتا کہ ہر پہلو سے اختلاف ہی کیا جائے اس معاملے میں صوفیاء کرام بازی لے گئے ہیں کہ ان کا مزاج ہی یہ رہا ہے کہ جب خوبی دیکھنا چاہی تو غیر کے اندر ڈھونڈھیں اور جب عیب

کی جستجو ہوئی تو اسے اپنے اندر پایا اور یہی جوہر آدمیت اور معراج انسانیت ہے۔

صوفیاء کو کبھی دینے والے کی کثرت عطا میں خامی نظر نہیں آئی انہیں ہمیشہ اپنے ہی دامن کی تنگی کا احساس رہا، وہ برملا کہتے رہے کہ ساقی کی مے بے درد اور صاف تھی مگر ہمارے پیانے کی میل نے اسے گدلا کر دیا، کاش ہم سبھی اس مزاج کا دل رکھتے ہوں کہ وہ نفرت کی آندھیوں میں بھی محبت کا چراغ اپنے طالبے میں بجائے رکھے، مجھے تسلیم ہے کہ فاضل بریلوی کا بعض معاملات میں لب و لہجہ بڑا تلخ رہا، بعض پہلوؤں سے ان کی ترشی قلم آشکارا ہے، بعض گوشے ان کی تندگی اور شدت کی چٹکی کھاتے ہیں لیکن یہ طے ہے کہ وہ معاملہ، وہ پہلو اور وہ گوشہ عشق رسول ﷺ کا ہے، محرک سراسر یہی ہے اس کے علاوہ قسم بخدا کچھ نہیں اور اس کی رعایت انہیں ملنی چاہیے، چشمہ جب اہل پڑے تو چاروں کونوں پر پانی گرتا ہے، دل کی دھڑکن تیز وہ جائے تو اسے "ملٹری سٹائل" ڈسپلن میں رکھنا ناممکن ہے، عقل کے ہر باریک نکتے کو بار بار چھلنی سے گزارنے میں کوئی حرج نہیں لیکن عشق کی شوشی ہر مذہب و ملت میں لائق غور ہوتی ہے، اس شوشی میں بسا اوقات گریبان تارتار ہو جاتے ہیں، ہو جانے دیجئے، کہ یہی بارگاہ عشق کے آداب ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کا دارو مدار نیت پر ہوتا ہے اور اگر نیت میں عشق رسول ﷺ کا فرما ہے تو کسی عاشق کی تلخی کو شہد نامہ کا درجہ دینا چاہیے، ہم دینی اغراض اور تجارتی مقاصد کے لیے کیسے کیسے تلخ تجربے اور تبصرے سن کر چپ ہو جاتے ہیں کہ چپ رہنے ہی میں فائدہ نظر آتا ہے، تو کیوں نہ اس بات میں کسی کے جذبات کو مثبت نگاہوں سے دیکھا جائے اگر میں مفتی کے منصب پر فائز ہوتا تو میرا فتویٰ ہے کہ کسی عاشق کے پتھر فقیہ و متکلم کے پھولوں سے زیادہ نرم و نازک ہوتے ہیں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا نجانے میں کس کیفیت میں کھو گیا بات ہو رہی تھی فاضل بریلوی کے سفیر عشق رسول ﷺ ہونے کی، اس بات میں ان کے نثر پارے، کیسے شہ پارے ہیں اہل نظر سے مخفی نہیں مگر ان کا نعتیہ دیوان "حداائق بخشش" اپنے دامن میں جو جذبات کی فراوانی، محبت کا غلبہ، درد اور سوز کی کیفیت، والہانہ پن، خویصورت سلیقہ، اظہار اور جذب و مستی میں ڈوبے ہوئے الفاظ و حروف رکھتا ہے اسے "مولوی"، "نہیں"، "صوفی"، "بن کر پڑھیں تو دل دھک دھک کر اٹھتا ہے،







## حمد رب جلیل جل جلالہ

جو نکلے ہر غرور انسان کے سر سے  
تو رب کی اس پہ رحمت کیوں نہ برسے  
کوئی صورت بھی نورانی نہیں ہے  
ہیں شکلیں مسخ عضیاں گئے اثر سے  
در دیر و کلیسا اپنا سب کچھ  
کہ ہم مغلوب ہیں شیطان کے شر سے  
پڑے حاجت روائی ہم مسلمان  
کلیسا میں گئے نکلے جو گھر سے  
بکھرتی دیکھ کر ملت کی وحدت  
ہیں جاری اشک خوں اس چشم تر سے  
مسلمانوں کی ہو شیرازہ بندی  
دعا ہے یہ خدائے مجرب سے  
گئی پہچان اچھے اور برے کی  
اٹھا دے اے خدا! پردے نظر سے  
ذکی! آخر میں پھر رب سے دعا ہے  
رہیں محفوظ ہم دشمن کے شر سے  
(رفیع الدین ذکی)

مسلم ہے میرے معبود تیری شان یکتائی  
تراہی نور برحق ہے بنائے حسن و زیبائی  
جن کے پتے پتے میں ہے تیری جلوہ آرائی  
ملی ہے نطق ہست و بود کو تو فین گویائی  
تیری قدرت کا ہیں شاہکار باد صبح کے جھونکے  
ترکی رحمت گلستاں میں پیام دلکشا لائی  
افتخ پر مہر انور نے ردائے لالہ گوں اودھی  
شفق نے پیراں بدلایا بصد انداز رعنائی  
تو ہے فریاد رس میرا تیرے فیضان رحمت سے  
نظر میں نور ہے فکر و تخیل میں ہے رعنائی  
تیری تخلیق کی نیرنگیوں کا ہے عجب عالم  
کہیں نسرین بستانی کہیں ریحان صحرائی  
تری ذات گرامی ماورائے عقل و دانش ہے  
ترا پیغام اقدس بھی ہے عالمگیر سچائی  
مرے مالک مری دانست میں انعام ہے تیرا  
مری ذہنی برد مندی مری فکری توانائی  
تیرے ہی آستان کی جستجو میں سر بہ سجود ہے  
(حکیم عبدالکریم شمر رحمہ اللہ)

## عبدالمصطفیٰ اعلیٰ حضرت مولانا حافظ قاری

## محمد احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

ہیجر (ر) حاجی رائے محمد قاسم ڈھڈی۔ جوہر آباد

زمانہ طفولیت: آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ اشوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۲ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (روہیل کھنڈ) میں ہوئی۔ آپ کا نام گرامی..... محمد..... رکھا گیا۔ جدا محمد نے ”احمد رضا“ نام تجویز کیا۔ آپ نے تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی۔ قرآن مجید آپ نے مغرب و عشاء کے درمیان وقفہ میں ایک ماہ میں حفظ کیا۔ آپ تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ تعلیم مکمل کرتے ہی آپ نے رضاعت پر فتویٰ دے کر فتویٰ نویسی کا کام شروع کیا۔ آپ حضرت شاہ آل رسول مارہروی مدبر رحمۃ کے دست مبارک پر سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ انہی سے تمام سلاسل میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے عشق رسول ﷺ اس قدر کہ آپ نے اپنے اسم گرامی کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ کیا۔ اور فرمایا۔  
خوف نہ رکھ رضا ذرا تو ہے عبدالمصطفیٰ تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے  
ایک دفعہ انجمن حمایت اسلام کے نعتیہ مشاعرے کی صدارت علامہ اقبال کر رہے تھے جب وہاں ایک شعر پڑھا گیا کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضا ہے محمد

تو علامہ تڑپ اٹھے بتایا گیا کہ شعر محمد احمد رضا خان کا ہے تو فرمایا میرے لیے یہ بڑی سعادت ہوگی کہ میرے دو شعر اس میں شامل کر لیے جائیں چنانچہ فی البدیہہ فرمایا۔

تمنا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش لگائے خدا اور بجھائے محمد

تعجب تو یہ ہے کہ فردوس اعلیٰ بنائے خدا اور سجائے محمد

علوم و فنون: آپ نے تیرہ سال کی عمر سے تصانیف کا سلسلہ شروع کیا۔ اولین فتویٰ جو



آپ نے دیا اس پر اپنے بزرگوں نے انہیں بہت داد دی۔ نظری گہرائی اتنی کہ دینی مسائل کی تحقیق میں ایسا فقہیہ گذشتہ پانچ سو سال کے عرصہ میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ تبحر عالم اور بلند پایہ فقہیہ تھے فقہی مسائل اس طرح واضح فرمائے کہ آج تک کسی نے جواب نہیں دیا اور نہ کسی کی تحقیق دوبارہ ہو سکی ہے۔ آپ کثیر التصانیف عالم تھے ۳۱ سال کی عمر تک آپ نے ۵۰ سے زیادہ علوم و فنون پر مستقل تصانیف کیں جن کی تعداد ۶۰۰ سے بھی زیادہ ہے۔ کثرت تصنیف و تالیف کے اعتبار سے فاضل بریلوی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ مولانا مولوی قاضی عبدالوحید صاحب۔ رئیس عظیم آباد نے مجلس علماء اہل سنت پنڈے کے اجلاس منعقدہ ۱۳۱۸ھ میں زوردار قصیدہ پڑھا اور اعلیٰ حضرت کو ان الفاظ میں نذر عقیدت پیش کی۔

وہ عالم اہل سنت مصطفاتا مجدد عصر الفرقاد الفرید

پاک و ہند کے مشہور مفکر و شاعر حضرت ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال نے فرمایا کہ اگر مولانا کی تحریر میں تیزی نہ ہوتی تو وہ اس دور کے ابو حنیفہ ہوتے۔ تاہم بعد میں علامہ بھی مولانا کی تحریروں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ایک موقع پر فرمایا ہندوستان کے دور آخر میں مولانا جیسا طباح اور ذہین فقہیہ پیدا نہیں ہوا۔

آپ نے علم غیب کا مسئلہ پر حرمین شریفین کے سفر میں ایک فتویٰ کتاب کی صورت میں قلمبند کیا جس میں مختلف کتابوں کے حوالے و صفحہ جات تحریر فرمائے یہ کتاب چھ سو صفحات پر مشتمل ہے اور آپ کے بے مثال حافظہ و علمی تبحر کی یکتا مثال ہے۔ آپ حرمین شریفین و حج بیت اللہ شریف سے ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء میں مشرف ہوئے۔ وہاں اکابر علماء سے حدیث، تفسیر، فقہ اور اصول فقہ میں سندیں حاصل کیں۔ امام شافعیہ حسین بن صالح علیہ الرحمۃ کسی پیشگی تعارف کے بغیر بے ساختہ آگے بڑھے فاضل بریلوی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے فرط محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی دیکھتے ہوئے عقیدت سے فرمایا۔

ترجمہ: بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھتا ہوں۔ انھوں نے صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور آپ کا نام "ضیاء الدین" رکھا۔ حسام الحرمین میں شائع شدہ

تقاریظ میں وہاں کے علماء فضلا نے معرفت کا آفتاب۔ فضائل کا سمندر۔ بلند ستارہ۔ دائرہ علوم کا مرکز۔ سبحان فصیح احسان و یکتائے روزگار وغیرہ بالقاب سے سرفراز فرمایا۔ علامہ سید اسماعیل خلیل الہکی نے فرمایا "اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو بلاشبہ حق و صحیح ہوگا۔" آپ کے قوت حافظہ اور جودت طبع کی برکت تھی کہ دیا عرب کے بڑے بڑے فقہاء و محدثین نے آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا آپ کے زمانہ کے علماء و مشاہیر نے علوم کا انقطار دیکھ کر آپ کو مجدد مانا۔ ان علماء کے نام لکھنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے ایک صحیح حدیث کی رو سے جو حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ فرمان رسول اللہ ﷺ ہے۔ "بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی پر ایسے شخص کو قائم کرے گا جو دین کو از سر نو نیا کرے گا۔" حضرت امام احمد رضا خان مصطفائی ضیاء الدین قدس سرہ اپنی خصوصیات کے باعث چودھویں صدی کے مجدد کے رتبہ پر فائز ہیں۔ موجودہ کثیر علماء اسلام نے آپ کی تعریف و توصیف کی ہے اعلیٰ حضرت کے مسلک کی اشاعت حرمین شریفین بلکہ تمام ارض مقدس میں ہو رہی ہے۔ علماء مکہ مکرمہ نے ان کے فضائل کی گواہی دی کہ حضرت مولانا حاجی حافظ قاری محمد احمد رضا خان مصطفائی ضیاء الدین قادری برکاتی بریلوی متعنا اللہ برکاتہ و حشر نہ یوم القیامۃ تحت ریاءہ ہیں اور چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔ برصغیر ہند کے جید علماء نے بھی جن کی تعداد تقریباً تیس ہفتی ہے نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

آپ علم نجوم و فلکیات پر بھی دسترس رکھتے تھے ایک امریکی انگریز سائنس دان پروفیسر البرٹ نے پیش گوئی کی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو سورج مقناطیسی لہروں سے سرخ پذیر ہوگا۔ دنیا میں بارش۔ طوفان اور زلزلے تباہی کریں گے۔ اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت نے زاپچے اور نقشے بنا کر ثابت کیا کہ انگریز کی پیش گوئی سب لغویات ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق ثابت و درست نکلی۔ برصغیر کی سیاسی فضاء: اعلیٰ حضرت نے جس دور میں آنکھ کھولی وہ انگریز کے استبداد و ظلم کا زمانہ تھا۔ انگریز مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے میں مصروف تھا مگر جس طرح مغل بادشاہ اکبر اعظم کے زمانہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے مسلمانوں کو فتنوں سے محفوظ رکھا تبھی اسی طرح اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے اس دور میں تمام فتنوں کا سد باب کرنے میں اپنی تمام تر سعی



فرمائی۔

۱۸۸۳ء میں انگریز نے کانگریس کی بنیاد ڈالی تو مولانا نے دو قومی نظریے کی بنیاد پر اپنی کارروائی جاری رکھی اور مسلمانوں کو تعلق کی کہ وہ اسلامی تشخص کے ذریعے ہی ترقی کر سکتے ہیں۔ آپ کے پیروکاروں نے کھل کر تحریک پاکستان کی حمایت کی۔ ہندو مسلم اتحاد کے مؤید مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی علیہما السلام فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تحریک میں شمولیت کی دعوت دی تو فاضل بریلوی نے صاف فرمایا دیا مولانا میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد حامی ہیں۔ میں مخالف ہوں مزید یہ فرمایا کہ مولانا میں ملکی آزادی کا مخالف نہیں ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔ ایسے پر فتن دور میں علیہما السلام فاضل بریلوی نے صراط مستقیم دکھائی آپ نے دو جدا گانہ قوموں اور تحریک پاکستان کی آبیاری کی۔

تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں مولانا نے مخالفین کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بہت کتابیں لکھیں جو حضور پر نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے موضوع پر مضبوط دلائل سے بھر پور کتب ہیں۔ آپ کے اسی فلسفہ فکر کی روشنی میں قیام پاکستان کی تحریک شروع ہوئی۔ آپ کے صاحبزادگان و خلفاء نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے مسلمانوں کے تشخص کو برصغیر میں برقرار اور مستحکم کیا۔ علیہما السلام نے واشگاف اعلان فرمایا کہ مسلمان کی نجات نہ کانگریس کی دھوتی میں ہے اور نہ ہی انگریز کی چٹون میں ہے آزادی کا صحیح راستہ صراط مستقیم یعنی اسلام سے وابستہ ہے۔ آپ نے دو قومی نظریہ پیش کیا اور مسلمان کو الگ قوم قرار دیا ہندو سے مماثلت ختم کر دی۔ آپ کے اخلاص اور صداقت کی پاسداری کرتے ہوئے دیگر راسخ العقیدہ بزرگوں نے بھی امام بریلوی کی پیروی کی۔ انگریز۔ ہندو اور دائی اتحاد کے بت پاش پاش ہو گئے اور قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں دو قومی نظریہ کو فتح و نصرت نصیب ہوئی جس کا نقشہ عالم پر پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ آپ نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعۃ المبارک کو وصال فرمایا۔

مولانا کے دو علمی شاہکار کا ذکر خصوصیت کا حامل ہے ایک شاہکار فتاویٰ رضویہ ہے جس کا پورا نام "العطاء النبیویہ فی فتاویٰ الرضویہ" یہ بارہ جلدات پر مشتمل ہے اس کے متعلق علماء و مشائخ کی رائے ہے کہ اتنا مفصل۔ مدلل و ضخیم فتاویٰ کسی کے دیکھنے میں نہیں آیا۔ دوسرا علمی شاہکار قرآن کریم کا ترجمہ "کنز الایمان شریف" ہے۔ چونکہ علمی صلاحیتوں و لیاقتوں کے علاوہ قرآن پاک کے تقدس کا آئینہ دار بھی ہے۔

## مسجد، اسلامی معاشرے کا ثقافتی مرکز

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

مذہب عالم میں زمانے اور ضرورت کے مطابق عبادت گاہوں کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے ہر عہد میں مذہبی انسان اور ان کی عبادت گاہوں کا باہمی طور پر چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ اہل اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے مساجد کو بطور عبادت گاہ پسند فرمایا اور رسول پاک صاحب لولاک علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے امت مسلمہ کے لیے ساری زمین کو عبادت کے لیے قبول فرمایا۔ "مسجد" کا لغوی معنی "سجدہ کی جگہ" کے ہیں۔ سابقہ امتوں کی عبادت کے لیے ساری دنیا میں چند مقامات مخصوص تھے جہاں نماز پڑھی جاسکتی تھی۔ عبادت کی جاسکتی تھی ان متعینہ اور مقررہ مقامات پر گئے بغیر ان کی عبادت نہیں ہو سکتی تھی لیکن محبوب رب العالمین علیہ السلام کی امت کو عام اجازت عطا فرمائی گئی کہ جہاں چاہو عبادت کے لیے مسجد بنالو۔ تمہاری عبادت قبول کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ..... "اور یہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں۔ تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو....." (الحج: ۱۸: ترجمہ کنز الایمان) اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا کہ..... "اور اس سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مسجدوں کو روکے۔ ان میں نام خدا لیے جانے سے۔ اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب (البقرہ: ۱۱۴: ترجمہ کنز الایمان) تیسری جگہ ارشاد فرمایا..... "مشرکوں کو (حق) نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں خود اپنے کفر کی گواہی دے کر، ان کا تو سب کیا دھرا، اکارت ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں....." (التوبہ: ۱۷، ۱۸: ترجمہ کنز الایمان)

مذکورہ ارشادات باری تعالیٰ سے مسجد کی اہمیت و عظمت، مرتبہ و مقام اور حیثیت کے تعین کرنے میں بہت ساری وضاحت اور مدد ملتی ہے۔ صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزائن العرفان میں رقمطراز ہیں کہ..... "مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مومنین ہیں۔ مسجدوں کے آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں جہاڑ و دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا، اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لیے وہ نہیں بنائی گئی ہیں۔ مسجدیں عبادت کرنے اور ذکر، کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں اور علم کا فروغ اور درس بھی ذکر میں داخل ہے۔....." حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ



حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے اور جو شخص مسجد میں قنیل روشن کرتا ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ قنیل روشن رہتی ہے۔ (تقریرات رافعی)

صحیح مسلم شریف میں حدیث نبوی ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی۔ فرمایا۔ مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں نے عرض کیا۔ اس کے بعد؟ فرمایا۔ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں نے پوچھا۔ میرے آقا ﷺ اب یہ فرمائیے کہ ان دونوں کی تعمیر میں کتنے وقت کا وقفہ ہے؟ ارشاد فرمایا۔ چالیس سال کا اور جہاں نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لو۔ وہی مسجد ہے۔ "ترمدی میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پاک مروی ہے کہ پیغمبر اس وقت رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں کثرت سے مسجدوں میں جانے والے ہیں انہیں خوشخبری سنا دو کہ قیامت کے دن انہیں پورا نور عطا کیا جائے گا..... ابو داؤد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین افراد ایسے ہیں کہ جن کی حفاظت رب کریم کے ذمہ کرم پر ہے ان میں سے جو زندہ رہے گا اسے رزق دیا جائے گا اور اس کی حاجات پوری کی جائیں گی اور اگر وفات پا گیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں جگہ مرحمت فرمائے گا وہ تین یہ ہیں (۱) جس نے اپنے گھر میں ہوتے ہوئے اپنے اہل و عیال کو سلام کیا۔ (۲) جو مسجد کی طرف نکلا (۳) جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا۔ (اللہ اکبر)

طبرانی میں حدیث نبوی ہے کہ..... مسجد ہر مرقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے آرام اور راحت و رحمت اور پل صراط پر سے سلامتی کے ساتھ گزر کر اللہ تعالیٰ اور جنت حاصل ہو جانے کی ضمانت دی ہے جس کا گھر مسجد ہو..... حضور سید عالم ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سر دار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ..... جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں آتا جاتا ہے تو اس کے ایمان پر گواہ ہو جاؤ۔ کیونکہ ارشاد الہی ہے کہ مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین میں سے سب سے زیادہ محبوب مقامات مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں دوسری روایت میں فرمایا کہ..... جو شخص صبح کے وقت یا شام کے وقت مسجد کی طرف جائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی فرمائے گا۔ (مسلم شریف)

آپ ہی کی ایک روایت ابن ماجہ شریف میں یوں مرقوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ..... مومن کو اس کے اچھے اعمال اور حسنات سے جو چیزیں موت کے بعد پہنچتی ہیں ان میں سے ایک تو علم ہے جو اس نے سیکھا اور پھیلایا اور وہ نیک اولاد ہے جسے اس نے چھوڑا یا قرآن مجید ورثہ میں چھوڑ دیا یا مسجد بنا گیا یا مسافر خان

تعمیر کر گیا یا نہر جاری کر گیا اس نے کوئی صدقہ کر دیا۔ جسے اس نے اپنی زندگی میں اپنے مال سے نکالا تھا۔ یہ صدقہ اس کی موت کے بعد اسے پہنچتا رہے گا..... حدیث نبوی ہے کہ جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا۔ پھر مسجد میں آیا۔ وہ اللہ کا مہمان ہے اور مہمان کی تکریم کرنا میزبان پر مہمان کا حق ہے (طبرانی) اسی طرح حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ حدیث نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ یوم حشر ارشاد فرمائے گا "میرے پڑوسی کہاں ہیں؟" فرشتے عرض کریں گے۔ اے اللہ! تیرا پڑوسی کون ہو سکتا ہے؟ اللہ پاک ارشاد فرمائے گا۔ مسجدوں کو آباد کرنے والے میرے پڑوسی ہیں۔ سبحان رب العظیم۔

ان آیات ربانی اور احادیث نبویہ سے مسجد کی اہمیت و افادیت کے حوالے سے خوب روشنی پڑتی ہے اب چند اہم امور پر غور و فکر کرنا بھی ضروری ہے۔ مسجد کی تعمیر کے حوالے سے جہاں جی چاہے سرکاری جگہ پر قبضہ کر کے مسجد بنالینا یا مسجد کی بنیاد رکھ لینے کے بعد پچاس پچاس سال تک کمرشل بنیادوں پر چندے اکٹھے کرتے رہنا کسی طور پر بھی جائز اور درست نہیں ہے۔ ملت مسلمہ کے عظیم بزرگ حضرت علامہ محمد بن خلیفہ وشتانی مالکی (المتوفی ۱۴۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ..... "مساجد بنانے کی اصل ذمہ داری تو حکومت کی ہے۔ حاکم وقت (المتوفی ۱۴۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ..... "مساجد بنانے کی اصل ذمہ داری تو حکومت کی ہے۔ حاکم وقت مساجد بنوائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر عام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ مسجد بنائیں۔ اگر آبادی کی ضرورت ایک مسجد سے پوری ہو تو ٹھیک ورنہ آبادی کی ضرورت کے مطابق اور مساجد بنوائی جائیں۔ اسی طرح آئمہ مساجد کی ضروریات کے مطابق انہیں تنخواہ مہیا کرنا وظیفہ دینا سہولیات کا انتظام کرنا بھی دراصل اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے اگر حکام اور ارباب اقتدار تعامل سے کام لیں تو پھر یہ مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے....." (اکمال اکمال العلم جلد ۲، صفحہ ۲۲۸)

اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ) رقمطراز ہیں کہ..... "مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ کفار کو تعمیر مسجد سے منع کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مساجد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا منکر ہو اس کو مسجد بنانے کا کوئی حق نہیں ہے....." (تفسیر مظہری۔ جلد ۴۔ صفحہ ۴۶) اس سے معلوم ہوا کہ نہ تو غیر مسلموں سے مسجد بنوانا درست ہے اور نہ ہی تعمیر مسجد کے لیے کسی غیر مسلم سے چندہ لینا جائز ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کا اپنے عبادت خانوں کو مسجد کے شائل میں تعمیر کرنا یا اس کو مسجد کا نام دینا بھی "بداعت فی الدین" قرار پائے گا لہذا ضروری ہے کہ قادیانیوں کو ان کے عبادت خانوں پر محراب و مینار تعمیر نہ کرنے دیئے جائیں کیونکہ وہ حضور سید عالم ﷺ کی عظیم صفت "ختم نبوت" کے منکر ہیں۔ جبکہ ختم نبوت کا مسئلہ قرآن حکیم کی متعدد واضح آیات مبارکہ اور بے شمار احادیث نبوی سے ثابت ہے لہذا منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسول کے کافر اور مرتد ہیں۔ اہل اسلام کو اس نہایت اہم اور نازک مسئلے پر گہری دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا جاثرا ثابت کرنا چاہیے کیونکہ یہی جان ایمان بلکہ عین



ایمان ہے۔

مساجد کے آداب کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا از حد ضروری و لازمی ہے مثلاً بخاری و مسلم کی ایک متفقہ حدیث شریف میں حضور سید عالم ﷺ نے تعلیم فرمائی ہے کہ جو شخص لمسن یا پیاز وغیرہ کھائے وہ اس وقت تک ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے جب تک ان کی بو ختم نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ جن چیزوں سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ان چیزوں سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہونا چاہے تو یوں کہے کہ اے اللہ میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے باہر آنا چاہے تو کہے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوالی ہوں۔ سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو خوب کھاپی لیا کرو۔ عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا۔ مسجدیں۔ پوچھا گیا اور جنت کے پھل؟ فرمایا سبحان اللہ، الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر یعنی ذکر الہی جنت کا پھل ہے۔ مراد ہے کہ ذکر الہی کی محافل پر پا کرو کیونکہ یہ روحانی غذا ہیں۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مسجد کے آداب کے باب میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز (نفل) پڑھ لے۔ عہد نبوی میں مسجد کے اندر جو بہت سارے کام انجام دیئے جاتے تھے ان میں سے تعلیم امت کا کام تھا۔ عدل و انصاف کا کام تھا۔ منصوبہ بندی کا کام تھا۔ مستقبل کی پلاننگ اور فنون کی تیاری کا کام تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا دونوں مجالس خیر پر مبنی ہیں لیکن ان میں سے ایک افضل ہے۔ ایک مجلس میں بیٹھے لوگ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے اور اس کی طرف متوجہ ہو رہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو عطا فرمادے اور اگر چاہے تو عطا نہ فرمائے۔ دوسری مجلس میں لوگ بیٹھے دین میں سمجھ حاصل کر رہے تھے۔ تفہیم دین کا ایک سلسلہ جاری و ساری تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ علم دین حاصل کر رہے ہیں اور نہ جاننے والے کو سکھا رہے ہیں اس لیے یہ لوگ افضل ہیں۔ پھر آپ خود اسی مجلس میں آکر جلوہ افروز ہو گئے۔ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں..... (داری)..... سبحان اللہ

مسجد نبوی سے ملحق اصحاب صفہ کا چوترا تھا اور الحمد للہ آج بھی موجود ہے۔ اس چوترے پر نو مسلم حضرات کو علم دین سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ گویا عہد نبوی میں نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا گیا اور آج شاید پورے پاکستان میں نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک بھی درس گاہ موجود نہیں۔ کاش حکومت، اہل علم اور اصحاب ثروت اس پہلو پر بھی توجہ مرکوز کر سکیں؟ مسجد نبوی میں محفل نعت منعقد ہوتی تھی۔ خود حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے حضرت حسان بن ثابت، اور حضرت علی، کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم جیسے مقتدر نعت گو اور

نعت خوان صحابہ، بارگاہ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کیا کرتے تھے۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تو مجلس شوریٰ کے باقاعدہ اجلاس مسجد نبوی میں منعقد ہوا کرتے تھے۔

لیکن ان تقدس آماب مجالس کو آڑ بنا کر مساجد میں دنیاوی جلسے اور مفتی تقریبات منعقد کرنا درست نہیں۔ کیونکہ مساجد میں خرید و فروخت کرنا، گم شدہ چیزوں کے اعلانات، بھیک مانگنا، اور دنیاوی باتیں کرنا جائز نہیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی دنیاوی باتیں ان کی مسجدوں میں ہوں گی اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ آج کل عورتوں کا مسجدوں میں نماز کے لیے آنا بھی رواج بن گیا ہے جبکہ حضور اقدس ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ عورت کی نماز جو اس کے کمرے میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو اس کے گھر کے صحن میں پڑھی جائے۔ اور اس کی نماز جو اندروالے خاص کمرے میں پڑھی جائے وہ اس نماز سے بہتر ہے جو کسی عام کمرے میں پڑھی جائے (ابوداؤد) آج ہماری بہو بیٹیوں اور جدید معاشرے کو یہ ارشاد گرامی بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ مساجد میں چند افراد کی آجاریہ داری قائم ہے کوئی نوجوان مسجد چلا جائے تو الا ماشاء اللہ اسے طرح طرح کی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے لاشعوری طور پر مفتی اثرات مرتب ہوتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ اصلاح کا مثبت انداز اپنایا جائے۔ اہل علم اور بزرگ حضرات پیار کی زبان میں اصلاح کا فریضہ سرانجام دیں اور نوجوان بھی مسجد سے پیار اور بازاروں میں آوارہ گردی سے بیزاری کا اظہار کریں۔ مساجد صاف ستھری اور جدید سہولیات سے آراستہ بنانا کوئی جرم نہیں بلکہ اجر و ثواب کا موجب ہے لیکن مسجدیں سنگ مرمر اور قیمتی ٹائلوں سے بنا کر ان پر اتنا ہرز گردست نہیں ابن ماجہ اور ابوداؤد شریف میں حدیث نبوی ہے کہ لوگ مسجدیں بنا بنا کر آپس میں فخر کریں گے اللہ تعالیٰ ہمیں مسجدیں آباد کرنے اور ان کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن مقابلہ بازی میں مسجدوں کی آرائش و زیبائش کرنا درست نہیں ہے۔ مسجد میں نماز کے لیے بعض اوقات انسان دیر سے پہنچتا ہے اب جماعت شروع ہو گئی تو آنے والا دوڑ کر اپنی ایک رکعت بچانا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ طریقہ بغیر اسن و رحمت ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ جب مسجد میں آنا ہو، بڑے آرام و سکون، پوری سنجیدگی اور باوقار طریقے سے آنا چاہیے۔ مسجد کی صفائی کا خاص خیال رکھا جانا چاہیے۔ مسجد میں پہلے آنے والے اگلی صفوں میں بیٹھیں اور بعد میں آنے والے جہاں جہاں جگہ ملتی جائے بیٹھتے جائیں کسی دنیا دار منصب والے شخص کے لیے صفوں کو چیرتے ہوئے آگے لانا درست نہیں ہے مسجد میں تھوکنے کا رواج سا ہو گیا ہے حالانکہ یہ ناپسندیدہ عمل ہے خدا نخواستہ اس بچے کے ذہن میں مسجد کے حوالے سے کوئی ایسا تاثر پیدا ہو جائے کہ وہ بڑا ہو کر مسجد سے دور ہو جائے تو کیا اس کا گناہ جہنم کے والے کو نہیں ہوگا؟ اس لیے احتیاط ضروری ہے مسجدوں میں لاؤڈ سپیکر بہت پاور



فل لگے ہوتے ہیں تو عموماً لاؤڈ سپیکر کا بے جا اور بے تحاشا استعمال بھی لوگوں کو ذہنی اضطراب میں مبتلا کر دیتا ہے مسجد کمیٹیوں اور علماء کو عوام کے مسائل پر بھی خاص توجہ مرکوز رکھنا چاہیے۔ بعض مساجد کے ساتھ دکانیں تعمیر کی جاتی ہیں تاکہ مسجد کی مستقل آمدن کا ذریعہ رہیں اب ان میں کسی نے میوزک سینٹر کھول رکھا ہے تو کوئی گرم حمام چلا رہا ہے۔ کسی نے ہوٹل کھول دیا۔ اس سے قباحیت یہ پیدا ہوگئی میوزک سینٹر والا ہمہ وقت گانے بجاتا ہے۔ حمام والا گلوکاروں کے کیسٹ بلند آواز میں جاری رکھتا ہے اور ہوٹل پر رکھے ٹی وی میں کھیلوں کے میچ ڈرامے وغیرہ دکھاتے جا رہے ہیں جو بہر حال مساجد کے تقدس کے منافی ہیں لہذا مسجد کمیٹیوں کو چاہیے کہ وہ دکانات کرایہ پر دینے سے پہلے معاندہ کے ذریعے کرایہ دار کو اس امر کا پابند بنائیں کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے مسجد کے تقدس پر آج آئے۔ بہر حال مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ خانہ کعبہ کی بیٹیاں ہیں۔ ان کے تقدس کو برقرار رکھنا ہماری دینی و مذہبی ذمہ داری ہے جو ہمیں پوری کرنا چاہیے۔ ویسے بھی طبرانی میں حدیث شریف ہے کہ جو شخص مسجد سے محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مبارک گھر سے محبت کی توفیق بخشے اور مساجد کے حقیقی فیضان سے امت کو فیض یاب فرمائے۔ آمین

اللھم صلی علی سیدنا محمد علی قدر حسنہ و جمالہ۔ و فضلہ و کمالہ و بذلہ و نوالہ۔ و فوزہ و مالہ و علی آلہ و اصحابہ و بارک وسلم۔

### امام احمد رضا کے حضور گلہائے عقیدت

(نتیجہ فکر: طارق سلطانپوری)

بیکر حق، اہل حق کا رہنما احمد رضا دیدہ ور، دیدہ دروں کا پیشوا احمد رضا رہ روان شوق کا منزل نما احمد رضا طالبان علم کا عقدہ کشا احمد رضا حسن بزم الفت خیر الورا احمد رضا باخدا احمد رضا با مصطفیٰ احمد رضا مصطفیٰ کی بے مثالی اس کا موضوع سخن عشق کا نغمہ محبت کی نوا احمد رضا حفظ ناموس محمد مصطفیٰ ﷺ میں اپنا فرض عزم و ہمت سے ادا کرتا رہا احمد رضا آج بھی روشن ہیں جو اس نے کئے روشن چراغ کار فرما آج بھی ہے جابجا احمد رضا عصر حاضر، عصر ہے اس عاشق سرکار کا آج ہر سو ہے صدا، احمد رضا، احمد رضا (۲۰۰۲ء فکر رضا کانفرنس منعقدہ مسجد صوفی صاحب دن پورہ لاہور میں پڑھے گئے۔)

ادارہ معین الاسلام بیر بل شریف کے نیوکیپس میں

## جامع مسجد گنج شکر

کے سنگ بنیاد کی تقریب

15 جنوری 2003ء کو سیاح حرین باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ نے سنگ بنیاد رکھا

(رپورٹ: ملک محبوب الرسول قادری)

ادارہ معین الاسلام بیر بل شریف کے سربراہ حضرت پیر طریقت پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی کی دعوت پر ادارہ معین الاسلام کے نیوکیپس میں جامع مسجد گنج شکر کے سنگ بنیاد رکھنے کے لیے دنیائے اسلام کے عظیم صوفی بزرگ حضرت سیاح حرین باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ دامت برکاتہم العالیہ بیر بل شریف تشریف لائے اور ۱۵ جنوری ۲۰۰۳ء بروز بدھ بمطابق ۱۱ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ تین بجے بعد نماز ظہر علماء و مشائخ، نعت خوان، قرآن کرام اور ادارہ معین الاسلام کے طلبہ کی موجودگی میں اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا۔ جامع مسجد گنج شکر کے لیے تین کنال قطعہ اراضی مختص کیا گیا جس میں ڈبل سنوری مسجد تعمیر کی جائے گی (ان شاء اللہ تعالیٰ) وطن عزیز کے مقبول و محبوب قاری پروفیسر قاری محمد مشتاق انور، (جوہر آباد) استاذ القراء قاری محمد انیس نعیمی (چینیٹ) اور نجم القراء قاری کرامت علی نعیمی نے تلاوت قرآن مجید کا شرف پایا اور بارگاہ رسالت آب ﷺ میں ہدیہ درود نعت پیش کیا۔ حاجی ظفر علی بھٹی (صدر ادارہ) حاجی اصغر علی بھٹی (نائب صدر ادارہ) ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر محمد نصر اللہ معینی، علامہ مولانا قاری لیاقت علی چشتی (فیصل آباد) ایم ایس ایس ایس (لاہور) کے سربراہ انجینئر میاں محمد سرور، ان کے رفقاء کار سمیت اہم اور مقتدر شخصیات موجود تھیں۔ معمول سے ہٹ کر حضرت باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ نے ارشاد فرمایا کہ لاؤڈ سپیکر لاؤڈ میں خود خطاب کروں گا اور آپ نے اس موقع پر مفصل خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے اہم نکات جو ممتاز ماہر تعلیم اور دینی سکالر علامہ پروفیسر محمد نصر اللہ معینی نے نوٹ فرمائے ملاحظہ ہوں۔



۱۔ فرمایا۔ دین ہم تک بڑی مشکلات کے بعد پہنچا ہے۔ مسلمانوں نے پتھر کھائے۔ لیکن حضور ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ دین کو نہ چھوڑا بڑی قربانیاں دینے کے بعد ہم تک دین پہنچا۔ اس کی قدر کرو۔  
۲۔ فرمایا۔ بیر بل شریف میں جس زمانے میں درس قائم ہوا اس وقت ملک میں چیدہ چیدہ مدارس تھے۔ حضرت اعلیٰ بیر بلوی خواجہ غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس خلوص سے کام کیا کہ کلکتہ اور دلی تک اس کا فیض پہنچا۔

۳۔ حضرت صاحبزادہ محبوب حسین چشتی مدظلہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ جنگل میں اتنی مخلوق اکٹھی کرنا تو آپ کے اختیار سے باہر ہے یہ سب ان بزرگوں کی نظر ہے۔ بیر بل شریف کا مقام پہلے ہی بلند تھا اللہ پاک نے اس کو مزید اجاگر کرنا تھا۔ اپنے حبیب ﷺ کے دین کے لیے یہ وسیلہ پیدا کرنا تھا۔ آپ کے اندر خلوص اور لگن پیدا کر دی۔ مسلمان دین سے دور ہو رہے ہیں ان کے دلوں کو صاف کریں۔ یہ دین کا گوارہ ہے انشاء اللہ مکمل ہو گا خدا شہر والوں کو بھی توفیق دے کہ وہ بھی تعاون کریں اللہ تعالیٰ اس بنییری (طلبہ) کو توڑ چڑھانے۔ سب کامیاب ہوں۔ خدا کرے اس باغ کے بوٹے پھلتے پھولتے رہیں۔ قیامت تک اس کا پھل جاری رہے۔

فرمایا۔ جس کو اللہ توفیق دے اس سے کام لیتا ہے یہ موقع ہر ایک کو نہیں ملتا۔ فرمایا میں کچھ بھی نہیں۔ مرشد کی نظر ہے کہ جہاں رہا اس کی توفیق سے مسجد بنائی۔  
قاری کرامت علی نعیمی تلاوت کے بعد نعت شریف پیش کی جس کے یہ اشعار بہت پسند کیے گئے۔

ان کے دامن سے ہو کے وابستہ  
سب سے دامن چھڑا لیا ہم نے  
مل گئے وہ تو پھر کی کیا ہے  
دونوں عالم کو پالیا ہم نے

بعد ازاں حضرت بابا جی قبلہ چشتی کی نقاب کشائی کے لیے تشریف لے گئے نقاب کشائی کے بعد طلباء سے فرمایا کہ مسجد کی تعمیر میں سب طلباء حصہ ڈالیں خواہ ایک روپیہ ہی ہو۔ تمام طلباء نے اپنے خرچ سے پانچ پانچ اور دس دس روپے جمع کرائے۔

اس موقع پر حضرت بابا جی نے فرمایا۔ میرا معمول چندہ جمع کرنا نہیں۔ آج طلباء سے اس لیے

اپیل کی ہے کہ طلباء اللہ کے دین کی خاطر نکلے ہیں۔ ان کے ایک روپیہ میں بھی بڑی برکت ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آج طلباء کو بھی دینے کی عادت پڑ جائے خدا انہیں بھی دینے والا ہی بنائے۔

اس موقع پر قاری مشتاق انور نے نعت شریف پیش کی اور حاضرین کو ذکر کرایا۔ ادارہ معین الاسلام بیر بل شریف کے بانی ناظم اعلیٰ اور آستانہ عالیہ چشتیہ معینیہ بیر بل شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر طریقت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی نے تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جامع مسجد گنج شکر کا سائز 90 x 140 فٹ ہوگا۔ اور اس کے پیمائش میں قرآن کریم کی تدریس کے لیے کلاس رومز تعمیر کیے جائیں گے مسجد شریف اور محکم میں دو ہزار افراد کے لیے گنجائش ہوگی صفہ ہلاک بھی اس کے ملحق ہوگا۔ ادارہ معین الاسلام بیر بل شریف کے نیو کیپس کے لیے اس وقت موجود کل اراضی ۲۸ کنال ہے انھوں نے بتایا کہ ہمارے احباب نے مسجد گنج شکر کی فوری تعمیر کے لیے تخمینہ کے مطابق ایک تجویز منظور کی جو بہت عمدہ اور مفید ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو اس سے جامع مسجد گنج شکر کی باوقار فوری اور معیاری تعمیر میں بڑی مدد مل سکتی ہے اس کے مطابق مسجد میں ایک فرد کے بیٹھنے اور نماز پڑھنے کے لیے چشتی جگہ درکار ہے یعنی ایک مصلیٰ کی جگہ۔ اس کے لیے لاگت کا تخمینہ تقریباً دو ہزار روپیہ ہے اگر لوگ اپنے لیے اپنے والدین و احباب اور وفات شدگان کے ایصال ثواب کے لیے ایک ایک دو مصلیٰ کی جگہ کی ادائیگی کر دیں تو خانہ خدا کی خدمت اور اس میں عبادت کرنے والوں کے اجر کے ساتھ ساتھ ہمیشہ ہمیشہ انہیں بھی اجر و ثواب ملتا رہے گا اور مسجد کی تعمیر بھی بہت جلد ہو جائے گی۔ انھوں نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ چندے مانگنا نہیں کیونکہ اس سے اسلام کے متعلق عام لوگوں کے اذہان میں منفی رجحانات جنم لیتے ہیں جو فائدہ کے بجائے ضرر رساں ہے ہاں البتہ نیکی کے کام کی طرف ترغیب دینا اور احباب کو متوجہ کرنا ایک اہم دینی فریضہ ہے جسے ہم سرانجام دے رہے ہیں انھوں نے توقع ظاہر کی مشہور ماہر تعمیرات محترم انجینئر میاں محمد سرور صاحب کی نگرانی میں ایم ایس ایس وی ایس ایشی انجی اعلیٰ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بہت جلد ایک اور پائیدار، خوبصورت اور شاندار مسجد کی تعمیر کا اعزاز حاصل کرے گی۔ کیونکہ انھوں نے پہلے ہی ملک کے مختلف حصوں میں کئی تعمیراتی پراجیکٹ بڑی کامیابی سے چلائے ہیں اور ان کی عمارات کا ظاہری حسن و چنگلی و پائیداری بھی مثالی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ادارہ معین الاسلام بیر بل شریف معاشرے سے ظلمت، جہالت، بدعقیدگی اور بد عملی کو ختم کرنے کے لیے علم کی شمع کو روشن کئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو خدمت اسلام کے لیے پسند فرمائے آمین۔



## قطعہ سال ولادت و وصال

قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی چشتی نظامی نور اللہ مرقدہ

جائے ولادت و وصال (گولڑہ شریف)

سال ولادت	۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء	سال وصال	۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء
”کلمہ طور فیضان جبار“	(۱۲۷۵ھ)	”فیضان شاہ مدینہ“	(۱۳۵۶ھ)
”ہمد جہات شخصیت“	(۱۸۵۹ء)	”نشان عظمت دین نبی“	(۱۹۳۷ء)

فخر دوراں ، آفتاب آسمان چشتیا  
محرم اسرار عرفاں عشق کا رحر آشنا  
قائد ارباب دانش مقتدائے اہل فقر  
تافلہ سالار اہل سوز و ساز و ذوق و شوق  
مصطفائی دین کی حقانیت کا ترجمان  
ضرب سے اس کی دو نیم ہر خیر فکر و دروغ  
وہ نظام الدین و شمس الدین کا نور نظر  
اک زمانہ اس کے فیضان نظر سے کامیاب  
یہ حقیقت ہے کہ صدیوں میں سر بزم وجود  
نور چشم مرتضیٰ ، لخت دل غوث الورا  
ایک نقش ملک قدرت دیدہ زیب و دل ربا  
چار سو بچتا ہے ڈنکا اس کے علم و فقر کا  
پیشوائے اہل معنی ، صدر بزم اولیاء  
خوبی اسلام کو واضح دلائل سے کیا  
وارث عزم حسین و جرات شیر خدا  
پر تو ہند الولی و مظہر غوث الورا  
ایک عالم اس کے میخانے کا لذت آشنا  
جلوہ گر ہوتا ہے اس جیسا کوئی مرد خدا

ایک ہی مصرع میں ہے سال ولادت، سال وصال

”مصدر فیضان“ ”بزم فیض و عرفان و ہدا“  
۱۲۷۵ھ ۱۳۵۶ھ

عمر شریف: ۸۱ سال (ہجری) بہ الفاظ ”زیب نبی“  
۷۷ سال (عیسوی) بہ الفاظ ”ادج نبوی“  
طارق سلطان پوری (حسن ابدال)

اسلام میں

## ماہ محرم الحرام کی اہمیت و فضیلت

مہاجر حاجی رائے محمد قاسم ڈھڈی مدظلہ

قرآن پاک و التحریم میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مہینوں کی تعداد بارہ بیان فرمائی ہے جن میں محرم۔ رجب۔ ذی قعدہ اور ذوالحجہ یعنی چار ماہ حرام ہیں۔ ماہ محرم الحرام سے قمری سال نو کا آغاز ہوتا ہے اس کو شہر حرم۔ شہر اللہ۔ شہر انبیاء اور راس السنہ کے ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یوم عاشورہ اسی ماہ کی دسویں تاریخ ہے۔

یوم عاشورہ: محرم کے مقدس ماہ کی دسویں تاریخ کو یوم عاشورہ کہا جاتا ہے بعض مورخین کا خیال ہے کہ عربی زبان میں دس کو عشر کہتے ہیں۔ اسی لیے محرم الحرام کے دس تاریخ کو عاشورہ کہتے ہیں اور بعض مفسرین کرام کے مطابق اس دن اللہ تعالیٰ نے دس انبیاء علیہم السلام کو دس معجزات عطا فرمائے اس وجہ سے اسے عاشورہ کہا جاتا ہے۔ یوم عاشورہ کی فضیلت مندرجہ ذیل واقعات بابرکات سے نمایاں ہو جاتی ہے۔

(۱) تخلیق مخلوق کے دس عظیم حوادث:

(۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اور دیگر فرشتگان پیدا کئے گئے۔ (۲) لوح۔ قلم۔ عرش عظیم و کرسی وجود میں آئی۔ (۳) آسمان۔ زمین۔ چاند۔ ستارے۔ دریا و پہاڑ پیدا ہوئے۔ (۴) جنت بنائی گئی۔ (۵) حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور انہیں جنت ملی۔ (۶) حضرت حوا علیہ السلام وجود میں لائی گئیں۔ (۷) آسمان سے پہلی بارش اسی روز ہوئی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رحمتوں کی ابتدا ہوئی۔ (۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کا یہی دن ہے اسی دن انھوں نے فرزند کی قربانی دی۔ ۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن انہیں آسمان پر اٹھالیا گیا۔ ۱۰۔ قیامت اسی روز برپا ہوگی۔

(ب) نزول سلامتی کی دس کرامات:



۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا اسی روز قبول ہوئی۔ ۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑ پر ٹھہری۔ ۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آتش نمرود ٹھنڈی ہوئی۔ ۴۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت اسی روز ملی۔ ۵۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو آنکھوں کا تور لوٹا یا گیا۔ ۶۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہ کنعان سے چھٹکارا ملا۔ ۷۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو صبر کا ثمر ملا اور مرض سے شفاء ہوئی۔ ۸۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند درجات عطا ہوئے۔ ۹۔ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔ ۱۰۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ مبارک نازل ہوئی۔ جادو گروں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ فرعون اسی دن غرق ہوا اور قوم موسیٰ کو نجات ملی۔

ج: خداوند تعالیٰ عزوجل کی طرف سے دس عنایات:

(۱) یوم تخلیق دیوم سلامتی و تہکات ہے۔ محرم الحرام مقدس ماہ کا یوم عاشورہ۔ (۲) رجب المرجب اللہ تعالیٰ کا خاص مہینہ ہے جو دوسرے مہینوں سے افضل ہے جیسے دوسری امتوں رسول افضل ہے۔ (۳) ماہ رمضان کو دوسرے مہینوں پر فضیلت ہے جس طرح تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کو۔ (۴) شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ (۵) الفطر جزائے کا دن ہے۔ (۶) یوم عرفہ کا روزہ دو سال کا کفارہ ہے۔ (۷) عشرہ ذوالحجہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کا دن ہے۔ (۸) یوم نحر ہے یعنی قربانی والا دن۔ (۹) یوم الحجۃ سب دنوں کا سردار ہے۔ (۱۰) اولین و آخرین انعام! دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر حبیب خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت معلوم ہے۔

د۔ فضیلت عاشورہ پر احادیث و برکات:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل پر سارے سال میں صرف ایک روزہ فرض کیا گیا تھا۔ جو محرم کی دس تاریخ ہے۔ (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چڑیا پہلا جانور ہے جس نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا۔ (۳) قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عاشورہ کے دن وحشی جانوروں کو روزہ رکھتے دیکھا ہے۔ (۴) جو شخص عاشورہ کے روزہ رکھے اسے دس ہزار شہیدوں و حاجیوں

کا ثواب ملتا ہے۔ (۵) اس دل کی برکت سے اس دن غسل کرنے والا بیمار نہیں ہوتا۔ (۶) جو شخص اس دن سر مد لگائے اس کی آنکھ سارا سال نہیں دکھتی۔ (۷) جو اس دن بیمار کی عیادت کرے اسے ساری مخلوق کی عیادت کا ثواب ملتا ہے۔ (۸) اس روز کسی کو ایک گلاس شربت پلائے گویا اس نے لحظہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوتاہی نہ کی۔ (۹) جو شخص اس دن رات جاگے اور صبح تک عبادت کرے وہ مرنے سے قبل اپنی موت سے باخبر ہو جاتا ہے۔ (۱۰) سب مسلمان اس دن روزہ رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم اپنی رحمت سے پورا سال قرآنی رزق عنایت فرمائے کسادگی رزق کا تجربہ حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچاس سال کیا اور درست پایا۔ (۱۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص شب عاشورہ میں رات بھر یا دالہی کرے تو جب تک وہ چاہے اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھتا ہے۔ (۱۲) محرم میں روزہ رکھنے والے کو ہر روزہ کے عوض تیس روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ (۱۳) فرمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص عاشورہ کے روزہ رکھے اور رات بھر عبادت کرے اللہ تعالیٰ جل شانہ اسے اس کی مرضی کے مطابق زندگی دے گا اور اسے ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب دے گا۔ جب روزہ کا حکم عام مشہور ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے پوچھا تمہیں عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم کس نے دیا ہے جواب ملا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر قائم نہیں وہ دانا نہیں۔

دیگر بزرگان۔

۱۔ عاشورہ کے روزہ بند کے اعمال اللہ تعالیٰ کی طرف لے جائے جاتے ہیں۔ ۲۔ بزرگ دن بھی دیگر بزرگ ایام یعنی عیدیں۔ جمعہ۔ عرفہ۔ حج وغیرہ کے ہے۔ ۳۔ یوم عاشورہ کی بزرگی روزہ اول یعنی تخلیق کائنات کے دن سے مسلم ہے۔

۲۔ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام عالی مقام:

(۱) حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت بھی بروز عاشورہ ہوئی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس واقع کی خبر دی کہ اس دن کی فضیلت کے باعث حضرت امام حسین عالی مقام علیہ السلام کی شہادت باسعادت کے درجات میں اضافہ ہوگا روز اول



سے عظمت یافتہ دن میں شہید ہونے کی وجہ سے حضرت امام حسین عالی مقام علیہ السلام کا درجہ خلفاء راشدین تک پہنچے گا۔ شہداء کے متعلق اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک و التحريم میں صاف فرمایا ہے۔

ولا تحسین الذین قتلو فی سبیل اللہ امواتاً وھل احياء عند ربھم یرزقون۔ فرحین بماء اتھم اللہ من فضلہ لا یستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفھم لا الا خوف علیھم ولا هم یحزنون۔ یستبشرون بسمیۃ من اللہ و فضل لا و ان اللہ لا یضیع اجر المومنین۔

ترجمہ: اور تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔ خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا ہے، اللہ نے ان کو اپنے فضل سے اور خوش وقت ہوتے ہیں۔ ان کی طرف سے جو ابھی نہیں پہنچے ان میں پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان پر نہ ان کو غم خوش وقت ہوتے ہیں۔ اللہ کی نعت اور فضل سے اور اس سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا

مزدوری ایمان والوں کی۔

شہیدین کے درجات کے پیش نظر ہمیں کوئی ایسا عمل نہیں کرنا چاہیے۔ جو احکامات الہی کے خلاف ہو۔ اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عاشورہ کے دن اپنے اہل و عیال کے لیے روزی میں فراخی سے کام لیتے۔ روزہ رکھتے۔ رات عبادت میں بسر کرتے تمام وقت یاد الہی میں مصروف رہتے۔

(ب) حضرت امام حسین عالی مقام علیہ السلام پر نزول رحمت:

۱۔ ابو نصر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اور انھوں نے جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی اس روز ستر ہزار فرشتے ان کی قبر مبارک پر نازل ہوئے۔ ۲۔ حضرت حمزہ بن زیات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر درود شریف پڑھتے دیکھا۔

۳۔ منوعات:

۱۔ محرم الحرام میں ظلم کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ ۲۔ محرم الحرام میں قتل کرنا منع کیا گیا ہے۔ یاد رکھیں ایک آدمی کا قتل پوری انسانیت کے قتل کا مترادف ہے۔ ۳۔ قتل کی ابداء کوئی کرے تو جواب کی اجازت ہے۔ ۴۔ محرم الحرام میں مشرکین مسلمان کو ماریں تو جواباً مارنا مباح ہے۔

۴۔ عبادات خصوصی:

۱۔ محرم الحرام کے پہلے عشرہ میں حضرت شبلی رحمۃ اللہ بلا ثاغہ ہر روز چار رکعت نفل جن میں ایک دفعہ الحمد شریف اور پندرہ دفعہ قل شریف ہر رکعت پڑھا کرتے۔ اور بعد ختم نماز ثواب حضرت امام حسین علیہ السلام کی روح مبارک کے حضور پیش کیا کرتے۔ جو شخص یہ نمازیں ادا کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کے ہاں اس شخص کی شفاعت صاحبزادگان سید کوئین علیہ السلام کریں گے۔

۲۔ انفالی عاشورہ:

(۱) دو رکعت نفل روشنی قبر۔ یہ نماز رات کو ادا کرے۔ ہر رکعت بعد الحمد شریف تین تین بار قل شریف ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کی قبر قیامت تک روشن کرے گا۔ (ب) چار رکعت نفل: یہ نمازوں میں چار رکعت ہے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف پچاس مرتبہ قل شریف پڑھے اور اپنے رب ذوالجلال کے ہاں درجات بلند ہونے کی امید رکھے۔ (ج) چار رکعت نفل رات کو ادا کرے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف قل شریف پچاس مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اعز و جل۔ اس نماز کی وجہ سے اس کے پچاس برس کے اگلے و پچھلے گناہ بخشے گا۔

۳۔ بزرگان اہل سنت والجماعت متذکرہ نفلوں کے علاوہ عاشورہ کو روزہ رکھتے۔ بلکہ نو تاریخ سے گیارہ تاریخ تک محرم الحرام کے تین دن روزہ سے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اسے امید قوی ہے کہ انہیں ہزار حج۔ ہزار عمرہ۔ ہزار شہید اور ساتوں آسمانوں کے رہنے والوں کا ثواب ملے گا۔ اللہ اکبر!

گزارش: گزارش ہے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور اپنے اعمال محرم الحرام خاص کر عاشورہ کے دن قرآن و سنت کی روشنی کے مطابق استوار کر کے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے بخشش کی امید رکھیں۔ ظاہری چمک دک۔ فرعات و قاسد خیالات سے بچیں۔ و ما علینا الا البلاغ المبین۔

دعا

اے اللہ تعالیٰ ذوالجلال والا کرام ہمیں بحرمت سید المرسلین و قائد غر المجہلین علیہ و علیہم و علی آل کل من الصلوات افضلہا ومن التعلیمات اکملہا اپنے دین پر ثابت قدم رکھ اور اپنی رضا کے کاموں کی توفیق بخش۔ و آخر و دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔ الصلوات والتسلیمات العلی و علی جمیع اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والملئکہ المقربین و عباد اللہ الصالحین۔ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔



طارق سلطانپوری کی زیر صدارت وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں

بزم حمد و نعت کے زیر اہتمام نعتیہ مشاعرہ

رپورٹ: حافظ نور احمد قادری

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی معروف ادبی و دینی تنظیم "بزم حمد و نعت" کے زیر اہتمام انٹارہواں ماہانہ نعتیہ مشاعرہ (اکتوبر ۲۰۰۲ء) حسب دستور "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" کے دفتر میں منعقد ہوا۔ مشاعرہ کی صدارت معروف نعت گو شاعر جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے کی جبکہ نظامت کے فرائض بزم کے سیکرٹری (حافظ نور احمد قادری) نے انجام دیے۔ اس موقع پر صدر محفل جناب طارق سلطانپوری نے نعت گوئی کی اہمیت اور افادیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ نعت گوئی حضور ﷺ سے اپنی عقیدت و محبت کے اظہار کا بہترین ذریعہ اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا راستہ ہے۔ اس مقدس محفل مشاعرہ میں جن مقتدر نعت گو شعرائے کرام نے بارگاہ رسالت ﷺ میں گہائے عقیدت پیش کیے۔ ان میں جناب طارق سلطانپوری (حسن ابدال)، محمد محبوب الرسول قادری (جوہر آباد) علامہ قمر ربیع، ایوب صابر کاسنگوی، حسن زیدی، اسلم ساگر، اکبر حمزہ، بیدل جوہر پوری، جنید آذر، فرید احمد اور حافظ نور احمد قادری شامل ہیں۔ مشاعرہ کے اختتام پر محمد محبوب الرسول قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نعت رسول مقبول ﷺ ساڑھے چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ کا تسلسل ہے۔ صحابہ کرام، صحابیات، اہل بیت اطہار، متقدمین اور متاخرین اولیائے امت ہمیشہ سے نعت ہی کے ذریعے ایمان کی تسکین کا سامان کرتے آئے ہیں وہ حضور ﷺ کی محبت میں سرشاری کے عالم میں آپ کے اوصاف حمیدہ اور آنحضور ﷺ کے اعضائے جسمانی کے کمالات جلیلہ نعت کی صورت میں ہی موزوں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ نعت مومن کا ورثہ ہے اور حبیب رسول ﷺ کے فروغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن کریم میں رب کریم نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور کمالات کو بیان فرما کر اہل ایمان کو نعت سرور کو نین ﷺ کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے دفتر میں آپ نے ماہانہ بنیادوں پر نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کر کے امام احمد رضا کے مشن کو آگے بڑھانے کی سبیل کی ہے۔ ملک محبوب الرسول قادری نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا نعتیہ کلام پیش کیا۔ عہد صحابہ سے چند ایمان افروز اور روح پرور واقعات بیان کئے اور آخر میں ملک و ملت کی سلامتی و استحکام کے لئے خصوصی دعا کی۔

ڈاکٹر حکیم نور محمد مرحوم کی یاد میں

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

اپنے لیے جینا کوئی کمال نہیں کیونکہ ہر کوئی اپنے لیے جیتا ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ کوئی دوسروں کے لیے جیتے اور دوسروں کے لیے جینے والے لوگ امر ہو جاتے ہیں۔ ان کی عزت، حقیقی عزت اور قلبی احترام و محبت کا ثمر ہوتی ہے۔ جوہر آباد شہر سے تعلق رکھنے والے بزرگ سماجی شخصیت حکیم وڈاکٹر نور محمد مرحوم نے اپنی ساری زندگی انسانیت کی فلاح و بہبود اور رفائی کاموں میں گذاردی۔ آپ کی ولادت ۷ دسمبر ۱۹۱۱ء کو چک نمبر ۳۷ (دینا پور) ملتان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کھوکھر برادری کے ایک معزز فرد تھے بچپن ہی میں دینی ماحول ملا جس کے نتیجے میں آپ نے صرف سات سال کی عمر میں قرآن کریم پڑھ لیا۔ اور پھر مختلف مدارس میں فقہ، تفسیر، حدیث اور تاریخ جیسے علوم حاصل کئے۔ اسی دوران اولیائے کاملین کے آستانوں پر حاضری کا شرف بھی حاصل کرتے رہے اور بزرگان دین کی محبت آپ کے دل میں پروان چڑھتی رہی۔ نائب غوث الوری حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت اور خدمت کا شرف پایا۔ گولڑہ شریف سے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ عواما سیال شریف حاضر ہوتے تو راستے میں رکھ راجز کے مقام پر قیام ہوتا۔ یہیں حکیم نور محمد مرحوم بھی نوجوانی کے ایام گزار رہے تھے جو حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ ضلع خوشاب کے تاریخی اور قدیم قصبہ ٹلی میں اپنے زمانے کے ایک مجذوب فقیر گذرے ہیں۔ حضرت میاں بندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے ایک زمانہ واقف ہے مرحوم حکیم نور محمد جب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے نوجوان نور محمد کو ایک تھپڑ رسید کر کے فرمایا جاؤ۔ طب کے شعبے سے وابستہ ہو جاؤ۔ اسی ارشاد کی تکمیل میں انھوں نے باقاعدہ طور پر طب کا شعبہ اختیار کیا۔ طب سیکھی۔ یونانی طریقہ علاج اپنایا۔ پھر انسانیت کی خدمت شروع کر دی۔ ۱۹۶۶ء میں آپ نے یونانی طریقہ علاج کے ساتھ ساتھ ہومیو پیتھک میں بھی ڈپلومہ حاصل کر لیا اور حکمت کے ساتھ ساتھ وڈاکٹر بھی بن گئے حکیم نور محمد مرحوم دینی انسانیت کو صحت کا پیغام سن کر بے حد مسرور ہوتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ شفا منجانب اللہ ہے لیکن علاج کرنا سنت ہے۔ وہ مشغری جذبے کے تحت اس شعبے سے وابستہ ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ



غریب مریضوں کو مفت دوا دیتے اور بے لوث خدمت کر کے خوش ہوتے۔ انہیں اپنے زمانے کے ایک کامل و اکمل ولی حضرت خواجہ محمد سراج الدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (موسیٰ زئی شریف) سے شرف بیعت حاصل تھا۔ مرحوم نے اپنی جوانی کے ایام میں اجیر شریف، بریلی شریف، سرہند شریف کے دور دراز سفر کر کے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور حضرت مجدد الف الثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے مزارات پر حاضری دی۔ دہلی اور بریلی شریف میں کچھ عرصہ حصول علم میں بھی مصروف رہے۔ دوسری جنگ عظیم میں جاپان کے قیدی بنے اور ۱۹۳۹ء میں وہاں سے رہائی پائی۔ حکیم نور محمد مرحوم ایک پابند صوم و صلوة، خوش مزاج، صاحب علم، زیرک، خلیق، درد دل رکھنے والے طبیب حاذق تھے ظاہر داری اور قنص و بناوٹ سے کوسوں دور تھے اخبارات کا مطالعہ اور حالات حاضرہ سے آگاہی ان کا معمول تھا۔ اکثر پیدل سفر کرتے مرحوم نے ۱۹۳۶ء میں شادی کی ان کے دو بیٹے اور چار بیٹیوں کی ولادت ہوئی۔ مرحوم کے بڑے فرزند فتح محمد اور چھوٹے بیٹے پروفیسر محمد اقبال بھی اپنے مرحوم والد کی طرح خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ انھوں نے ۱۸ جنوری ۲۰۰۰ء کو حرکت قلب بند ہونے کے سبب رحلت فرمائی سیرت طیبہ کا مطالعہ ان دنوں جاری تھا کہ راہی ملک عدم ہوئے۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔ ان کا ختم چہلم ۲۴ فروری ۲۰۰۰ء کو جوہر آباد میں ہوا۔ رب کریم ان کی قبر کو بقع نور بنائے۔ آمین۔

شوگر، یرقان، بلیریا، ہیضہ، کھانسی، ضعف جگر، کالی کھانسی، بچگانہ، زنانہ، اور مردانہ امراض سے نجات کے لیے، خالص دیسی ادویات اور خالص شہد کی بارعایت خریداری کے لیے ہماری خدمات حاصل کریں۔ گرمی سے نجات کے لیے ہمارا تیار کردہ سفوف ٹھنڈک استعمال کریں۔ اور ہاضمے کی درنگی کے لیے انقلابی دوا خانہ پر تشریف لائیے۔

حکیم آصف محمود قادری

انقلابی دوا خانہ اینڈ پینسار سنٹور مین بازار کالج روڈ جوہر آباد

## ملک محبوب الرسول قادری کے نام حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی کا مکتوب گرامی

محترم و مکرم دانشور اہل سنت ملک محبوب الرسول صاحب ازیدت و مکارمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ! ہم اہل سنت و جماعت کا ماضی بڑا تابناک ہے، ہمارے اسلاف میں صحابہ کرام اور اہل بیت عظام ہیں، مجتہدین، مفسرین، محدثین ہیں۔ ایک طرف اگر دنیائے ولایت و معرفت کے تاجدار ہیں تو دوسری طرف ظاہری شان و شکوہ اور اقتدار کے مالک بھی ہیں، ان میں ارباب جہاد بھی ہیں اور اصحاب مجاہدہ بھی، ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے دنیاوی تاج و تخت کو ٹھوکر مار کر دلق فقر اور پورپائے درویشی کو اختیار کیا، ان میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے والے بھی ہیں اور وقت کے فرعون کے سامنے بر ملا ملک حق بلند کرنے والے بھی ہیں۔

لیکن ہم نے غفلت کی چادر تانے رکھی اور آنے والی نسلوں کو اپنے بزرگوں کی عظمتوں اور قربانیوں سے روشناس کرانا ضروری نہ سمجھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے نونہالوں کی نگاہ میں اغیار ہی ہیرو ہیں اور وہی ہر کمال و خوبی کے حامل ہیں جن کا پروپیگنڈہ زور شور سے کیا گیا۔

راقم نے "تذکرہ اکابر اہل سنت" کے نام سے ایک کتاب لکھی جو چھ سو صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۹۷۶ء میں پہلی دفعہ شائع ہوئی اس کے بعد "نور نور چہرے" اور "عظمتوں کے پاسان" نامی دو کتابیں شائع ہوئیں جو چار چار سو صفحات پر مشتمل ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ لیکن دنیا بھر میں بکھرے ہوئے عظمائے ملت کا تذکرہ و تعارف کسی ایک شخص کے بس میں نہیں اور نہ ہی اس کے لئے دو چار جلدیں کافی ہیں، پھر اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ان حضرات کا تعارف عربی، انگلش اور دنیا کی دوسری بین الاقوامی زبانوں میں بھی کرایا جائے۔

آپ کی ادارت میں شائع ہونے والے مجلہ "انوار رضا" جوہر آباد اور "سوئے حجاز" لاہور باقاعدہ موصول ہوتے رہتے ہیں۔ جس کے لئے تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ ان دونوں مجلوں میں اہل سنت و جماعت کے علماء و مشائخ کے تذکرے، احوال اور انٹرویو پڑھ کر خوشی ہوتی ہے کہ جو تحریک آج سے ربع صدی پہلے شروع ہوئی تھی۔ آج وہ برگ و بار لا رہی ہے اور مستقبل میں ہماری قوم کو اپنے



سفیر اسلام

حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہ

## ایک انقلاب آفریں اور تاریخ ساز شخصیت!

تحریر: مولانا محمد کلیل احمد قادری رضوی..... ڈونگہ بوگنہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو قومیں اپنے اسلاف اور ان کی قربانیوں کو بھول جاتی ہیں۔ اپنے زیریں ماضی کو فراموش کر کے لہو و لعب میں مشغول ہو جاتی ہیں۔ جھاکشی اور وفا کشی کو چھوڑ کر سرستی و عیش کوٹی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ تو قدرت ایسی قوموں کو نہ صرف روند ڈالتی ہے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے فنا بھی کر دیتی ہے۔

آج اہلسنت و جماعت جو کہ اپنے آپ کو سوادِ اعظم اہلسنت کہلاتے ہیں اپنی تمام تر صداقتوں اور تابناک ماضی رکھنے کے باوجود اندھیروں میں گھیرے ہوئے نظر آتے ہیں تاریکیاں ان پر مسلط ہیں اور ان کی راہ ٹھوکروں سے لبریز ہے۔ آخر کیوں؟

اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنے گرامنی قدر، محترم و مختتم اسلاف کو جن کی ٹھوکروں میں زمانہ ہوا کرتا تھا۔ جن کی شیراند لگا کر سے باطل کا کلیجہ کانپ جایا کرتا تھا۔ جن کی ہیبت سے زمانہ لرزہ بر اندام رہتا تھا۔ جن کی حق گوئی و بے باکی سے تاج شہنشاہی کانپ جایا کرتے تھے۔ جن کے نعرہٴ مستانہ سے شامان رسول کے ایوانوں میں صف ماتم بچھ جایا کرتی تھی۔ جن کے رخ روشن کو دیکھ کر فضا میں جھوم جایا کرتی تھیں۔ جن کے لبوں کی جنبش سے زمانے کی رفتار تھم جایا کرتی تھی۔ جو علم و عمل کے کوہ گراں تھے۔ جو عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیکر تھے۔ جو جنگلوں پہاڑوں، بیابانوں اور صحراؤں میں عشق رسول کی شمع روشن کئے رہے۔ اور جو دولت ایمان بانٹتے رہے، مگر ہم نے ایسے جلیل القدر، صاحب سیرت و صاحب بصارت اسلاف سے روشنی و رہنمائی حاصل کرنا چھوڑ دی نتیجتاً ہم ذلت و خواری اور زبوں حالی کا شکار ہو گئے۔

بزرگوں کے کارناموں کے بارے میں پڑھنے کے لئے بہت کچھ مل سکے گا۔ بلاشبہ آپ کی کوششیں لائقِ صد تحسین ہیں۔ سندھ میں سید زین العابدین راشدی جو اس سال فاضل اور قلم کار ہیں انہوں نے پاکستان کے چاروں صوبوں کے علماء اور مشائخ اہل سنت کے تذکرے مرتب کرنے کا بڑا وسیع منصوبہ تیار کیا ہے۔ صوبہ سندھ کے فضلاء پر توسات آٹھ صفحات پر مشتمل کتاب مرتب بھی کر چکے ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کا رابطہ ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو مزید ہمت و طاقت عطا فرمائے۔

والسلام

۲۸ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

۳ نومبر ۲۰۰۲ء

محمد عبدالکلیم شرف قادری

## ”فردوسِ آشیائِ اُمّ بَشَرِ الضحیٰ“

۲۰۰۲ء

محترم صاحبزادہ محمد نور الہدیٰ قادری اور حضرت پیر طریقت علامہ صاحبزادہ محمد شمس الضحیٰ قادری سجادہ نشین درگاہ عالیہ قادریہ خون شریف چک نمبر 94 شمالی سرگودھا، کی والدہ ماجدہ کے سانچہ ارتحال (۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ) پر قادر الکلام شاعر حضرت علامہ صاحبزادہ فیض الامین سیالوی فاروقی (مونیاں ٹھیکریاں) گجرات نے قطعہ تاریخ رحلت موزوں کیا ہے۔ جو ان کے شکر یہ کے ساتھ شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

## قطعہ تاریخ رحلت

گئی اس جہاں سے سوئے بارغِ جنت	وہ خاتون پاکیزہ جاں خوش طبیعت
جُختہ قدم ماں وہ شمس الضحیٰ کی	سراپا شرافت متانت قناعت
شبِ شنبہ بارہ ربیعِ مقدم	دیا دہر کو دائمی داغِ فرقت
رہے اس کی مرقد ہمیشہ فردواں	کریں شاہ کونین عیسیٰ اس کی شفاعت
کہا سال رحلت یوں فیض الامین نے	”زہے مادرِ مہرباں عمرِ رحمت“

۱۴۲۳ھ

ندا آئی ”خندہ جبیں خوب سیرت“

۲۰۰۲ء

ہوئی جستجو جب سن عیسوی کی



آج ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اپنے جلیل القدر اسلاف کی تاریخ اور ان کے روشن کارناموں سے واقف ہیں؟ ماضی قریب و بعید کو چھوڑیں ہمیں تو زمانہ حال کے اپنے علماء و صلحاء کا بھی علم نہیں، اور اس سے زیادہ تلخ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے علماء اساتذہ، مسند نشین اور واعظ (اعظ بھی ایسے کہ جن میں کوئی بھی مقرر شعلہ بیاں، کم سرمایہ اہلسنت، شیر اہلسنت، مناظر اسلام، مبلغ اعظم اور نہ جانے کیا کیا۔ سے کم نہیں کہ جن کے جبہ و دستار کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ "حضرت" علم و عمل کے پہاڑ ہیں مگر.....) بھی ہمیں کچھ نہیں بتاتے کہ یہ انقلاب آفریں، تاریخ ساز لوگ کون تھے کہ زمانہ جن پر فدا تھا..... کہ جن کی بے پناہ درخشانیوں نے اس عالم رنگ و بو کے ذرے ذرے کو مہر تاباں بنا دیا..... کہ جن کی شیرانہ لاکار کو جیل کی سلاخیں اور اس کے درو دیوار بھی قید نہ کر سکیں..... کہ جن کی حق گوئی و بے باکی کو پھانسی کے پھندے بھی نہ روک سکے..... کہ جنہوں نے رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت شان کا پرچم چار داغ عالم میں لہرا دیا..... کہ جنہوں نے عشق رسول کی روشن کرنوں سے اس ظلمت بھری کائنات کا جگمگا دیا..... اور جن کی بے پناہ قربانیوں کے طفیل آج ہم اہلسنت و جماعت سوا اعظم کہلاتے ہیں۔ مگر ہائے افسوس کہ ہماری بے خبری و بے حسی وہاں تک جا پہنچی کہ زندہ قومیں جس کا اندازہ نہیں کر سکتیں!

آگ تھے ابتداء عشق میں ہم..... ہو گئے را کھ انتہا یہ ہے

تو آئیے خود فروشی و خود فراموشی کے اس تاریک دور میں ایک ایسے مینارۂ نور کا ذکر کرتے ہیں کہ جس سے ہزاروں، لاکھوں کرنیں پھوٹیں اور تاریکیوں کا سینہ چھلنی کرتی ہوئی گزر گئیں..... کہ جس کی زندگی کے ان گنت پہلو ہیں۔ اور ان کی زندگی کے ہر پہلو کو عنوان زندگی بنایا جاسکتا ہے..... کہ جس کی زندگی فرحت انگیز بھی تھی غم ساز بھی اور جاں نواز بھی..... جو علم و عمل کا ایک کوہ گراں بھی تھا اور محبت و شفقت کا ایک عظیم پیکر بھی..... جو مبلغ اسلام بھی تھا اور سفیر اسلام بھی..... جو مقرر بھی تھا اور مصنف بھی..... جو جادو بیاں خطیب بھی تھا اور صاحب انشاء پرداز ادیب بھی..... جو شب زندہ دار بھی تھا اور باطل کے لیے دودھاری تلوار

بھی۔

تو یہ انقلاب آفریں، تاریخ ساز شخصیت، بلاریب ایک عظیم مفکر..... ایک بین الاقوامی شخصیت..... ایک عظیم مبلغ..... سیاح عالم..... سفیر اسلام..... تحریک پاکستان کا عظیم مجاہد..... امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے محبوب خلیفہ..... جید عالم..... سحر انگیز شخصیت کے مالک الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ ہیں۔ جنہوں نے تحریر و تقریر سے اکناف عالم میں اسلام کی حقانیت کا سکہ بٹھا دیا، آپ دنیا کے جس خطے میں چلے جائیں وہاں الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کا نام نامی سننے میں آئے گا بلکہ بعض مقامات ایسے ہیں کہ جہاں آپ علیہ الرحمۃ سے واقفیت اس کے ایمان کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔

سیاح عالم، مبلغ اسلام، سفیر اسلام حضرت علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کی شخصیت کو سمجھنے اور آپ کے زیریں کارناموں کو جاننے کے لیے تاریخ کے اوراق کو پلٹتے ہیں۔ یوپی کی مردم خیز سرزمین بھارت کے شہر میرٹھ میں مقیم علم و فضل میں یکتا..... اپنے دور کے جید عالم دین..... منفرد لب و لہجہ کے نعت گو شاعر..... عظیم روحانی پیشوا حضرت علامہ عبدالعلیم جوش علیہ الرحمۃ کہ جن کی بزرگی، شرافت، تقویٰ و اخلاص کا چرچا پورے یوپی میں تھا..... آپ لوگوں کے دلوں کے حکمران تھے..... ایک گوشہ نشین عالم ہی نہیں تھے۔ بلکہ لوگوں کی مشکلات و مصائب کو حل کرنے کے لیے کوشاں بھی رہتے تھے لہٰذا بزرگ شخصیت کے ہاں ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ ۱۳ اپریل ۱۸۹۲ء کو ایک بخت آور اور سعادت مند بچے کی ولادت ہوئی اور پھر وہی سعادت مند بچہ آگے چل کر مبلغ اعظم، سفیر اسلام، سیاح عالم الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کہلوا یا۔

حضرت علیہ الرحمۃ چار برس کی عمر میں قرآن پاک ناظرہ ختم کرتے ہیں۔ والد ماجد علیہ الرحمۃ سے عربی اردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

نوسال کی عمر میں میرٹھ کی جامع مسجد میں ڈیڑھ گھنٹہ اپنے نبی مکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی برگزیدگی اور رفعت شان بیان کرتے ہیں اور سامعین حیرت زدہ انگشت بدنداں ہیں۔



..... ۱۳ سال کی عمر تک والد ماجد علیہ الرحمۃ کا سایہ نصیب رہا اور اسی دوران آپ نے بہت کچھ حاصل کر لیا۔ ۱۶ سال کی عمر میں آپ دینی علوم سے فراغت حاصل کرتے ہیں۔ ۱۹۱۷ء میں میرٹھ کالج سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی روحانی تربیت آپ کے والد ماجد الشاہ عبدالکیم علیہ الرحمۃ برادر محترم علامہ الشاہ احمد مختار صدیقی حضرت پیر سید علی محدث کچھوچھوی وغیرہم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اس زمانہ کے عظیم محدث مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے تعلق پیدا ہوا۔ بارگاہ رضویت میں حاضری معمولی بن گئی اور جوگی رہ گئی تھی وہ دربار رضویت سے پوری ہو گئی سلسلہ قادریہ میں امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے خلافت سے نوازے گئے۔ علامہ الشاہ عبدالکیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کو اپنے مرشد کریم الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے جو عقیدت و محبت تھی اس کو سمجھنے کے لیے صرف ایک واقعہ ہی کافی ہے کہ آپ جب حرمین طہیین سے واپسی پر امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کی شان میں یہ منقبت پڑھتے ہیں کہ۔

تمھاری شان جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو      قسم جام عرفاں اے شہد احمد رضا تم ہو  
غریق بحر الفت مست جام بادۂ وحدت      محبت خاص منظور حبیب کبریا تم ہو  
حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ      جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو  
تمھیں پھیلا رہے ہو علم حق انکاف عالم میں      امام اہلسنت نائب غوث الوری تم ہو  
بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے      بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو  
علیم خستہ اک ادنی گدا ہے آستانہ کا      کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو  
اس قصیدہ کو سن کر امام اہلسنت اپنے محبوب مرید سے فرماتے ہیں کہ مولانا میں آپ کی  
خدمت میں کیا پیش کروں (اپنے عمامہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے جو بہت قیمتی تھا فرمایا اگر اس  
عمامہ کو پیش کروں تو آپ اس دربار پاک سے تشریف لارہے ہیں یہ عمامہ آپ کے قدموں کے  
لائق بھی نہیں البتہ میرے کپڑوں میں ایک پیش قیمت جب ہے وہ حاضر کیے دیتا ہوں۔ اور کا شانہ  
اقدس سے سرخ کا شانی قفل کا جبہ مبارکہ لا کر عطا فرمایا حضرت الشاہ عبدالکیم صدیقی علیہ الرحمۃ سر

و قد کثرے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر وہ جبہ لیتے ہیں۔ آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ لیوں سے چومتے ہیں سر پر رکھتے ہیں اور دیر تک سینے سے لگاتے رکھتے ہیں۔

اور پھر عشق رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے اس عظیم پیکر نے الشاہ عبدالکیم صدیقی علیہ الرحمۃ کو بھی دیوانہ مصطفیٰ بنادیا۔ اور پھر زمانے نے دیکھا کہ رشد و ہدایت کا جگمگانا ہوا سورج چمکا اور آن کی آن میں اس کی روشن اور منور کرنیں دور دور تک پھیل گئیں اور پھر دنیا نے دیکھا کہ سرزمین میرٹھ میں پیدا ہونے والا بچہ اور اسی سرزمین سے قدیم و جدید علوم سے آراستہ و پیراستہ ہونے والا ..... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے تاج خلافت پہننے والا وہ مرد قلندر ..... وہ مرد مجاہد اپنے حسن و گفتار و کردار سے صیہونیت ..... یہودیت ..... نجدیت ..... عیسائیت اور مرزائیت کے پر نچے اڑاتا ہوا نظر آیا۔ اور ان باطل قوتوں کا افق ناافق تعاقب کیا ہر میدان، ہر ملک اور ہر جگہ ان باطل قوتوں کو لاکار اور ہر جگہ اپنے نبی مکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں فتح و کامیابی کے جھنڈے گاڑے۔

اس انقلاب آفریں مرد جلیل میں وہ کیسا جوش و جذبہ تھا کہ جس نے الشاہ عبدالکیم صدیقی کو بھارت کی سرزمین سے اٹھا کر ملک ملک اور نگر نگر پھرایا ..... دریائوں ..... صحراؤں ..... بیابانوں اور کوہستانوں کی سیر کروائی ..... وہ کون سا جنون تھا کہ جس نے اس مرد قلندر کو بے چین کر دیا وہ کون سی کسک تھی ..... وہ کون سی چیخ تھی کہ آرام و سکون، گھربار، بیوی بچے عزیز و اقارب، سب کو چھوڑ کر تبلیغ کے خاردار میدان میں دیوانہ وار قدم رکھ دیا۔

یہ جنون، یہ کسک، یہ چیخ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی ایک مبلغ اسلام کی جو خصوصیات ہونی چاہئیں ان میں بنیادی چیز رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت ہے اور یہ محبت والفت کی چنگاری کسی نئی نئی اللہ والے سے ہی منتقل ہوتی ہے۔

اور پھر یہ محبت شعلہ جوالہ بن کر جسد خاکی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور تب ہی نبی مکرم ﷺ کے کام سے وابستگی اور اس میں ہمہ تن انہماک پیدا ہو جاتا ہے اور پھر تاریخ کے اوراق اس کے نام اور کام کے گواہ بن جاتے ہیں۔



حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ خدائے کریم کی ودیعت کردہ بے پناہ طاقت و توانائی کے باوجود پیغام مصطفیٰ کو پھیلانے کے لیے بے حد مشکلات و آلام سے گزرے، سخت تکلیفیں اٹھائیں اپنے محدود وسائل سے شہر شہر، مگر مگر پھر کرکلی والے آقا کا پیغام سنایا ہر دل میں عظمت مصطفیٰ کی شمع روشن کی بھولے بھٹکے لوگوں کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں فردوس بریں کی طرف گامزن کر دیا اور خود یہ آرزو رکھی کہ کسی نہ کسی طرح جمال یار کی تجلی میں کھو جائیں۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر تبلیغ کے میدان میں قدم رکھتے ہیں۔ اس وقت پوری دنیا خصوصاً اس برصغیر پاک و ہند کے سیاسی و سماجی حالات کیا تھے۔ برصغیر میں کم و بیش سات سو سال تک فرمانروائی اور حکمرانی کرنے والے مسلمان ۱۸۵۷ء میں مکمل طور پر پامال کر دیئے گئے۔ انگریزوں اور ہندوؤں کی سازشوں نے انہیں پیش کر رکھا دیا تھا۔ غزنیوں، غوریوں، ایرانیوں، افغانیوں اور ابدالیوں کی شیرانہ اور ولولہ انگیز یلغاروں سے یہ برصغیر ہی نہیں پوری دنیا کی فضا میں خالی خالی نظر آتی تھیں۔ خالد بن ولید، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، احمد شاہ ابدالی، بخت خان، علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ وغیرہ ہم جیسے جیالوں، سرفروشوں، جانبازوں اور حریت نوازوں سے میدان خالی تھا۔ مایوسی کی گھنائیں چھائی ہوئی تھیں۔ بلند و بالا پہاڑوں کو تسخیر کرنے والے جذبے سرد پڑ چکے تھے۔ امنگوں، ہراتوں اور حوصلوں کا کہیں دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ افکار و اذہان پر غلامانہ فلسفے کی ناپاک اور غلیظ کھر چھا رہی تھی۔ انگریزوں، ہندوؤں اور ان کے نام نہاد مسلمان ساتھیوں نے مختلف مکاتیب و افکار کو ختم دینا شروع کر دیا تھا۔ مسلمانوں کے متفقہ عقائد و نظریات کی بیخ کنی کی جا رہی تھی۔ وہابیت، نجدیت اور قادیانیت نے فروغ پانا شروع کر دیا تھا۔ روح ایمان پر تاریکیاں چھانے لگی تھیں۔ ان گھنائوں پاندھیروں میں اکثر اہل دل اپنی تمام تر صداقتوں کے باوجود اپنی شرافتوں سمیت خانقاہوں میں جا بیٹھے۔ اور پھر ان حالات میں ظلمات کے فرزندوں کو کھیل کھیلنے کا مزید موقع مل گیا۔

تو یہ تھا وہ پر آشوب اور ہلاکت آفریں دور کہ جس میں علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ شریعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام لے کر دنیا کے کونے کونے میں گئے اور عظمت مصطفیٰ کا پرچم بلند کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیاح عالم، مبلغ اعظم، سفیر اسلام الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کی حیات آفریں زندگی کے ہر پہلو پر بحث کرنا مجھ جیسے کم علم کے لیے انتہائی مشکل ہے آپ کی عظمت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ دنیا کے زیرک ترین افراد آپ کے مداحوں میں سے تھے مثلاً بانی پاکستان محمد علی جناح..... سید امین الحسینی فلسطین..... حسن البنا بانی اخوان المسلمین..... ایم مروانی جسٹس آف سیلون..... ایم ٹی اکبر جسٹس سپریم کورٹ آف کولمبو..... عبدالعزیز بن سعود بادشاہ سعودی عرب..... مولانا محمد علی جوہر..... عیسائیت کا عظیم علمبردار جارج برنارڈ شاہ وغیرہ وغیرہ علم کا وہ ہمالیہ کہ جس کی علیت کے سامنے جارج برنارڈ شاہ بھی انگشت بدنداں رہ گیا۔

دنیا کے اسلام کا وہ عظیم جادو بیاں، بحر انگیز شخصیت کا مالک، نورانی چہرہ لبوں پر مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات آفرین نغمے، اسلام کی آفاقیت کا پرچم لیے سکتی اور بیکتی ہوئی انسانیت کو اسلام کے دامن میں پناہ لینے کا پیغام لیے گم کردہ راہوں کو گنبد خضرا کی طرف واپس لے آنے کا مشن لے کر الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ جہاں بھی گئے۔ ہزاروں افراد کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ ایک ایک جلسہ میں ہزاروں افراد کو بغیر لاؤڈ سپیکر کے خطاب کرنے کا ملکہ صرف آپ ہی کو حاصل تھا اور یہ صرف غلامی رسول کا ہی صدقہ تھا۔ کہ اس کو تم نے اپنے ایک امتی کو جگمگاتا ہوا سوہج بنا ڈالا کہ جس کی کریمیں آج بھی اہل ایمان کے قلوب کو منور رکھے ہوئے ہیں۔

دشمنان رسول کی پوری جماعت مبلغین اپنے تمام تر وسائل اور فتنہ سامانیوں کے باوجود اتنا کام نہ کر سکی جتنا کام صرف ایک مرد حق بطل جلیل الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ نے چالیس سال کے اندر یک و تنہا کر دکھایا۔ صرف ایک انڈونیشیا میں ہی چالیس ہزار سے زیادہ غیر مسلموں کو تابع اسلام کرنا اور ان کے تاریک دلوں کو نور ایمان سے منور کر دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔



برصغیر کا وہ یکتائے زمانہ عالم دین، مبلغ اعظم، عظیم روحانی پیشوا، پیر طریقت، رہبر شریعت الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کہ جنہوں نے امریکہ، جنوبی امریکہ، کینیڈا، انگلستان، یورپ، براعظم افریقہ، چین، جاپان، سیلون، انڈونیشیا، ملائیشیا، اور برما وغیرہ میں عیسائیت، مرزائیت، الحاد و لادینیت کے خلاف مردانہ دارسینہ سپر ہو کر مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اور شریعت مصطفیٰ ﷺ کا پرچار کیا۔

تبلیغی میدان میں آپ کو اولیت کا شرف حاصل رہا اور چالیس برس مسلسل اس میدان میں تنہا باطل قوتوں کے مقابل رہے اور کامیابیوں اور کامرائیوں نے آپ کے قدم چومے۔ تبلیغ اسلام آپ کا اوڑھنا بچھونا رہی۔ براعظم افریقہ میں آپ کی ہی کوششوں سے اسلام کی شمع روشن ہوئی۔ آپ نے ان غیر مسلموں کے قلوب و اذہان کو صرف نور ایمان سے منور ہی نہیں فرمایا بلکہ ان نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کے لیے خصوصی انتظامات بھی فرمائے۔

مساجد، مدارس اور مشن قائم کیے، ماہنامے اور مفت روزے جاری کئے۔ مسجد سلطان سنگا پور، جاپان مسجد، نوکیو، مسجد حلیفہ کولمبو، اسلام کتب خانہ، مشن اور مسجد تاجپور، مسلم ڈائجسٹ افریقہ، سٹار آف اسلام کولمبو، ریکل اسلام سنگا پور، دی جینون اسلام سنگا پور، عربی یونیورسٹی لہلہا، الجحیہ الحمد یہ انڈونیشیا انٹرنیشنل آرگنائزیشن سنگا پور تنظیم بین المکتب الاسلامی جامع مسجد حنفی کولمبو، غفور یہ عربی سکول کولمبو، ٹرینی ڈاؤ مسلم اینوئل، ملایا مسلم مشنری سوسائٹی وغیرہ ہم آپ کی مساعی جلیلہ کی روشمٹال ہیں۔ اور دنیائے اسلام کے لیے آپ کی یہ کاوشیں مینارۃ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔

آپ نے اپنے پیرو مشد کی دعاؤں کے سائے تلے پوری دنیا کا تبلیغی دورہ فرمایا، انڈونیشیا، برما، سیلون، ملائیشیا، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، موریشس، جنوبی افریقہ، مشرقی افریقہ، نوآبادیات، سعودی عرب، عراق، اردن، فلسطین، مصر، سائیریا، بلجیم، کنگو، فرانس، جرمنی، اٹلی، لبنان، نیروبی، امریکہ، جنوبی امریکہ، ویت نام، تنزانیہ، شام، ایسٹ انڈیز، ویسٹ انڈیز، رومانیہ، پرتگیز، برطانیہ، گیانا، مدغاسکر، ٹرینی ڈاؤ، کینیڈا، فلپائن، سنگا پور، گینیا، نیوزی لینڈ،

اور ارجنٹائن آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کی جولان گاہ رہے آپ کے دست اقدس پر اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرنے والوں کی تعداد کم و بیش ایک لاکھ ہے۔

آپ کے بعد ایسا عظیم مبلغ آج تک ظاہر نہیں ہو سکا۔ جو تبلیغ کی اس ارفع مسند پر بیٹھ سکے جہاں آپ رونق افروز تھے۔ آپ کی مسند عظیم ہنوز خالی ہے اور نہ جانے کب تک رہے گی۔

مبلغ اسلام الشاہ عبدالعلیم صدیقی کہ جس نے ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کے الحادی بکچروں کی دھجیاں اڑا دیں..... کہ جس نے ماریشس سے قادیانیوں کا خاتمہ کیا..... کہ جس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر ماریشس کے فرانسیسی گورنر نے آپ ہی کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا..... کہ ہانگ کانگ، ٹوکیو میں جس کی اسلام کی حقانیت کی تبلیغ سے متاثر ہو کر تعلیم یافتہ جاپانیوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا..... نامور وکلاء، سائنسدان اور فلاسفر حضرات نے آپ کے ذریعے ہی اسلام قبول کیا..... کہ عیسائیت کا علمبردار جارج برنارڈشا اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر اس مرد قلندر کے مقابل آیا اور منہ کی کھائی ناچار تسلیم کرنا پڑا آئندہ سو سال بعد دنیا کا مذہب صرف اسلام ہوگا۔ دور حاضر میں تبلیغی میدان کے اس عظیم شہسوار کا دور دور تک کوئی مد مقابل نظر نہیں آتا۔

۱۹۴۹ء میں سنگا پور میں آپ نے تنظیم بین المذاہب کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی اور اس کے تحت تمام دنیا کے عیسائی، یہودی، بدھ مت اور کھ مذہب کے پیشواؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ اور ان سے لادینیت کے قلع قمع کرنے کی اپیل کی۔ تمام مذاہب کے ان مذہبی رہنماؤں کی ایک مشترکہ کانفرنس نے آپ کو His Exalted eminence کا خطاب دیا۔

ماریشس میں عید میلاد مسلم کانفرنس کا جھنڈا بلند کرنے والے..... برما مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے بانی..... انڈونیشیا میں نصرانی پادریوں کو شکست فاش سے دوچار کرنے والے..... مسلم یونیورسٹی بورڈ کے بانی..... سیلون میں حزب اللہ کی بنیاد رکھنے والے..... چین میں اسلامی احیاء کے لیے کام کرنے والے..... نوکیو، کوب، اوسا کا جیسے بین الاقوامی شہروں میں عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شمع روشن کرنے والے..... اپنی سحر انگیز خطابت و



دلائل سے باطل قوتوں کا منہ موڑ دینے والے..... عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کی دھوم مچانے والے..... دنیا کو قادیانیت کی مضرت رسائیوں اور اس کی حقیقت سے روشناس سے کرانے والی عظیم شخصیت..... قانقولاتِ اسلامیہ، امام اہلسنت حق گو، بے باک اصولوں پر سمجھوتہ نہ کرنے والی عظیم شخصیت سیدی مرشدی علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتہم العالیہ کے والد ماجد علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ ہی کی ہے۔

علامہ الشاہ عبدالعلیم علیہ الرحمۃ جہاں بلند پایہ عالم دین، مبلغِ اسلام اور میدانِ خطابت کے شہسوار تھے وہیں دنیائے روحانیت کے بھی راز دان تھے جن کی نگاہ بصیرت نے ایک حافظِ قرآن..... درسِ نظامی پر عبور حاصل کرنے والے..... علی گڑھ یونیورسٹی سے سائنس میں انٹر کرنے کے بعد جس کے دل و دماغ میں اسلامی عقائد کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے تھے..... دماغِ انکار پر مائل ہو گیا تھا..... اس نوجوان کی جب مبلغِ عظیم علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی تو آپ کی نگاہ کیمیا اثر نے اس نوجوان کے دل و دماغ کی کایا پلٹ دیا اسلامی عقائد کے بارے میں تمام شکوک و شبہات زائل ہو گئے اس مردِ قلندر نے اس نوجوان کی دنیا ہی بدل ڈالی اور پھر ایسی دنیا بدلی کہ دنیائے اسلام میں وہ نوجوان مبلغِ اسلام ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری علیہ الرحمۃ کے نام نامی سے مشہور ہوا۔

اہل علم ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری علیہ الرحمۃ کی علییت اور اسلام کے لیے آپ کی خدمات سے آج بھی ان کی گرویدہ اور محترف ہیں۔ علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کی چشمِ کرم نے ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری کے دل و دماغ کو عشقِ رسول سے منور کر دیا۔ اور جو دل انکارِ اسلام کی طرف مائل تھا اس دل کو عظمتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گہوارہ بنادیا۔

علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ ۱۹۵۰ء میں کوتاہا میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب فرمانے والے تھے کہ عین تقریر کے وقت برق و باراں کے آثار پیدا ہوئے مجمع میں اضطراب پیدا ہونے لگا مگر اس عاشقِ رسول نے اعلان کر دیا کہ مطمئن رہیں بارش نہیں ہوگی۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے کامل اطمینان کے ساتھ دو گھنٹہ خطاب فرمایا، بارش نہیں ہوئی آپ کے خطاب کے بعد

موسلا دھار بارش ہوئی۔ آپ کی اس کرامت نے بے شمار دلوں کو متاثر کیا۔ اور آج بھی آپ کے فیض سے ہزاروں لوگ اپنے قلوب واذہان کو منور کئے ہوئے ہیں۔

آج کا انسان بے پناہ سائنسی اور مادی وسائل رکھنے کے باوجود جب علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کی سوانح حیات اور اسلام کے لیے آپ کی خدمات کا مطالعہ کرتا ہے تو حیران و پریشان ہو جاتا ہے۔ کہ چالیس سالہ تبلیغی دور میں آپ مسلسل سفر میں رہتے ہیں..... دن ہو یا رات جگہ جگہ اسلام کا آفاقی پیغام پہنچاتے ہیں..... لوگوں میں عشقِ رسول ﷺ کی دولت بانٹتے ہیں..... بھٹکے ہوؤں کو راہ ہدایت پر چلاتے ہیں..... دن کہیں تبلیغِ اسلام میں گزارتا ہے اور رات کہیں..... سفر اور مسلسل سفر جبکہ اس دور میں آج جیسی سفری سہولتیں بھی میسر نہیں تھیں..... باطل قوتوں سے مناظرے بھی کرتے ہیں..... ادارے اور مشنریاں بھی قائم کرتے ہیں..... ماہنامے اور مفت روزے بھی جاری کرتے اور پھر مسلسل ان کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں..... گھریاں، بیوی بچے اور عزیز واقارب کو بھی وقت دیتے ہیں ان کی ضروریات کو بھی پورا کرتے ہیں۔ مریدین، مخلصین اور محبتیوں کے دکھ سکھ میں بھی شریک ہوتے ہیں۔

مسلسل سفر اور پھر تھکا دینے والی مصروفیات کے باوجود اپنے رب کریم کے ذکر و اذکار سے بھی غافل نہیں ہیں..... اپنے آقا و مولا سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں سرشار شریعتِ مطہرہ کا پیغام لیے ملک در ملک دورے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں..... اپنے مریدین کی اصلاح اور ان کی تعلیم و تربیت کی طرف سے بھی غافل نہیں ہیں..... جہاں باطل قوتوں کو لٹکارتے ہیں وہیں پر شامتان رسول کا ماتم کرتے ہوئے بھی دکھائی پڑتے ہیں..... نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کی طرف سے بھی آپ کوتاہی نہیں برتتے..... فرمانراؤں، حکمرانوں، راجوں، مہاراجوں، امیروں، غریبوں، عالموں، دانشوروں، راہبوں، پادریوں، گداؤں اور شہنشاہوں سے ملاقات بھی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں.....

آج کا مادہ پرست انسان سر بگربیان اس لیے ہے کہ اس مردِ قلندر کے اس مسلسل کام..... سفر در سفر..... بے انتہا مصروفیت..... دن رات کی محنت شاقہ کے پیچھے کسی



حکمران کسی حکومت،..... کسی جاگیردار، کسی راجے مہاراجے کسی "جماعت" کی پشت پناہی بھی تو حاصل نہیں ہے..... اور نہ ہی اس مرد جلیل کو اس کام سے کوئی مالی منفعت حاصل کرنا مقصود ہے اور نہ ہی کوئی دنیاوی عہدہ، اور نہ ہی اس بطل جلیل پر پیڑوڈ الرز کی بارش ہوتی ہے۔

تو پھر ایک فرد واحد نے اتنا کام کیسے کر لیا؟ عقل حیران ہے۔ اور ہماری آج کی نوجوان نسل اس بات کو ہی تسلیم کرنے میں پس و پیش کا شکار ہے..... مگر ان باتوں کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ چالیس برس کی مسلسل تبلیغی جدوجہد میں سینکڑوں، انجمنوں جتنا کام سید عالم، نور مجسم، رحمت عالم، داور محشر علیہ السلام کے ایک غلام نے یک و تنہا سرانجام دیا۔ اور تاریخ کے اوراق اس بات کے گواہ ہیں۔

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ ترجمہ۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی سورۃ مجادلہ پارہ ۲۸ آیت ۲۲۔ ترجمہ از کثر الایمان) یہی ہے وہ راز کی بات کہ جس کی سمجھ مادہ پرست انسان کو نہ ہے۔ اور وہ اس و اس کے چکر میں الجھا ہوا ہے۔ اصل میں جب انسان اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکامات کی تعمیل اور راضی بہ رضا رہنے کو اپنا فلسفہ حیات بنا لیتا ہے۔ اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتا رہتا ہے..... جب سینہ مدینہ بن جاتا ہے..... عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے وجود کو جلا کر رکھ دیتا ہے..... جب وہ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسین پیکر بن جاتا ہے۔ تو پھر وہ انسان اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور جب اللہ رب العزت اپنے اس محبوب بندے پر اپنی رحمتوں اور فضل و کرم کے دروازے کھول دیتا ہے تو وہاں تعجب اور حیرانگی کا داخلہ بالکل ہند ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب دلوں میں ایمان نقش ہو جائے ہر کام میں رب کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے اپنے اس بندے کی مدد فرماتا ہے۔

یہاں پر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ علامہ علیہ الرحمۃ صرف ایک عالم دین اور روحانی پیشوا ہی نہیں بلکہ مبلغ بھی تھے اور مبلغ کی زندگی میں ایک لمحہ بھی فراغت کا نہیں ہوتا بہر حال ایسے ہی لوگوں

کو زندگی سے کوئی شکایت نہیں ہوتی اور یہی لوگ غم و آلام، کرب و آزمائش کا استقبال اس طرح کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ مسرتوں اور کامرائیوں کا بھی نہ کر سکیں اور یہ تمام اوصاف علامہ علیہ الرحمۃ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔

علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی مدنی علیہ الرحمۃ حسن اخلاق، ایثار و قربانی حق گوئی، صاف دلی، بے نفسی، حلم و بردباری، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، وسعت ظرف جیسے اوصاف حمیدہ کے حسین پیکر تھے غم و خوف سے بالکل نا آشنا اور ہر کام میں اللہ رب العزت اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہتے تھے۔

آپ کی مذہبی خدمات جہاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں وہیں آپ کی سیاسی خدمات بھی ہماری تاریخ کے روشن بابوں میں سے ایک باب ہیں کہ جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے خصوصاً تحریک پاکستان میں آپ کا جو مجاہدانہ کردار رہا اس کو تاریخ کا کوئی بھی طالب علم نہیں بھول سکتا۔ اور نہ ہی آپ کے مجاہدانہ کردار کا ذکر اور اعتراف کئے بغیر پاکستان کی تاریخ لکھی جاسکے گی۔ بلکہ تحریک پاکستان اور پاکستان کی تاریخ علماء و مشائخ اہلسنت کے بغیر نامکمل ہی رہے گی، تحریک خلافت، شہدائی تحریک اور دوسری تحریکوں میں دیگر علماء و مشائخ کے ہمراہ علامہ علیہ الرحمۃ نے جو کام کیا وہ ہماری تاریخ کا ایک سنہرے باب ہے۔ مگر ہم نے اپنے اسلاف کے ان روشن کارناموں پر اپنی، سستی، کوتاہی اور غلطیوں کی گرد ڈال دی ہے۔ اور ہماری اس بحرمانہ غلطیوں کو آنے والی نسلیں اور تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔

یہ حقیقت تاریخ کے کسی طالب علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اس برصغیر میں جو بھی تحریکیں چلی ہیں وہ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکیں جب تک اس تحریک کی تائید میں علماء و مشائخ اہلسنت نے حصہ نہ لیا ہو۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلم معاشرے میں علماء و مشائخ اہلسنت کا فعال کردار نظر آتا ہے جس کو کوئی بھی مورخ نظر انداز نہیں کر سکتا۔

قیام پاکستان کی تاریخ کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو ایک بات اپنی پوری حقانیت کے ساتھ عیاں ہوتی ہے کہ تحریک پاکستان میں مسلم لیگ اس وقت تک مسلمانوں کی نمائندہ



پاکستان کے وارث بن گئے۔

کاش کوئی غیر جانبدار مورخ تاریخ کے اس پہلو کو بھی سامنے لائے کہ حقیقت میں اس تحریک میں کن لوگوں کا کردار رہا ہے اور وہ کون سی ہستیاں ہیں کہ جن کی کوششوں سے ہمیں یہ خطہ پاکستان نصیب ہوا اور یہ حقیقت ہے کہ علماء اور مشائخ اہلسنت ہی ہیں کہ جن کی بے مثال جدوجہد سے مملکت خداداد پاکستان کا حصول ممکن ہوا، تحریک پاکستان کے دو محاذ تھے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک اندرون ملک حضرت سید محمد رفیع کچھوچھوی، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، سید جماعت علی شاہ، سید مانگی شریف، مولانا امجد علی، مولانا قمر الدین سیالوی، شاہ عبدالرحمن بھرچوڑی، مولانا عبدالستار نیازی، مولانا عبدالحمید بدایونی، وغیرہم علیہ الرحمۃ والرضوان تحریک پاکستان کے مخالفوں سے برسرِ پیکار تھے۔

ہندوؤں کی مکاریوں اردوان کی سازشوں کے تار پور بکھیر رہے تھے جبکہ دوسرا محاذ کہ بیرون ملک کا تھا اس محاذ کو صرف اور صرف علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ نے ہی سنبھالا۔ مسلم لیگ اور قائد اعظم محمد علی جناح کو ایک ایسی مفت زبان شخصیت جو کہ اس برصغیر کی سیاسی، مذہبی، معاشی، سماجی، معاشرتی اور جغرافیائی حالات پر مکمل عبور اور گہری نظر رکھتی ہو۔ اور ہر ملک میں اس ملک کی عروج و زوال میں نظر یہ پاکستان کی وضاحت کا فریضہ سرانجام دے سکے کی تلاش تھی۔ اور اس برصغیر میں ان اوصاف کی حامل صرف ایک ہی شخصیت علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کی ہی تھی۔ اور یہ وجہ تھی کہ قائد اعظم نے متعدد مرتبہ آپ کو بطور خاص بیرون ممالک کے دورہ پر بھیجا۔ اور پھر قیام پاکستان کے بعد بھی آپ کو قائد اعظم نے اسلامی ممالک میں پاکستان کی نمائندگی کا فریضہ سونپا۔

تحریک پاکستان میں مذکورہ دونوں محاذ اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں مگر میری نظر میں بیرون ملک والا محاذ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل اور مشکل ترین محاذ تھا کیونکہ بیرون ممالک کے عوام، دانشور، وکلاء اور سربراہان مملکت کو ہند کے مسلمانوں کی سیاسی، سماجی معاشی اور معاشرتی حالات سے آگاہ کرنا ہندوؤں کا گھڑیوں کی سازشوں سے پردہ اٹھانا نظر یہ پاکستان کی وضاحت کرنا قیام پاکستان کے مقاصد سے آگاہ کرنا اور پھر ان زعماء کو تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کی حمایت کے

جماعت نہیں بنی جب تک علماء و مشائخ اہلسنت نے اس کی بھرپور تائید و تصدیق نہ کی اور یہ علماء اہلسنت اور مشائخ اہلسنت ہی تھے کہ جب کانگریس، جمعیت علماء ہند، احرار وغیرہ تنظیمیں پوری قوت کے ساتھ مسلم لیگ اور قیام پاکستان کی مخالفت کر رہی تھیں۔ تو اس نازک صورت حال میں مسلمانان برصغیر موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا تھے تو انھوں نے میدان عمل میں آکر مسلمانوں کو کانگریس اور جمعیت علماء ہند کے دام فریب سے بچایا، جب قائد اعظم محمد علی جناح نے علماء اہلسنت کو یقین دلایا کہ پاکستان کے قیام کا مقصد اسلامی ریاست کا قیام، اور کتاب و سنت کی حکمرانی ہے تو علماء اہلسنت نے عوام اہلسنت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے ایک تنظیم کے قیام کے لیے مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی قیادت میں علماء و مشائخ کا ایک اجلاس مراد آباد میں طلب کیا۔ سنی کانفرنس کو منظم کرنے کے لیے ملک گیر دورے کئے گئے چنانچہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء کو بنارس میں تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ کی قیادت میں منعقد ہوئی جس میں پانچ ہزار سے زائد علماء و مشائخ اور ڈیڑھ لاکھ عوام اہلسنت نے شرکت کی اور پاکستان کے قیام کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا۔ اور اس کانفرنس میں محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے جو تاریخی خطبہ استقبالیہ پڑھا وہ تحریک پاکستان کی ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے اس کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لیے اور اس کا پیغام گھر گھر پہنچانے کے لیے علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ نے جو جدوجہد کی وہ ہماری تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں اسلامی حکومت کے لیے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی علامہ علیہ الرحمۃ بھی اس کے ممبر تھے اور اس کے لیے آپ نے اس وقت سے لے کر قیام پاکستان کے بعد دم آخر تک بے انتہا محنت کی۔

اور یہ بھی ہماری تاریخ کے انتہائی دردناک اور اقسا ہیں کہ تحریک پاکستان میں گلی گلی، کوچہ کوچہ، گاؤں گاؤں، شہر شہر ہمارے علماء و مشائخ نے بے پناہ قربانیاں دے کر قیام پاکستان بن گیا تو جنھوں نے تحریک پاکستان کے ہر موڑ پر قیام پاکستان کی ڈٹ کر مخالفت کی وہی اس تحریک اور



لیے آمادہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔

جبکہ گاندھی اور اس اس کے پیروکاروں نے اندرون ملک کے ساتھ ساتھ بیرونی ممالک میں بھی اپنی عیاریوں، مکاریوں اور سازشوں کے جال بچھا رکھے تھے۔ اور یہ کانگریسی اپنی پوری طاقت اور مکمل ٹیم کے ساتھ بیرون ممالک میں تحریک پاکستان اور مسلمانان ہند کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کرنے میں مصروف تھی۔ اور یہ وجہ تھی کہ دنیا میں تحریک پاکستان کی کامیابی اور پاکستان کو دیوانے کا خواب سمجھا جاتا تھا۔ اور عالم اسلام ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف تھا۔

تحریک پاکستان کے خلاف کانگریسی لیڈروں کے اس زہریلے پروپیگنڈے کے توڑ کے لیے علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کو نہ جانے کتنے مشکل مراحل سے گزرنا پڑا ہوگا۔ کتنے سفر کرنے پڑے ہوں گے۔ کن کن دشوار گزار راستوں سے گزرنا پڑا ہوگا۔ کیا کیا تکالیف اور صعوبتیں عالم پیری میں برداشت کرنی پڑی ہوں گی۔ کیسے کیسے سوالوں کے جواب دینے پڑے ہوں گے۔ کیا کیا یقین دہانیاں کرانی پڑی ہوں گی۔ کیسے کیسے دلائل کے انبار لگانے پڑے ہوں گے۔ ایک ایک شخص اور ایک ایک دفعہ سے نہ جانے کتنی کتنی بار مذاکرات کرنے پڑے ہوں گے۔ نہ جانے کتنی راتیں آنکھوں میں کٹی ہوں گی۔ اتنے مراحل بلکہ اس سے کہیں زیادہ کھٹن مراحل سے گزرنے کے بعد کامیابی کا منہ دیکھنا پڑا ہوگا۔ مگر قربان جائیں علامہ علیہ الرحمہ کی استقامت اور قوت برداشت پر کہ مسلم لیگ اور علماء و مشائخ نے جو ذمہ داری آپ کے کندھوں پر ڈالی اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے ایک انج بھی پیچھے نہیں ہٹے اور اس ذمہ داری کو احسن طریقہ سے نبھا کر دکھایا۔

یہ علامہ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی تھی کہ جنھوں نے تحریک پاکستان کے مخالفوں کا ملک در ملک تعاقب کیا مصر اور انگلینڈ میں اپنی مدلل تقریروں سے کانگریسیوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ ۱۹۴۶ء میں حج کے موقع پر آپ نے متعدد عرب ممالک کے دورے فرمائے اور نظریہ پاکستان کی وضاحت فرمائی جس کے نتیجے میں عرب ممالک کے دورے فرمائے اور نظریہ پاکستان کی وضاحت فرمائی جس کے نتیجے میں عرب ممالک کے عوام اور علماء نے صحیح طریقہ سے نظریہ پاکستان کو سمجھا اور یہ آپ ہی کی

ذات گرامی تھی کہ جنھوں نے مسلمانان عالم کے سامنے ہند کے مسلمانوں کا موقف پیش کیا اور ان کی حمایت حاصل کی۔

آپ نے فلسطین شام لبنان، مصر، اردن اور عراق کا دورہ کیا آپ ان ممالک کے حکام سے ملے۔ عوامی جلسوں سے خطاب فرمایا، علماء و کلاء اور دانشوروں کے سامنے نظریہ پاکستان کو ہند کی سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی صورت حال کے تناظر میں انتہائی وضاحت اور دلائل سے پیش کیا۔ اور ان زعماء کو تحریک پاکستان کی حمایت کے لیے آمادہ کیا۔ سرکنی وفد کے ہمراہ ابن سعود سے ملاقات کی۔

غرضیکہ تحریک پاکستان کے حوالے سے آپ کی شخصیت کے بے پناہ گوشے ابھی تک تفصیل طلب ہیں۔ کاش کوئی تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات کو منصفہ شہود پر لائے۔ عالم اسلام کی وہ عظیم شخصیت کہ جس نے اپنے حسن گفتار سے..... اپنے بلند کردار سے..... سفر میں..... مگر مگر میں اپنی ذہانت و فصاحت سے اپنے رب کا پیغام پہنچایا..... کہ جس نے پیرانہ سال کی باوجود فاصلے سمیٹ لیے..... کہ جس نے پیغام مصطفیٰ پہنچانے کے لیے وقت کی طنا میں کھینچ لیں..... کہ جس نے صیہونیت، عیسائیت، احمدیت، نجدیت، لادینیت، اشتراکیت اور مرزائیت کے باطل نظریات کو اپنے علم و فضل سے پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ اور ان باطل قوتوں کے بچے ادھیڑ کر رکھ دیئے..... کہ جس نے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی رہنماؤں سے مناظرے کئے..... کہ جس نے افریقہ کے خاک نشینوں کو آشنائے عرش کیا..... کہ جو گم کردہ راہوں کو گنبد خضرا کی چھاؤں میں لے کر آیا..... کہ جو میرٹھ سے مدینہ تک عہد سے جلد تک عشق رسول کی خیرات باغثارہ اور علم و ادراک کے موتی لٹاتا رہا..... کہ جس نے اسلام کا پرچار ان ملکوں میں کیا جہاں اسلام کے ماننے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی..... کہ جو تبلیغ اسلام کے لیے ان خطوں میں گیا کہ جہاں کے لوگ اسلام کے نام سے آشنا نہیں تھے..... کہ جس کی رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں عشق رسول پنہاں تھا..... کہ جس کی آواز میں بلا کی کاٹ اور غضب کی شیریں تھی..... کہ جس کی



زبان سے جو بات نکلتی لوگوں کے دلوں میں اثر کرتی تھی۔

وہ مرد کامل کہ جو مردہ دلوں کو حیات جاوید بخشا رہا..... کہ جس نے ہزاروں گم کردہ راہوں کے دلوں میں عشق رسول کی شمع روشن کی..... کہ جس نے اپنے قدموں میں آنے والوں کو کبھی مایوس نہیں کیا..... کہ جس کی ساری زندگی ذکر اور تبلیغ میں بسر ہوئی سنت نبوی کا وہ حسین پیکر کہ جس کی تابناک کرنوں سے ہزاروں سینے منور ہوئے۔

وہ مبلغ اعظم، سفیر اسلام، علم و فضل کا کوہ گراں، عظیم روحانی شخصیت، علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی مدنی علیہ الرحمۃ گنبد خضر کو آنکھوں میں بسائے گنبد خضریٰ کی چھاؤں تلے شہر رسول مدینہ منورہ میں ۶۳ سال کی عمر میں ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۲۲ گشت ۱۹۵۴ء کو اس دار فانی سے عالم بھا کی طرف کوچ کر کے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے اور جنت البقیع میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قدم مبارک میں مدفون ہوئے۔

اے پروردگار عالم جب تک آسمان کے ستاروں میں چمک، مرغزاروں میں کوکلوں کی کوک اور پیچھا کی ترنم خیز صدائیں گونجتی رہیں۔ جب تک کائنات کی چہل پہل اور گردش لیل و نہار ہو جب تک گلشن میں کلیوں کی مسکراہٹ اور پھولوں کے حسین تقصیم پر ہلبلوں کی نوا سنجی ہو۔ الہ العالمین اس وقت تک علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی مدنی علیہ الرحمۃ کی قبر مبارک پر ترے رحم و کرم کے پھولوں کی بارش ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گھر باری کرے  
حشر میں شان کریں ناز برداری کرے

#### بے سایہ رسول ﷺ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ عالم شہادت میں حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا سایہ نہ تھا..... چون لطیف تر از روئے ﷺ در عالم نباشد او را سایہ چه صورت دارد..... (مکتوبات مجدد الف ثانی) کیونکہ ہر شخص کا سایہ لطیف ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام سے کوئی چیز لطیف نہ تھی اس لیے آپ کا سایہ کس طرح ہوتا۔ یہ ہم کہتے ہیں دنیا میں محمد ﷺ آئے بے سایہ خدا جانے محمد ﷺ تھے کہ تھا سایہ محمد ﷺ کا

ہماری ساری دلچسپیاں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے ہیں

اونٹ اور بکری کو ایک ساتھ باندھ دیں تو ایک کاستیاناس ضرور ہوگا

ابولہب کی اولاد پر زکوٰۃ صدقہ خرچ کرنا جائز ہے

گستاخ رسول کی سزا موت ہے عمر قید میں نہیں بدل سکتی

سادگی و متانت، سنجیدگی و اخلاص، محبت اور محنت کے پیکر، شیخ القرآن مولانا مفتی علی احمد سندھی

سے ایک اہم اور مفصل انٹرویو

#### ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

شیخ القرآن مولانا مفتی علی احمد سندھی سنجیدگی و متانت سادگی و اخلاص اور محبت و محنت کا واقعی پیکر ہیں انھوں نے بڑی محنت سے دین علم پر شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام المناظرہ استاذ العلماء مولانا عطاء محمد بندہ یالوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فیضیاب ہوئے اور پورے خلوص کے ساتھ خدمت دین کے لیے پوری طرح مستعد ہیں۔ ان سے ایک ہمہ جہت مفصل انٹرویو کیا گیا جس میں محبت گرامی برادر م پر وفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی بھی میرے ساتھ تھے مولانا سندھی سادگی کا انٹرویو نذر قارئین ہے۔ (محبوب قادری)

۱۰ اسم گرامی؟ ولدیت، تاریخ پیدائش اور خاندانی پس منظر اور ابتدائی تعلیمی حالات بتائیں گے؟

☆ میرے دو نام ہیں ایک علی احمد اور دوسرا بنیامین۔ میرا پہلا نام ہی مشہور ہوا۔ میرا لقب سندھی سادگی ہے میرے والد گرامی کا نام شرف الدین بن فتح دین بن سوداگر بن سوندھان درگا ہی



بن عارف بن لگا ہوا تھا۔ میری پیدائش ۲ جنوری ۱۹۴۳ء کو سرہند شریف (اٹلیا) کے جوار میں بسی شریف تحصیل کے ایک گاؤں باسکندر میں ہوئی ایک متوسط آرائیں خاندان کا فرد ہوں آباد اجداد عرب شریف سے محمد بن قاسم کے لشکر کے ہمراہ جہاد کے لیے سندھ آتے تھے پھر سر سے وال پھر باسکندر وغیرہ کے علاقوں میں آباد ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہمارا خاندان ہجرت کر کے پاکستان آ رہا تھا

### ۱۹۴۷ء میں خاندان کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آیا

کہ راستے میں میرے دادا جان کا انتقال ہو گیا میرا دوسرا نام بنیا مین انھوں نے ہی رکھا تھا پھر ہم باب پاکستان والٹن یکپ ٹھہرے۔ فیصل آباد چلے گئے گوجرانوالہ رہے موضع خان مسلمان میں عارضی الاٹ منٹ ہوئی وہاں رہے اسی زمانے میں والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اور کئی صدے جھیلے اور اسی جگہ محلہ کی مسجد میں ایک ہمسائے غلام حیدر کے ساتھ قرآن کریم کی ناظرہ تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی پھر میرے چچا میاں عبدالغنی نے مجھے اور میرے بڑے بھائی محمد یوسف کو پرائمری سکول میں داخل کر دیا ہم نے چوتھی اور پانچویں جماعت ایک ہی سال میں پڑھی اس کے بعد ہمیں خان مسلمان کی عارضی الاٹ منٹ منسوخ کر کے ڈیرا مولاسنگھ مرزا ورکاں تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں مستقل الاٹ منٹ کر دی گئی تو ہم وہاں آ گئے مالی حالات کی مشکلات کے سبب پڑھائی ترک کر دی اور اپنے جانور چرانے کا کام سنبھال لیا۔ پھر لاکل پور مائی دی جھگی دتی کھڈیوں کا کام سیکھا اور تین سال تک دتی کھڈیوں پر کپڑا بناتا رہا ملیشیا، لٹھا، چار خانہ وغیرہ کپڑا بناتا رہا اسی زمانے میں ایک دن ہمارے کپڑا بننے والے استاد صاحب کا نام محمد حبیب تھا وہ جمعہ پڑھنے گئے وہ حضرت محدث اعظم پاکستان ابو الفضل مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جاتے تھے میں بھی گیا جب میں نے ان کی زیارت کی تو فوراً میرے دل میں علم دین حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ میں اسی زمانے (۱۹۵۶ء) میں حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت ہوا۔ والد صاحب سے دین پڑھنے کے لیے اجازت مانگی تو انھوں نے صاف انکار کر دیا کہنے لگے کہ ہم زمیندار خاندان کے لوگ ہیں اور مولوی تو مانگ کر روٹیاں کھاتے ہیں

اس لیے کوئی ضرورت نہیں پڑھنے کی۔ بڑی مشکل سے بار بار ضد کر کے صرف دو سال کی مدت کے لیے دین پڑھنے کی اجازت لی۔ ۱۰ اشوال المکرم ۱۳۷۸ھ (۱۱ نومبر ۱۹۵۷ء) کو جامعہ رضویہ لاکل پور میں داخل ہوا۔ پھر چند روز کے بعد حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عبداللہ پور کو ر ضلع شیخوپورہ میں مولانا ابوالمصباح محمد الیاس ہزاروی کے پاس بھیج دیا۔ ان دنوں ان کا مدرسہ نیا بنا تھا۔ یہاں ڈیڑھ سال پڑھتا رہا فارسی اور صرف کی کتب پڑھیں پھر استاذ گرامی کے ساتھ جڑانوالہ میں جامعہ غوثیہ رضویہ مصباح العلوم میں ڈیڑھ سال پڑھا۔ صرف، نحو اور قدروی تک فقہ اور منطق کی

### میرے دو نام ہیں علی احمد اور بنیا مین، پہلا نام ہی مشہور ہوا۔

ابتدائی کتب پڑھیں۔ پھر جامعہ مجددیہ بھکا شریف میں حضرت مولانا محمد الیاس ہزاری کے ہمراہ گیا مولانا ولی النبی رحمہ اللہ سے شرح چغمین، شمس بازعہ وغیرہ کتب پڑھنے گئے تھے اس دوران میں نے مولانا ہزاروی صاحب سے شرح الوقایہ شرح، تہذیب کافہ وغیرہ کتب پڑھیں پھر مولانا محمد الیاس ہزاروی کے ہمراہ ہی احسن المدارس بنیالہ ڈیرہ اسماعیل خان پڑھتا رہا۔ پھر سمندری کے قریب جامعہ سلطانہ رضویہ اڈہ مرید والا میں ایک سال پڑھا اسی زمانے میں ۳۰ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ (۳۱ اگست ۱۹۶۲ء) کو میرے پیرومرشد حضرت محدث اعظم پاکستان کا وصال ہوا پھر جڑانوالہ میں قطبی، نور الانوار اور کنز الدقائق وغیرہ کتب مولانا محمد الیاس ہزاروی سے پڑھیں۔ بہت تھوڑا وقت جامعہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف اوکاڑہ میں بھی گزارا۔ پھر جامعہ رضویہ فیصل آباد دوبارہ داخلہ لیا۔ یہاں حضرت مولانا مختار احمد سے شرح وقایہ حضرت مولانا مفتی محمد امین سے ہدایہ اولین، مولانا ابوالبلیان محمد احسان الحق رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرح جامی اور مقامات تحریری مولانا مفتی نواب الدین سے مطول، ملا حسن مسلم الثبوت اور مسلم کے چند اسباق پڑھے سید منظور حسین شاہ سے صرف، مولانا غلام نبی سے مختصر المعانی اور مولانا محمد نصر اللہ خان افغانی سے شرح تہذیب کے چند اسباق دوبارہ پڑھے۔ قاری علی احمد اور قاری منظور احمد سے تجوید پڑھی۔

۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ میں جامعہ غوثیہ دزیر آباد میں شیخ



تقرری ہوئی تب سے اب تک مسجد اخوان المؤمنین پاکستان - ۱۵۔ راوی روڈ نزدیکی رحمانہ خانی لاہور (المعرف اکھاڑے والی مسجد) میں امامت کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔

○ آپ کی سیاسی دلچسپیاں؟

☆ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے ہی ہماری ساری دلچسپیاں ہیں ثوبہ ٹیک سنگھ کی سنی کانفرنس کے زمانے میں ہم طالب علم تھے اس وقت میں ہندیاں شریف پڑھتا تھا۔ شرکت کی۔ اور جمعیت میں شامل ہوئے۔ ملتان جب سنی کانفرنس کے قیام کے وقت جماعت اہلسنت قائم ہوئی تو اس وقت سے شامل ہو کر خدمات سرانجام دیں۔ ۱۴۰۱ھ (۸۱-۱۹۸۰ء) میں اخوان المؤمنین پاکستان کی بنیاد رکھی اور معیاری لٹریچر شائع کر کے فری تقسیم کیا۔ بدعات کے خلاف آواز حق بلند کی۔ ہم نے علاج بالعد کے بجائے علاج بالمثل کا طریقہ اختیار کر کے بدعات کے خاتمے کی

مرکز تدربیب الافتاء والنجوٹ سال گزشتہ میں قائم کیا

تحریک چلائی جن بزرگوں کے نام پر بدعات پھیلائی جاتی ہیں ہم نے انہی کی اصل تعلیمات کو شائع کرنا شروع کیا۔ اور بڑے سائز کے اشتہارات شائع کیے۔ ملت مسلمہ کے تمام منصف مزاج اور باشعور طبقات نے سراہا اور قبول کیا اور اس کام کو مفید گردانا۔

○ گستاخ رسول ایکٹ ۲۹۵ سی کے متعلق آپ کیا ارشاد فرمائیں گے کہ سزائے موت کو عمر

قید میں تبدیل کیا جاسکتا ہے؟

☆ ہرگز نہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بادشاہوں کے گستاخوں کو تو سزائے موت دے دی جائے لیکن محبوب خدا ﷺ اور دیگر انبیاء کے گستاخوں کو پھانسی نہ دی جائے آخر کیوں؟ یہ سزا ہرگز تبدیل نہیں ہو سکتی۔ گستاخ رسول کی سزا موت ہی ہے۔

ہاں یہ بات ہے کہ گستاخی کا ثابت ہونا ضروری ہے اگر خدا نخواستہ کوئی جھوٹا الزام عائد کرے تو پھر اس کی بھی سخت سزا ہونی چاہیے اس کے لیے قاضی تعزیر قائم کرے۔

القرآن حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دورہ تفسیر قرآن پڑھا اور مولانا عبد الرزاق سے ترجمہ قرآن سنا۔

۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۲ء تک جامعہ مظہر یہ اندادیہ ہندیاں شریف میں زیر تعلیم رہا یہاں منیدی اور عبدالغفور حضرت مولانا محمد عبدالحق ہندیاں شریف اور باقی ساری کتب حضرت استاذ الکمل امام المناطفہ علامہ عطاء ہندیاں شریف سے پڑھیں۔ اسی دور ایسے میں چند دنوں کے لیے حاصلات والا گیا مولانا سلطان احمد سے شرح اشارات اور افق المؤمنین ہدایہ آخرین کے چند اسباق پڑھے شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ (۱۹۷۲ء) میں جامعہ رضویہ فیصل آباد سے سند حدیث حاصل کی جامعہ حزب الاحناف لاہور میں تدریس کے زمانے میں حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بخاری شریف کی چند احادیث مبارکہ تہرکا پڑھیں۔ ۱۹۹۱ء میں قاری رضی الدین سے تجوید و قرأت پڑھی اور مشق بھی کرتا رہا۔ قاری صاحب میرے شاگرد بھی تھے۔ اس کے علاوہ کئی چھوٹے موٹے کورس کیے۔

۲ جنوری ۱۹۴۳ء کو سرہند شریف کے جوار میں ولادت ہوئی

○ کن کن درس گاہوں میں تدریسی خدمات سرانجام دیں؟

☆ جامعہ غوثیہ وزیر آباد، جامعہ مظہر یہ شیخوپورہ، جامعہ نعمانیہ لاہور، جامعہ حزب الاحناف لاہور، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، جامعہ جماعتیہ حیات القرآن پاپڑ منڈی لاہور، جامعہ غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور، جامعہ خلیفہ قصور جامعہ نعیمیہ لاہور منہاج القرآن انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور وغیرہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اب مرکزی تدربیب الافتاء والنجوٹ راوی روڈ لاہور اور جامعہ نعیمیہ لاہور میں تخصص فی الفقہ اور جامعہ ہجویریہ داتا گنج بخش میں تدریس کے فرائض ادا کر رہا ہوں۔ ان کے علاوہ کئی مدارس میں ماہ رمضان المبارک کی تعطیلات میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ مساجد میں درس قرآن پاک دیا ۱۹/۱۱/۱۹۷۶ء کو میری محکمہ اوقاف میں



○ فوٹو سے متعلق آپ کی تحقیق؟

☆ غیر جاندار کی فوٹو ناجائز نہیں صرف جاندار کی وہ تصویر ناجائز ہے جس کا سر بدن سے جدا نہ ہو۔ ایسی تصویر کا کھینچنا کھینچوانا دونوں ناجائز و حرام ہیں۔ البتہ اشد ضرورت کے وقت کھینچوانا حرام نہیں۔ مثلاً حج فرض یا شافعی کا رکوع کے لیے بوجہ مجبوری تصویر کھینچوانے والا گنہگار نہیں ہوگا۔ البتہ حج نفل یا صرف عمرہ کے لیے فوٹو کھینچوانا حرام و ناجائز ہے۔ تصویر والے فوٹ، شافعی کا رکوع وغیرہ بوجہ مجبوری حسیب میں رکھنا حرام نہیں شوقیہ اور بلا مجبوری تصویر کھینچوانا قطعاً حرام ہے۔

○ انعامی بانڈ کی حیثیت کیا ہے؟

☆ انعامی بانڈ ناجائز ہے بشرطیکہ قرعہ انداز کے بعد اس کی قیمت کم نہ ہو جائے۔ جس انعامی بانڈ کی قیمت قرعہ اندازی کے بعد کم ہو جائے جو اہل ہونے کی وجہ سے اس کا خریدنا ناجائز ہے۔

○ بزرگوں کی قبر کو چومنا کیسا ہے؟

☆ اس سے احتیاط کرنی چاہیے قبر کو بوسہ نہ دیا جائے بالخصوص اہل علم قبر کو بوسہ نہ دیں ورنہ

محدث اعظم پاکستان کی زیارت نے علم دین حاصل کرنے کا شوق عطا کیا ورنہ میں تو کپڑا بناتا تھا

جاہل تو بوسہ کرتے دیکھ کر سجدہ کر دیں گے جبکہ اسلام میں تو سجدہ تعظیماً بھی حرام ہے۔

○ تعویذ لینا، دینا کیسا ہے؟

☆ جائز ہے بشرطیکہ شرک یا کفر کے کلمات سے پاک ہو البتہ تعویذ فروشی کا کاروبار ناجائز نہیں ہے یہ کام اب تو کاروبار کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ میرے شیخ محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعویذ پر نذرانہ نہیں لیتے تھے۔

○ قرآن پاک بعض لوگ ایصالِ ثواب کے لیے اجرت پر پڑھاتے ہیں اس کی کیا حیثیت ہے؟

☆ پیسے دے کر قرآن پڑھانے سے برکت نہیں ہوتی تعلیم القرآن کا معاوضہ جائز ہے لیکن تلاوت قرآن کا معاوضہ لینا ناجائز نہیں بلکہ حرام ہے چالیسویں وغیرہ کے موقع پر کرائے کے حافظ سے پڑھانا حرام ہے۔ اسی طرح وعظ و تقریر کے پیسے مانگنا بھی حرام ہے نعت پڑھنا، پڑھانا سننا سنانا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے بشرطیکہ مجلس نعت غیر شرعی امور سے پاک ہو آج کل بعض لوگوں نے نعت خوانی کو کاروبار بنا لیا ہے نعت خوانی کا کاروبار بھی حرام ہے ائمہ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ کا یہی موقف ہے۔ مدارس میں جو بچے منزل پڑھتے ہیں اس کا ایصالِ ثواب کے لیے دینا یہ ایک قسم کا دھوکہ ہے جس میں منزل دینے لینے والی دونوں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کا ایصالِ ثواب بھی نہیں ہوتا۔ وہ تو منزل ہے تلاوت نہیں ہے بچے سبق پڑھ رہے ہیں قرآن سیکھ رہے ہیں تلاوت تو تب ہے کہ خاص حصولِ ثواب و برکت کے لیے پڑھی جائے اور پھر اس کا ایصالِ ثواب کر دیا جائے

حضرت مولانا سر دار احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر ۱۹۵۶ء میں بیعت کی

۔ میت کی دعوت خیر چالیسواں وغیرہ کا کھانا دینے وغیرہ بھی نہیں کھانے چاہیے اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے امام احمد رضا بریلوی حضرت محدث اعظم رحمہما اللہ تعالیٰ نہیں کھاتے تھے حضرت پیر طریقت قاضی فضل رسول دامت برکاتہم اور فقیر بھی نہیں کھاتے۔ حالت اضطراری میں بطور دوا غیر انسان کا خون دینے کی اجازت ہے انسان کا خون دینا درست نہیں۔ انسان کی اسی جز کا دوسرے کی طرف منتقل کرنا جائز ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو جیسے دودھ۔ خون ان اجزاء سے نہیں۔ اور حرام بھی ہے۔ اور بیماری میں حالت اضطراری بھوک و پیاس سے حالت اضطراری کی طرح نہیں اس کو بھوک و پیاس کی حالت اضطراری پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔

○ انتقالِ خون شرعاً کیسا ہے؟

☆ بھوک میں انسان اس حد تک پہنچ گیا کہ مر رہا ہے کھانے کی کوئی حلال شے دستیاب نہیں تو اب حلال کی عدم موجودگی کی صورت میں حرام، مردار کھا لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ فرض ہو جاتا



ہے اگر نہ کھائے گا اور بھوک و پیاس کے سبب مر جائے گا تو گناہ گار ہوگا جبکہ بیماری کا علاج کرنا نہ تو واجب ہے اور نہ ہی فرض ہے بلکہ مباح ہے اور سنت زوائد سے ہے اگر کوئی بیماری کا علاج نہیں کرتا اور بیماری کے سبب مر جاتا ہے تو وہ گناہ گار نہیں۔ ہوگا خصوصاً حرام شے استعمال نہ کرے ماجر ہے اس کو اجر ملے گا۔ اور شہادت کا رتبہ پائے گا۔ یہ بات تقویٰ کے زمرے میں آئے گی۔ بیماری اور بھوک میں فرق ہے اس فرق کو سمجھنا چاہیے۔

○ سادات کرام پر صدقہ واجبہ حرام ہے لیکن مدارس دینیہ میں زکوٰۃ اور صدقات سے اخراجات ہوتے ہیں تو سادات طلبہ کا اس میں سے کھانا پینا کیسا ہے؟

☆ جی سادات کرام پر صدقہ واجبہ اور زکوٰۃ حرام ہے ناجائز ہے الگ الگ شعبے ہونے چاہئیں۔ لنگر کانڈ الگ ہو تعمیرات کا الگ ہو بجلی پانی کے بلوں کا الگ مسجد اور مدرسے کا الگ لیکن ایسا اب کہا ہے۔ ایک راہ "حیلہ" کا بھی تھا لیکن اب مدارس میں حیلہ نہیں۔ اگر حیلہ کا انتظام ہو تو پھر سادات کرام اس سے کھا سکتے ہیں حیلہ کے بغیر جائز نہیں حرام ہے۔ مہتمم حضرات کا فرض ہے کہ

### درجنوں مدارس میں پڑھا اور درجنوں مدارس میں تدریس کی

وہ انتظام کریں تاکہ وہ سادات کرام کا یہ مسئلہ حل ہو۔

○ "حیلہ" کی ذرا تفصیل؟

☆ حیلہ شرعی یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جس کے لیے صدقات واجبہ لینا شرعاً جائز ہو۔ مال یا کھانا وغیرہ جو چیز دینا ہو اس کا مالک بنالیا جائے اور اسے بتا دیا جائے کہ یہ چیز اب تیری ہے تجھ سے زبردستی کوئی نہیں لے سکتا پھر وہ اپنی خوشی سے مدرسہ کے فنڈ دیے دے تو سادات کے لیے بھی اس کا کھانا جائز ہے۔

مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جامعہ نعیمیہ کی انتظامیہ میں ایک غریب رکن بھی ہم رکھتے ہیں۔ اس کو صدقہ واجبہ کے پیسے دے دیتے ہیں اور وہ پھر اپنی طرف سے وہ رقم مدرسے کو ہبہ کر دیتا ہے تو یہ رقم اب صدقہ واجبہ نہ رہی سادات کرام کے لیے جائز ہوگئی۔ ہاشمیوں پر صدقہ

واجبہ حرام ہے ان میں آل جعفر، آل عباس، آل عقیل، آل علی، آل حارث سب کے سب شامل ہیں۔ اور ہاشمیوں میں سے جو مسلمان ہوئے اور حضور ﷺ کے ساتھ مددگار رہے ان پر اور ان کی اولاد پر زکوٰۃ وغیرہ حرام ہے اور جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا بعد میں ان کی اولاد مسلمان ہوگئی ان پر زکوٰۃ صدقہ واجبہ جائز ہے ابولہب کی اولاد سے جو غریب مسلمان ہیں ان کے لیے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبات جائز ہیں۔

○ دوران سفر نماز کا مسئلہ کیا ہے کہ ہوائی جہاز یا ریل میں نماز کی ادائیگی کیسے کرے؟

☆ ہوائی جہاز، چلتی کشتی میں نماز ہو جائے گی۔ بس اور ٹرین میں اگر پڑھ لی تو وقت کا

۳۰ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ (۱۹۶۲ء) کو محدث اعظم پاکستان نے رحلت فرمائی

ثواب مل جائے گا فرض اور وتر نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ نقلی نماز ادا ہو جائے گی فرض نماز میں ایک ہی جگہ کا ہونا ضروری ہے۔ بعض کا موقف ہے کہ گاڑی میں بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن احتیاط کا تقاضا ہے کہ فرض نماز کا اعادہ کیا جائے۔

○ اعضاء جسمانی کا عطیہ دینا کیسا ہے؟

☆ ناجائز ہے نہ زندگی میں دے سکتا ہے نہ مرنے کے بعد کیونکہ آنکھ، گردہ وغیرہ اعضاء انسان کی ذاتی ملکیت نہیں امانت ہیں اس لیے کسی کو ان کا مالک نہیں بنا سکتا۔ انسان کو اپنے اعضاء میں تصرف کا حق ہے ان میں اتنا اور اسی طریقہ سے تصرف کر سکتا ہے جتنا اور جس طریقہ سے شریعت نے اس میں تصرف کا حق اور اختیار دیا ہے۔ اگر اس میں تجاوز کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

○ پلاسٹک سرجری کے حوالے سے آپ کی تحقیق؟

☆ اگر محض زینت کے لیے پلاسٹک سرجری کرائے تو جائز نہیں اگر دوسے ہیں بدخاد داغ ہیں چہرہ بگڑ گیا ہے سرجری کرانے سے درست ہو سکتا ہے تو پھر جائز ہے۔ بشرطیکہ طریقہ حرام نہ ہو اور نہ طبعی پڑھا پا تو دور کرنا مقصود ہو۔

○ اتحاد بین المسلمین کی غرض سے مختلف مکاتیب فکر کے درمیان مفاہمت اور قوت



برداشت پیدا کرنا کیسا ہے اجتماعِ تقریبات کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

☆ جائز ہیں بلکہ قیام امن اور غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے ضروری ہیں تخریب کاری کے خاتمے کے لیے ایسے پروگرام ہونے چاہئیں خود حضور اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ سے ثابت ہے۔

○ دیوبندی، وہابی، شیعہ وغیرہ کی اقتداء میں نماز کیسی ہے؟

☆ ہر بدعتیہ کی اقتداء میں باطل ہے کیونکہ نماز کا تعلق عقیدہ سے ہے اگر عقیدہ ہی غلط ہے تو نماز کیسے ہوگی کسی کافر، مشرک کی اپنی نماز بھی ادا نہیں ہوتی اصل عقیدہ ہے۔ عقیدے پر خوب غور کیا جانا چاہیے۔

○ بیعت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

☆ بیعت کا اصل مقصد تعلیم و تربیت ہے یہ کام اساتذہ کریں شیخ طریقت کریں مقصد ایک ہی ہے رسی بیعت کی کوئی حیثیت نہیں جاہل پیر اور جاہل مرید ایک دوسرے کا بیڑا غرق کرتے ہیں صوفیاء جو فقہاء تھے انھوں نے دین کی خدمت کی غیر فقہاء اور جاہل صوفیاء نے بدعات کو فروغ دیا اور دین کے ساتھ ظلم کیا اس دور میں سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ فقہاء کو صوفیاء کے تابع کر دیا گیا ہے جبکہ حقیقتاً صوفیاء فقہاء کے تابع ہیں۔ حلال حرام میں صوفیاء کی بات حجت نہیں فقہاء کی بات حجت ہے

### ۸۱-۱۹۸۰ء میں اخوان المسلمین پاکستان کی بنیاد رکھی

وہ متفق ہیں۔ عدالت کی بات حجت ہے۔ اگر عدالت کو اسمبلی کے تابع کر دیا جائے تو یہ ظلم ہے یہ ہرگز روا نہیں۔

○ آپ کب سے دورہ قرآن پڑھا رہے ہیں؟

☆ ۱۹۷۲ء سے اب تک مسلسل ہر سال دورہ قرآن کریم پڑھا رہا ہوں ایک دو سال مجبوراً ناغہ ہوا۔ پہلے پہلے شیخوپورہ پڑھایا وہیں سے ابتدا کی پھر دربار حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی مسجد میں مولانا محمد سعید نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں اس کے بعد جامعہ نقشبندیہ میرپور آزادی کشمیر میں حضرت سائیں رکن دین رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ میں پھر مسلسل جامعہ جماعتیہ لاہور میں۔ اب چھ سال سے مسلسل جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور میں پڑھا رہا

ہوں۔ اس سال بیماری کی وجہ جامعہ نظامیہ رضویہ جانا مشکل تھا اس لیے اپنی مسجد اخوان المسلمین پاکستان ۵۰۰ ارادی روڈ لاہور میں پڑھایا۔

○ آپ کے فتاویٰ مرتب کیے گئے ہیں؟

☆ ڈیڑھ سال جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں قیام کے دوران چھ جلدوں میں فتاویٰ نظامیہ مرتب ہوا ان کے تقریباً دو ہزار صفحات ہیں ساتویں جلد جدید مسائل میں ہے۔ لیکن وسائل کی کمی کے سبب ابھی تک چھپ نہیں سکا۔

○ شادیاں کتنی کی ہیں؟

☆ ایک شادی کی تھی مگر علیحدگی ہو گئی۔ طلاق دے دی۔ دوسری کے لیے فرصت نہیں میرے نزدیک شادی ایک مشن ہے مشن کے لیے موزوں رشتہ ملے تو دوسری شادی کروں گا۔

○ آپ کے زیر مطالعہ کتنی تفاسیر قرآن ہیں؟

☆ میں نے الحمد للہ بہت ساری تفاسیر پڑھی ہیں ہر تفسیر کی الگ الگ خصوصیات ہیں تفسیر

نو ضرورت کے تحت جائز ہے حج نص قطعی سے ثابت ہے جبکہ فوٹو کی حرمت حدیث شریف سے ہے

روح المعانی، مظہری، طبری، احکام القرآن، ہصاص اور انظم الدرر سے متاثر ہوا۔ یعنی مختلف اعتبارات سے مختلف تفاسیر سے متاثر ہوا۔

○ آپ نے کن کن موضوعات پر تصنیف کیا؟

☆ تقریباً ہر موضوع پر کام کیا ہے سو دے موجود ہیں چھاپنے والا کوئی نہیں۔

○ آپ کی لائبریری میں کتب کی کل تعداد کتنی ہے؟

☆ 50950 پچاس ہزار نو صد پچاس ہیں مخطوطے بھی ہیں فہرست بنائی ہے موجود ہے۔

○ آپ ساری زندگی میں کس کس سے متاثر ہوئے؟

☆ اسلامی تاریخ میں شیخین اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے بہت متاثر ہوا علمی حوالے سے اپنے استاذ مولانا عطاء محمد بندایا لوی صاحب قبلہ رحمہ اللہ علیہ سے متاثر ہوا۔ میرے نزدیک حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمہ اللہ علیہ ولی کامل تھے ان کی زیارت ہوئی



اسی زیارت کے طفیل میں نے دین پڑھنا شروع کیا۔ میں کہتا ہوں کہ جن کے زیارت کے طفیل مدہ علماء کی صف میں شامل ہو جائے وہ ولی ہوتا ہے حضرت محدث اعظم پاکستان انجی لوگوں میں سے تھے بڑے بزرگوں میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت امام غزالی سے متاثر ہوا۔

○ مدارس نظامیہ کے تعلیمی معیار سے آپ مطمئن ہیں؟

☆ نہیں۔ مدارس نظامیہ کے تعلیمی معیار سے مطمئن نہیں ہوں کوئی بھی نصاب خود کامیابی کے لیے کافی نہیں ہوتا بلکہ کامیابی کے لیے خمسہ عناصر ہیں (۱) نصاب (۲) استاد (۳) شاگرد اور (۴) انتظامیہ۔ مخلص (۵) تعلیمی ماحول

نصاب کتنا ہی اچھا ہو استاد ماہر نہ ہو تو اس نصاب کا کوئی فائدہ نہیں۔ نصاب کتنا ہی آسان کیوں نہ ہو طالب علم محنت نہ کرے تو کامیابی کہاں سے آئے استاد کتنا ہی علامہ اور قابل کیوں نہ ہو اور طالب علمی بہت زیادہ محنت کرنے والے کیوں نہ ہوں اگر پڑھائی کے لیے ماحول سازگار نہ ہو تو فروغ علم کیسے ممکن ہے ہمارے ملک سے پہلے کالجوں اور یونیورسٹیوں سے علم اڑ گیا اور پھر ان اثرات نے مدارس کا بیڑ غرق کر دیا۔ جو اب تک غرق ہو رہا ہے انہیں ابھی بچایا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ اصحاب حل و عقد اخلاص سے کام لیں۔ جب تک مدارس نجی طور پر کام کرتے رہے نتیجہ اچھا تھا اب وفاق المدارس اور تنظیم المدارس وغیرہ نے انہیں تباہ کر دیا ہے۔

○ قدیم اور عصری علوم کی یکجہ تدریس کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

☆ قدیم اور عصری علوم یکجا پڑھنا تو کوئی بات نہیں لیکن جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے یہ نامناسب

قرعہ اندازی کے بعد انعامی بانڈ کی قیمت میں کمی نہ ہوتی نہ ہو تو خریدنا جائز ہے

ہے اس سے بچہ نہ تو جدید علم سیکھ پاتا ہے اور نہ ہی قدیم علوم سے شناسائی ہوتی ہے نتیجہ کے طور پر نہ مسر نہ ملان۔ یعنی وہ آدھا تیز آدھا بیڑ بن جاتا ہے تکبر و غرور سے بھر لے بے فیض افراد تیار ہوتے ہیں۔ علماء کے لیے پہلے علوم اسلامیہ میں مہارت ہونا ضروری ہے اس کے بعد دوسری زبانیں سیکھیں تو نور علی نور ہے حضور ﷺ نے دوسری زبانیں سیکھنے کا ارشاد بھی فرمایا ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

نے حضور علیہ السلام کے ارشاد پر ہی تیرا یوم میں عبرانی زبان سیکھی تھی اور ایسے سیکھی تھی کہ لکھنا، پڑھنا، سمجھنا

کرائے کے حافظ سے چالیسویں کا ختم کرانا حرام ہے

اور بولنا سب سیکھ لیا تھا۔ اب اگر کوئی ایسا ذہین طالب علم ہو تو ضرور سیکھے۔ ہمارا عذاب یہ ہے کہ دخول درست نہیں نظم و ضبط نہیں جس کی وجہ سے بچوں کی ذہانت و لیاقت ختم ہو کر رہ جاتی ہے یہ تو وہی نصاب ہے کہ اونٹ کے ساتھ بکری باندھ دیں تو ایک کاستیا ناس ضرور ہوگا۔ کیونکہ اونٹ بکری کی چال نہیں چل سکتا اور بکری اونٹ کی طرح کیسے چلے۔

○ آج کل کرامت کا وجود منقود ہو کر رہ گیا ہے.....؟

☆ نہیں کرامت کا وجود منقود نہیں ہوا۔ کرامت برحق ہے ہر بزرگ کی طرف منسوب بات ضروری نہیں کہ وہ اس کی کرامت ہو بعض اوقات بلکہ اب تو اکثر اوقات کرامت نہیں ہوتی لیکن اسے کرامت مشہور کر دیا جاتا ہے یا ضعیف الاعتقادی کے سبب کرامت سمجھ لیا جاتا ہے۔

○ آپ سیاسی حوالے سے کس طرف میلان رکھتے ہیں؟

☆ میں کسی سیاست دان کو پسند نہیں کرتا یہی طبقہ قوم کے بگاڑ کا سبب ہے یہ تو ست لوگوں کے کپتان ہیں کامل ہے کام چور ہیں۔

○ اتحاد اہلسنت کے لیے آپ کا فارمولا؟

☆ یہ اتحاد ممکن نہیں اس لیے کہ زیادہ تر لوگ منافقت کا شکار عملی چور ہیں دعویٰ حضور ﷺ سے محبت کا کرتے ہیں اور مخالفت آپ ﷺ کے ارشادات مبارکہ کی کرتے ہیں یہی منافقت ہے اتحاد اہلسنت تو ممکن تب ہوگا جب یہ منافقت چھوڑ دیں گے اطاعت نبوی کو شعائر بتالیں گے ایسا کر لیں تو اتحاد خود بخود ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم ﷺ ایسی دوزوات مقدسہ ہیں کہ جن کے ساتھ محبت کرنے والوں میں دشمنی نہیں ہو سکتی بلکہ دوستی ہی ہوگی اور اگر محض خالی دعوے ہوں گے تو پھر یہ فیض کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔

○ آپ کا پیغام؟

☆ اس دور میں نام کے غوث و قطب ہزاروں مل جاتے ہیں مگر انسان لاکھوں میں دو چار مشکل سے ملیں گے۔ جبکہ سب سے بڑا مرتبہ و مقام انسانیت ہی کا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔







مری کا پیغام ملا موہڑہ شریف جاتے ہوئے راستے میں گولڑہ شریف چلے گئے اور حضرت پیر مر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ ملاقات ہوئی تو گولڑہ شریف میں حضرت پیر مر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ گولڑہ ہے آپ نے تو موہڑہ شریف جانا ہے۔ جب آپ موہڑہ شریف تحصیل مری پہنچے تو حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی قدس سرہ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا شاہ صاحب بغداد شریف سے تشریف لائے ہیں ملاقات کرو انیس تقریباً سال تک وہاں رہے وہاں سے آپ کو خلافت ملی اور حکم ملا تو داؤد خیل ضلع میانوالی تشریف لے گئے ایک مسجد میں جا کر ڈیرہ لگایا۔ داؤد خیل حملہ نئے خیل میں قیام کیا ان لوگوں نے مسجد کے ساتھ ایک حجرہ بنوایا آپ نے اس حجرہ میں بیٹھ کر راہ حق کی تبلیغ کی۔ وہاں کے لوگ فیض یاب ہوئے۔ دوسرا ڈیرہ کٹھ مصرال تحصیل خوشاب پہاڑی کے ساتھ لگایا۔ وہاں کے راجگان نے مسجد کے لیے جگہ دی مسجد کے ساتھ حجرہ بنوایا وہاں پر بھی فیض عام کیا۔ کٹھ اور داؤد خیل میں اکثر قیام فرماتے تھے۔ آپ نے دنیا کے کونے کونے میں سفر کیا۔ آپ نے کچھ وظائف، منور شریف پہاڑی میں مزار حضرت سلطان مہندی رحمہ اللہ علیہ کے ساتھ کیے وہاں پر وظائف پڑھے آپ فرمایا کرتے تھے..... موت کو یاد رکھو..... نماز کی پابندی کرو..... با وضو ہا کرو، وضو سے شیطان بھاگ جاتا ہے..... آنکھ اور دل کو پاک صاف رکھو..... سر سے کپڑا نہ اٹھاؤ۔ ٹانگ پر ٹانگ نہ رکھ..... موت کی تیاری کرو..... آپ مہمانوں کی خود تواضع کرتے..... آپ خود کھڑے ہو کر لنگر شریف تقسیم کرتے..... ہر آنے والا آدمی یہ سمجھتا تھا کہ حضور بابا جی صاحب پہلے سے مجھے جانتے ہیں۔ اخلاق اور ادب تو آپ کے گھر میں تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ جس بندے پر اللہ راضی ہو جاتا ہے تو اس بندہ کو نیک بندے کے پاس بھیج دیتا ہے اور پھر فرمایا کرتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ بہت زیادہ راضی ہو جائے۔ تو اللہ اس نیک بندہ کو اس آدمی کے گھر بھیج دیتا ہے..... آپ فرمایا کرتے تھے انسان کے جسم کے اندر ۳۶۰ لطائف ہیں اگر یہ زندہ ہوں ایک دفعہ..... اللہ ہو..... پڑھنے سے ۳۶۰ دفعہ کا ثواب ملتا ہے سیدھا قدم اٹھاؤ تو کہو۔ اللہ اور دوسرا قدم اٹھاؤ۔ تو کہو۔ آپ فرماتے تھے جتنے اولیاء اللہ زندہ ہیں وہ پردہ پوش ہیں چھپ گئے ہیں صاحب مزار کے پاس جاؤ۔ ادب کے ساتھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کے پاس جاؤ تو ادب کے ساتھ جاؤ۔ ادب نیکی کی ابتداء ہے کسی صاحب مزار کے پاس جاؤ۔ سر ہانے کھڑے ہو کر سورۃ بقرہ کی پہلی چند آیتیں پڑھیں اور قدموں کی طرف پر سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھیں۔ پھر سیدھے ہاتھ، چہرے کی طرف بیٹھ کر گیارہ تسبیح اللہ الصمد

پڑھیں اول آخر درود شریف پڑھیں صاحب مزار سے فیض ہوگا صاحب مزار کا تصور رکھیں..... آپ ہمیشہ علماء اور سادات کا احترام فرمایا کرتے تھے..... علماء کے بارے فرماتے تھے..... یہ میرے نبی ﷺ کے دین کے مجاہد ہیں..... آپ کو کبھی غصہ نہیں آتا تھا ہر آنے والے پر شفقت فرمایا کرتے تھے۔ چھوٹے بچوں کو بلا کر نعت شریف سنتے تھے۔

قدر نبی ﷺ والے کی جان، دنیا دار کہینے

وصال سے قبل جناب حضرت صاحبزادہ سید عبدالرزاق شاہ نے مدرسہ بنانے کی اجازت پوچھی فرمایا میں پوچھ کر بتاؤں گا دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ اجازت مل گئی اور اللہ اور اس کے حبیب ﷺ اور غوث پاک رضی اللہ عنہ مدد فرمائیں مدرسہ آپ کے وصال کے بعد تعمیر ہوا جس کا نام دارالعلوم مقصود یہ غوثیہ ہے یہاں پر آج کل کئی طالب علم پڑھ رہے ہیں۔

مکمل طور پر آپ کی سوانح حیات فرمودات، ارشادات، مشاہدات وغیرہ جلد شائع ہوں گے آپ نے زیادہ سفر پیدل کیا مسجد کی صفائی پر آپ بڑی توجہ دیتے ہیں فرماتے تھے..... مسجد کو آباد اور روشن کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے گھروں کو روشن کرے گا..... آپ نے اپنی ساری زندگی تقویٰ اور پرہیز گاری سے گزاری۔ اور زندگی حضور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر گزار کر ایک نمونہ پیش کیا۔ آپ کا مزار کوٹنگا شریف تحصیل تلہ گنگ میں مرجع خلافت ہے۔

میری گزارش ہے کہ جس آدمی کے پاس حضور بابا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بات نصیحت یا فرمان ہو تو مجھے بھیجیں ہم مشکور ہوں گے۔ آپ فرمایا کرتے تھے داؤد خیل حجرہ میں بہت سی نیک ہستیاں ملیں بلکہ آپ فرماتے اس حجرہ میں مجھے میرا رب ملا۔ جب آپ داؤد خیل تشریف لے گئے تو اس وقت وہاں کے لوگ دین کو نہ سمجھتے تھے تو آپ نے وہاں ڈیرہ لگا کر فیض عام کیا۔ پورے داؤد خیل نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آج وہ لوگ آپ کو بابا جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے پکارتے ہیں۔ مجھ جیسے ناقص انسان کو اس حجرہ شریف میں رہنے کا موقع ملا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ایک دفعہ میں سردیوں کے موسم میں تہجد کے وقت پیر صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ مسجد کے محراب میں تشریف فرما تھے میں آپ کے پاؤں مبارک دبار ہاتھ اور ساتھ ردھی رہا تھا۔ آپ نے توجہ فرمائی اور پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی حضور بابا جی صاحب! مجھے نوکری چاہیے میں بہت پریشان ہوں تو آپ نے لب مبارک میرے ماتھے پر لگائی ماتھے پر پیار کیا اور فرمایا کہ میرا بیٹا نوکری نہیں بلکہ لوگوں کو بھی نوکری دلوائے گا۔ بہت لوگ آپ کے پاس نوکری کے



لیے آئیں گے۔ آپ ان کے کام آئیں گے وقت دور نہیں ہے خدا کا شکر ہے کہ آج ایسی ہی بات ہے میرے مرشد کریم کا فرمان ہے ثابت ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کالاہور جانا ہوں تو کمری کے بارے یا ویسے جانا ہوا اور وہاں پر رہتے ہوئے آپ کو کام کوئی پڑ گیا یا کوئی مشکل پیش آئی تو وہاں پر داتا حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا دربار ہے وہاں چلے جایا کریں۔ آپ کو میرے پاس آنے سے تکلیف ہوگی۔ داتا صاحب رضی اللہ عنہ جا کر میرے سلام عرض کرنا اور اپنا کام عرض کرنا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ مدد فرمائیں گے فیض ہوگا۔ تو آج میں لاہور میں ہوں جب بھی کوئی ایسا وقت آتا ہے تو میں ایسا ہی کرتا ہوں اور مہربانی فرماتے ہیں اور کام ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض قیامت تک جاری و ساری رکھے اور ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے آمین۔

جامعہ نعیمیہ کراچی کے ناظم تعلیمات، جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما اور انجمن طلبہ اسلام کے بانی مفتی جمیل احمد نعیمی کا مکتوب گرامی

عزیز محمد محبوب الرسول قادری صاحب زید محمدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد سلام مستان و دعائے مؤذن کے معلوم ہو کہ آپ کے ارسال کردہ کتب و رسائل موصول ہوئے جزا کشم اللہ احسن الجزاء آپ نے فقیر کے انٹرویو کو جس اہتمام اور اذیت میں شائع کرنے کی کوشش فرمائی اس پر احقر آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکر یہ ادا کرتا ہے۔

الحمد للہ افق صحافت پر اس وقت ہمارے دو قبیح و مؤثر پرچے تاباں و درخشاں (سوائے حجاز، انوار ضا) آپ کے عزم و ارادے کا منہ یوں ثبوت ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے صیب پاک ﷺ کے صدقے حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے رفقاء اور آپ کے ساتھیوں کو مزید دین ستین کی خدمات سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے نیز یہ کہ آپ کے پرچے اور آپ کے فون سے یہ معلوم ہو کر دلی خوشی ہوئی کہ آپ..... تاجدار بریلی..... کے عنوان پر عظیم شمارہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس میں بھی کامیابی عطا فرمائے آمین ثم آمین احقر حق الامکان جو تعدادن ہو گا وہ انشاء اللہ رکھے گا حضرت علامہ مفتی محمد خان صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ اور جملہ احباب کو فقیر کا سلام نیاز عرض ہے۔

والسلام مع الاکرام  
جمیل احمد نعیمی

۳۔ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

۸ مارچ ۲۰۰۳ء

ایک گمنام سیرت نگار اور قادر الکلام نعت گو شاعر

راجہ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: محمد محبوب الرسول قادری

سیرت نگاری اور نعت گوئی فن ہی نہیں بلکہ فن سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی اور رسول کریم ﷺ کی شفقتوں کا خوبصورت شمر ہوا کرتی ہے نعت گوئی اور سیرت نگاری کی سعادت حاصل کرنے والی خوش بخت لوگ منتخب اور چنیدہ ہوا کرتے ہیں دارین کی سعادتیں ان کا مقدر ٹھہرتی ہیں۔ ایسے ہی خوش بخت لوگوں میں ایک شخصیت راجہ محمد شریف کی بھی ہے راجہ محمد شریف ہمارے شہر جوہر آباد میں طویل عرصہ تک کوہ نور شوگر ملز میں اکاؤنٹس ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز رہے لیکن سیرت نگاری اور نعت گوئی کے حوالے سے ان کی شخصیت کا خاص پہلو عوام کے سامنے نہ آ سکا اگرچہ اہل علم ان کے مداح اور معترف رہے گزشتہ دنوں کتابوں کے مطالعہ کے دوران میری ذاتی لائبریری سے ایک کتاب ”شہدائے عہد نبوی“ سامنے آئی جو مرحوم راجہ صاحب کی تصنیف ہے کتاب کے مطالعہ سے انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہ کتاب قلم و قرطاس کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ تو قلب و روح سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جو دل کی انگلیوں سے لکھے گئے ہیں جن کی براہ راست تاثیر روح تک جا پہنچتی ہے اور رسول کریم ﷺ کے تربیت یافتہ غلاموں کی داستان محبت و اخوت اور قربانیاں انسان کو خوب خوب متاثر کرتی ہیں اور انسان کے سینے میں یں جذبہ جہاد انگزائیاں لینے لگتا ہے ”شہدائے عہد نبوی“ کے مطالعہ کے بعد مجھے شدت سے احساس ہوا کہ مرحوم راجہ صاحب کی دیگر کا مطالعہ بھی کیا جانا چاہیے اور راقم کی زیر تہیہ کتاب ”تاریخ ضلع خوشاب“ میں راجہ محمد شریف مرحوم کا تذکرہ بھی شامل ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ شہر جوہر آباد یا ضلع خوشاب ہی نہیں بلکہ وطن عزیز اور ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ تھے اللہ کریم نے انھیں اپنے پیارے پیغمبر، نبی رحمت، نور مجسم ﷺ کی مدحت کے لیے منتخب فرمایا تھا اس سلسلہ میں مرحوم کے فرزند راجہ زاہد شریف جو میرے کالج فیلور ہے نے مرحوم کی دیگر تصانیف حیات رسالت مآب ﷺ اور آئینہ حجاز فراہم کیں۔ یہ دونوں



کتابیں ایک مسلمان کے لیے راہنما کا کام دیتی ہیں اور ان کے مطالعہ سے مرحوم راجہ صاحب کے دل میں عشق رسول ﷺ کی شمع فروزاں کا بھی احساس ہوتا ہے۔ انھوں نے آئینہ حجاز کے دیباچہ میں لکھا۔ "منکہ سنی محمد شریف، ذات مسلمان، وطن پاکستان اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ غالب کی طرح میرے آباء کے لیے بھی شاعری کبھی ذریعہ عزت نہیں بنی اور نہ ہی انہیں شاعری سے خدا واسطے کا بغیر یا لگاؤ رہا۔ البتہ پیشہ سپہ گری ضرور رہا ہے خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ پیشہ سپہ گری کتنی پشتوں سے میرے خاندان کی عزت بڑھا رہا ہے لیکن جہاں مجھے یاد ہے! میرا باپ اور دادا فوجی ملازم تھے۔ اور میں نے اپنے گھر میں کراچ اور چمکتے ہوئے تمنے بھی دیکھے ہیں۔ جو انہیں بحیثیت فوجی افسر اور شاندار فوجی خدمات کے صلہ میں ملے تھے۔ مگر اس ترغیب و تحریص کے باوجود اپنا پیشہ نہ سپہ گری ہے اور نہ شاعری۔"

مرحوم کے اس پیرا گراف سے پتہ چلتا ہے وہ ایک محبت وطن پاکستانی اور کھرے مسلمان تھے اور ان کے اجداد کی عسکری خدمات بھی مسلم ہیں۔

راجہ شریف کا آبائی تعلق ضلع راولپنڈی تحصیل گجر خان کے ایک چھوٹے سے گاؤں برج موہڑہ سے ہے۔ وہ صاحب سیف الملوک رومی کشمیر حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ سے خوب متاثر ہیں انھیں حضرت سعدی شیرازی قدس سرہ حفظ تھے انھوں نے غالب اور اقبال کے کلام سے راہنمائی پائی وہ اپنے عہد کے نامور ادیبوں کے مستقل قاری رہے اسلامیات ان کی فطرت میں بچپن سے شامل رہی۔ انھوں نے اپنا ماحول خود ہی بنایا جس پر اسلام کی چھاپ بہت گہری تھی انھوں نے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار اپنی شاعری اور اپنی نثری کتابوں میں خوب کیا ہے آئینہ حجاز سے متعلق خود رقم طراز ہیں۔

"میں نے سیدنا حضرت ابراہیم، تاریخ کعبہ، فلسفہ حج، حجتہ الوداع، اور ہجرت کے بعد کے واقعات و غزوات کا جنتہ جنتہ اور اجمالی ذکر کرتے وقت بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔ ان مقالات کی تیاری کے لیے میں نے سب کے نزدیک مستند اور پائے کی علمی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ کوئی مشکوک اور غیر معتبر چیز نہ آنے پائے۔ سیرۃ النبی، تاریخ کعبہ، تاریخ ابن

خلدون بقصص القرآن، حجتہ البالغہ اور زاد المعاد جیسی کتب سے میں نے مسائل کا استنباط کیا ہے اور ہر ممکن کوشش کی ہے کہ کوئی غیر مستند بات آپ تک نہ پہنچے۔ واقعات کی تفصیلات میں اختلاف ممکن ہے۔ بہر حال میں نے درمیانی راستہ اختیار کیا ہے۔ اور وہی مسائل لکھے ہیں۔ جو عوام و علماء میں مشہور و معلوم ہیں۔

شنیدم آنچه از پا کان امت ترا با شوخی رندا نه گفتم  
پہلے میرا ارادہ محض وہ نعتیں پیش کرنے کا تھا۔ جو میں نے زیارت روضہ اقدس کے وقت لکھی تھیں۔ مگر یہی چھوٹی سی بات اتنی دراز ہو گئی کہ ایک اچھی خاصی ضخیم کتاب سامنے آ گئی۔"

ان کی نعت نگاری کے حوالے سے اگر میں مثال دینا چاہوں تو میں یہ پسند کروں گا کہ مرحوم راجہ صاحب کی وہ نعت پیش کروں جو انھوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں اس وقت پیش کی۔ جب وہ الوداعی حاضری کے بعد واپس رنج سفر باندھ رہے تھے مرحوم کا تخلص برقی تھا نعت ملاحظہ فرمائیں۔

السلام اے حامل قرآن والا ذی وقار  
السلام اے خاتم آدم کے تابندہ نگین  
السلام والصلوة اے شافع روز حساب  
السلام والصلوة اے فاتح بدر و حنین  
السلام والصلوة اے آدمیت کی بہار  
السلام والصلوة اے ترجمان کردگار  
صد سلام اس شہر پر اس کی فضاؤں کو سلام  
تو محمد مصطفیٰ، پیغمبر آخر زماں  
جاریا ہوں تیرے در سے بادل ناخواستہ  
ہے دعا کہ ہو زیارت تیرے گھر کی بار بار  
السلام اے گلشن ہستی کے چہرے کے نکھار  
السلام اے رشتہ قدسی کے در شہسوار  
السلام والصلوة اے رحمت پروردگار  
السلام والصلوة اے آدمیت کی بہار  
السلام والصلوة اے ترجمان کردگار  
السلام اے گنبد خضریٰ کے ابدی شب گزار  
انبیاء کی آرزو نقش رسالت کا وقار  
ہے دعا کہ ہو زیارت تیرے گھر کی بار بار  
ایک دوسری نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

میرے رسول قدرت حق کے ہیں شاہکار  
میرے رسول باعث نگوین روزگار  
میرے رسول رحمت پروردگار ہیں  
میرے رسول باعث صبر و قرار ہیں  
اس نعت کے 33 اشعار ہیں اور ہر شعر پر رسول ﷺ کا پتہ دیتا ہے۔ مثلاً



استاذ العلماء و برہان الاصفیاء سند العاشقین دلیل العارفین حضرت مولانا

### علامہ حافظ محمد نور الدین فاروقی نقشبندی قدس سرہ

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی مدظلہ العالی نے ۱۰ مارچ ۲۰۰۳ء کی شب اچانک فون پر ارشاد فرمایا تو وقت کی قلت کی سبب انوار رضا میں مفصل تحریر شامل نہ کی جا سکی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بزرگان چکوڑی شریف کے احوال تعلیمات شامل اشاعت کیے جائیں گے۔ (ادارہ)

تحریر: صاحبزادہ فخر الامین فاروقی

(ارمغان لطیف فی تذکرہ اولیائے چکوڑی شریف سے انتخاب)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت اور ترقی صوفیائے کرام ہی کی مہموں منت ہے کہ ان مردانِ خدا نے جس تندہی اور خلوص نیت سے دین حق کی خدمت کی اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ آج برصغیر میں ہمیں جو اسلام کی روشنی نظر آرہی ہے یہ انہی پوریہ نشین اور گدڑی پوش نفوس قدسیہ کی سعی و جہد کا نتیجہ ہے۔ جنہوں نے علاقہ دنیا سے بے نیاز ہو کر خدمت دین اور احیائے سنت مصطفیٰ ﷺ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔

تحقق دوراں، راہبر کا ملاں، حضرت مولانا علامہ حافظ نور الدین صاحب فاروقی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار بھی انہی پاکیزہ ہستیوں میں ہوتا ہے۔ آپ اہل اللہ کے مقتدا، اہل علم و کمال کے راہنما، راہ طریقت کے حاوی، ولایت و ہدایت کے مہر منور اور کرامت و ریاضت کے اعتبار سے اپنے دور کے شیخ کامل تھے آپ کا سلسلہ نسب تقریباً بیالیس واسطوں سے ہو کر خلیفہ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔

آپ ٹھیکہ یاں شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا علامہ حافظ غلام رسول صاحب فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے کامل درویش صوفی باصفا اور جید عالم دین تھے۔ آپ کا خاندان علم و فضل کے لحاظ سے اس علاقہ میں امتیازی حیثیت کا حامل تھا۔ آپ کا سارا

میرے رسول عاصی و زاہد کی قبلہ گاہ میرے رسول ادنیٰ و اعلیٰ کی بارگاہ  
میرے رسول شاہ و گدا کے ہیں پادشاہ میرے رسول ذکر جن کا بے وضو گناہ  
میرے رسول مرجع ہر خاص و عام ہیں میرے رسول بے شبہ خیر الانام ہیں  
اور آخری اشعار ملاحظہ ہوں۔

میرے رسول اکمل و کامل و حق شناس میرے رسول سورۃ و النجم کی اساس  
میرے رسول حسن خدا کا ہیں انعکاس میرے رسول معنی قرآن کا اقتباس  
میرے رسول عبد بھی ہیں اور عبد میرے رسول نسل انسانی کی آبدو  
☆☆☆ ☆☆☆

میرے رسول جن کے کمالات مقدسہ میرے رسول جن کے معجزات مقدسہ  
میرے رسول جن کے واقعات مقدسہ حالات مبارکہ اور حیات مقدسہ  
لکھی ہے میں نے اے میرے اللہ! میرے رسول یہ برقی کی ناچیز سی کوشش کریں قبول  
رابعہ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ سیرت نگاری کا بے حد شوق رکھتے تھے "حیات رسالت مآب  
ﷺ" (واقعات عظیمہ کی ترتیب زمانی) منفرد انداز میں تحریر فرمائی اور اپنی نوعیت کا منفرد کام کیا۔  
انہوں نے سیرت سرور کائنات ﷺ کے عظیم و حسین واقعات کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ اس  
کے ساتھ ہی واقعات کا سن اور اس وقت سرور عالم ﷺ کی عمر شریف بھی ساتھ ہی درج کر دی  
ہے۔ اور پوری کتاب ایک گوشوارے کی صورت میں شائع کرنے کا اعزاز پایا ہے۔ ان کے ہاں  
ادبی چاشنی بھی ہے اور شعر و سخن کی لذت بھی۔

مرحوم رابعہ صاحب کے تذکرے کے لیے ایک مختصر سا مضمون چنداں طور پر کافی نہیں ہے  
بلکہ اس کے لیے رسالے کا مکمل خصوصی نمبر اور ان کی حیات پر مستقل کتاب مرتب کرنے کی  
ضرورت ہے کاش اس طرف ان کے قرابت دار، عزیز و اقرباء اور حلقہ احباب کے علاوہ صاحبان  
قلم و قریطاس اور ارباب علم و فضل متوجہ ہوں کیونکہ مرحوم رابعہ محمد شریف کسی ایک خاندان کے نہیں  
بلکہ پوری ملت مسلمہ کا عظیم سرمایہ تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خدمت کی توفیق بخشی تو یہ ہمارا  
اعزاز ہوگا اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے ان کی قبر کو روشن ٹھنڈا، منور اور  
کشادہ فرمائے اور قوم کو مرحوم کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے۔



گھرانہ علماء و فضلاء پر مشتمل تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ اور گھر کی دوسری مستورات سب عابدہ، زاہدہ اور زیور علم سے آراستہ تھیں۔ ہر وقت تسبیح و تہلیل اور ذکر خدا کا غلغلہ اس با برکت گھرانہ سے بلند ہوتا رہتا تھا۔ یہ گھرانہ اپنے اخلاق جو دو سخا اور مہمان نوازی کی وجہ سے دور دور تک مشہور تھا۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور ۹ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر اعلیٰ دینی علوم کی تحصیل کے لیے لاہور تشریف لے گئے اور مولانا علامہ غلام محی الدین گوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ (یہ مدرسہ مسجد بازار حکیمیاں والی میں تھا) میں پہنچ کر مولانا موصوف کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا وہیں پر مولانا موصوف کے چھوٹے بھائی مولانا علامہ احمد دین گوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی پڑھاتے تھے۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھ کتابیں آپ سے بھی پڑھیں۔ اسی طرح آپ نے کتابت، صرف و نحو، منطق، فلسفہ، معانی، تفسیر وحدیث اور فقہ پر مکمل عبور حاصل کیا۔ مگر طبیعت پھر بھی سیر نہ ہوئی۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے دہلی شریف کا رخ کیا جو اس زمانہ میں علم و ادب کا عظیم مرکز تھا۔ وہاں پر آپ نے حضرت مولانا علامہ مفتی صدر الدین آزر دہ رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے مستند عالم دین سے علوم مروجہ کی تکمیل کی۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہمدرس تھے۔ وہیں سے آپ نے مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے دستار فضیلت حاصل کی اور واپس پنجاب تشریف لائے۔

جملہ علوم کی تحصیل کے بعد آپ کی ذہنی و بے قراری میں کوئی فرق نہ آیا اور روحانی غذا کی ضرورت محسوس ہوتی رہی۔ دل اور روح کی دھڑکنیں بر ملا پکارتیں۔

پڑھ لیے میں نے علوم شرق و غرب روح میں باقی ہے اب بھی درد و کرب چنانچہ آپ نے اس زمانہ میں مشہور صوفی بزرگ اور روحانی پیشوا شیخ کامل حضرت خواجہ میر سید غلام محی الدین شاہ صاحب نقشبندی قصوری دائم الحضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہرت سنی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔ خواجہ قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی نظر میں آپ کو روحانیت کی بلندیوں پر پہنچا دیا انوار الہی اور تجلیات ربانی آپ پر جلوہ گر ہونے لگے اور آپ کا دل دنیا سے متنفر ہو گیا۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی الہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں آپ کچھ عرصہ شیخ کامل کے حضور میں ہی رہے۔ پھر خواجہ قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اجازت کے ساتھ ہی یہ ہدایت کی واپس جا کر دین مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن رکھنا۔

کہتے ہیں کہ خانقاہ کے دوسرے درویشوں نے شور مچایا اور کہنے لگے کہ ہم عرصہ دراز سے آپ کی خدمت کر رہے ہیں ہمیں کچھ عطا نہیں ہوا۔ اور حافظ نور الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اتنی جلدی سب کچھ (فیوض و برکات) لے گئے یہ سب باتیں سن کر خواجہ قصوری دائم الحضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نادانو حافظ نور الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس دیا اور ماچس پہلے سے موجود تھی۔ میں نے تو صرف آگ لگا کر دیا روشن کیا ہے اور تمہارے پاس ابھی کچھ بھی نہیں۔ خواجہ قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ بات سن کر سب درویش خاموش ہو گئے اور قبلہ حافظ نور الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے واپس گاؤں ٹھیکریاں شریف میں تشریف لے آئے اور درس و تدریس کے کام میں اپنے والد ماجد کا ہاتھ بٹانے لگے۔

حقیقت مندوں کے پر زور اصرار پر آپ چکوڑی بھیلوال تشریف لے آئے اور اسی گاؤں کو اپنا مستقل ٹھکانا بنا لیا اور دین مصطفیٰ ﷺ کی تبلیغ و ترویج میں ہمد تن مشغول ہو گئے۔ آپ نے چکوڑی بھیلوال میں ایک چھوٹے سے دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی جو بہت جلد ایک عظیم درس گاہ کی شکل اختیار کر گیا۔ یہی چکوڑی بھیلوال، چکوڑی میاں صاحب اور پھر چکوڑی شریف بن کر علم و فضل اور حکمت و عرفان کا مرکز بن گیا جہاں لوگ دور دور سے آکر فیض یاب ہوتے اور تشنگان علم حقد اپنی پیاس بجھاتے۔

نماز تہجد سے فارغ ہو کر فجر کی نماز تک آپ حفاظ کرام کی منزلیں سنا کرتے اور فجر کی نماز کے بعد کتب درس نظامی کی تدریس میں مشغول ہو جاتے اور جب تک تدریس سے فارغ نہ ہو جاتے کسی دوسرے کام کی طرف بالکل توجہ نہ دیتے۔ علوم دینیہ کی تدریس میں آپ یکتاے روزگار تھے۔ بے شمار غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور دولت ایمان سے مشرف ہو کر بارگاہ ایزدی میں سرگرم ہوئے۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کو بہت فروغ دیا۔ فتویٰ نویسی، سرکاری عمل داری



اس زمانہ میں نئی نئی حقیقتیں پیدا ہو رہی تھیں۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم و عمل اور دین داری کے پیش نظر مقدمات میں شرعی فیصلوں کے لیے آپ ہی سے رجوع کیا جاتا تھا اور آپ کو اکثر ان مقدمات کے سلسلے میں گجرات جانا پڑتا۔ جس سے آپ کا اور آپ کے طالب علموں کا (جو دور دور سے چکوڑی شریف تحصیل علم کے لیے آتے) کافی خرچ ہوتا تھا اس کا آپ نے یہ حل تلاش کیا کہ طالب علموں کو بھی سفر میں ساتھ رکھتے اور راستہ میں بھی انہیں سبق پڑھاتے اور سمجھاتے جاتے ڈپٹی کمشنر نے جب یہ حالت دیکھی کہ آپ کا اور آپ کے طالب علموں کا کافی وقت ضائع ہوتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر گجرات جو کہ خود بھی علماء و فضلاء کا قدر دان تھا خود چکوڑی شریف حاضر ہوا اور حکم صادر کیا کہ آئندہ قبلہ حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو گجرات آنے کی زحمت نہ دی جائے بلکہ فیصلہ طلب امور چکوڑی شریف میں ہی ان کے روبرو پیش کئے جائیں اور فریقین یہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اس طرح آپ گورنمنٹ کی طرف سے اس علاقہ کے لیے شرعی حج مقرر کئے گئے بے شمار مقدمات آپ کے پاس آتے جن کا آپ شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مثالی دین داری اور علم و فضل کا یہ رعب و دبدبہ تھا کہ کیا مجال کوئی جھوٹی گواہی دے جائے اور پھر فراست کے سبب بمصداق۔ اتقوا فراسیہ المومن فانہ بنظر بنور اللہ۔ یہ مثل بھی حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر بھی صادق آتی تھی ایک دفعہ ایک مقدمہ میں مسلمین نامی ایک شخص نے گواہی دی تو حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک تیز نظر ڈالی اور فرمایا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ سچ بات بیان کرو۔ وہ شخص کانپنے لگا اور جھوٹ سے توبہ کر کے سچ بتا دیا۔ دوسرے گواہوں اور خود مدعی نے بھی تسلیم کیا کہ اس کا دعویٰ غلط ہے اور انھوں نے آپ سے معافی مانگ لی۔ آپ نے بغیر کسی رعایت کے حق پر مبنی فیصلہ سنایا اور مثل برائے اذخال گجرات روانہ کر دی۔

1865ء میں جب لاہور میں گورنمنٹ کالج قائم ہوا۔ اور اس میں حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو صدر شعبہ علوم شرعیہ کا عہدہ قبول کرنے کی دعوت دی گئی مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ..... "میں یہاں اس چھوٹے سے گاؤں میں رہ کر آزادانہ طور پر جس طرح دین مصطفیٰ ﷺ کی خدمت کر رہا ہوں انگریز کی ملازمت میں رہ کر نہیں کر سکتا۔"..... یہی دعوت مولانا علامہ سید احمد قلعہ داری رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی دی گئی مگر آپ نے بھی انکار فرمادیا۔ بعد میں یہی عہدہ حضرت مولانا علامہ فیض الحسن صاحب سہارن پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا گیا..... کل نفس ذائقۃ الموت کے مطابق بارگاہ ایزدی میں آپ کی طلبی ہو گئی اور کم و بیش پون صدی کی ضیاء پاشیوں کے

بعد 1302ء میں علم و عمل کا یہ درخشندہ آفتاب اہل دنیا کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے اوجھل ہو گیا۔ آپ کے وصال کی خبر آنا فانا چاروں طرف پھیل گئی۔ ایک بڑی بھیڑ تھی۔ جو چاروں طرف سے چلی آئی تھی۔ موت العالم موت العالم کی مثال اس سے کم ہی دیکھنے میں آئی ہوگی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند رشید حضرت خواجہ محمد امین صاحب فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی۔ آپ کو چکوڑی شریف کے بڑے قبرستان کے شمال مشرق کی طرف (جہاں پر آپ نے طالب علموں اور زائرین کے لیے مکان تعمیر کرایا تھا) سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کی لوح مزار پر شیخ عبداللہ صاحب ساکن چک عمر کا لکھا ہوا یہ قطعہ کندہ ہے۔

جناب فضیلت تاب کمال چو کرد انتقال از سرائے زوال  
زہ نور ملت زہ نور حق زہ نور دیں حافظ قیل و قال  
شیخ از لب ہاتف آمد ندا کہ گو غائب نود "جلی" بسال  
آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کا فیض جاری ہے۔ حضرت شیخ عبداللہ صاحب ساکن چک عمر فرمایا کرتے تھے۔ جب مجھے کسی بھی مسئلہ میں گرہ پڑتی۔ تو میں چکوڑی شریف کا رخ کرتا تھا۔ کبھی تو مسئلہ راستہ میں ہی حل ہو جاتا اور کبھی حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک پر بیٹھ کر فاتحہ خوانی کرنے کے بعد مشکل حل ہو جاتی تھی۔

آپ کی وفات پر حضرت شیخ عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بھی بہت سے شعراء نے آپ کی تاریخ وفات لکھی۔ جن میں حضرت مولانا علامہ صالح محمد کجاہی رحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا علامہ عبدالکریم صاحب قلعہ داری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام نامی شامل ہیں۔ صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے آپ کی تاریخ وصال "لعل بے نظیر" (1302ھ) سے نکالی ہے۔

آپ نے ایک صاحبزادہ اپنی یادگار چھوڑا جو آسمان تصوف پر مہتاب بن کر چکا اور اس نے دنیا کو اپنے فیض کی کرنوں سے جگمگایا اس مہتاب کا نام نامی حضرت خواجہ محمد امین صاحب فاروقی چشتی سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جن کو دنیا صاحبزادہ صاحب کے نام سے جانتی تھی۔ حضرت خواجہ حافظ نور الدین صاحب فاروقی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عرس پاک ہر سال یکم۔ ۲۔ چیت کو نہایت عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ عرس پاک کے تمام انتظامات سجادہ نشین آستانہ عالیہ امینیہ خواجہ پیر محمد یوسف فاروقی چشتی سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔



## سلام رضا پر طارق سلطانپوری کی تضمین کا ایک جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر (کوئٹہ)

اللہ تعالیٰ نے سید البشر، امام الانبیاء، شفیع المذنبین اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا: "اے حبیب! اگر ہم تمہیں پیدا نہ کرتے تو اس کائنات کو بھی پیدا نہ کرتے۔" مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رفعتنا لک ذکرک (پارہ ۳۰، الانشراح: ۴) اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو رفعت بخشی۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ (پارہ ۲۱، سورہ احزاب) (تمہارے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بہترین نمونہ ہے۔)

وانک لعلی خلق عظیم (اور بے شک تم بڑے خلق پر (فائز) ہو۔ پ ۲۹، ۱) قیامت کے دن جب تمام مخلوقات کو ختم کر دیا جائے گا تو کوئی کسی کا ذکر کرنے والا نہ ہوگا مگر اللہ کے حبیب کا ذکر اس وقت بھی ہو رہا ہوگا کیونکہ آپ ﷺ کا ذکر کرنے والا خود خدا ہے جو جی و قیوم ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کا وعدہ ہے۔ ان اللہ و ملتکۃ یصلون علی النبی۔ (بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور بھیجتے رہیں گے۔ سورہ احزاب پارہ ۲۲ آیت ۵۶)

یہ ایک صداقت ہے کہ: نابغہ روزگار امام احمد رضا محقق بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ستر سے زیادہ علوم و فنون پر حاوی تھے مگر عشق مصطفیٰ ﷺ ان پر حاوی تھا۔ گویا مفسر، محدث اور فقیہ حضرت امام رضا بریلوی قدس سرہ کا مشن ہی "عشق مصطفیٰ ﷺ" جس کی خوشبو چار دایک عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ کو زیادہ سے زیادہ جام کرنا، پھیلا نا اور وسعت دینا تھا۔

زمین و زمان تمہارے لیے نیکین و مکین تمہارے لیے جنس و چنان تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے مبادہ چل کر باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے لوا کے تلے ثانی میں کھلے رضا کی زبان تمہارے لیے حقیقتاً جب امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان حضرت سرور کونین، ہادی برحق ﷺ کے حضور ثنا کے لیے وا ہوئی تو بے مثال سلام رضا جس کا مطلع ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزم ہدایت پر لاکھوں سلام صفحہ قرطاس پر رقم ہوا۔ یہ سلام اے اشعار پر مبنی ہے۔ اس کا ہر شعر خلوص و عقیدت اور

عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہ برجستہ و بر محل الفاظ و معانی کا ایسا حسین و جمیل گلدستہ ہے۔ جس کی خوشبو اقصائے عالم میں پھیل چکی ہے اس میں مشرق و مغرب کی تخصیص نہیں بلکہ جہاں جہاں اردو بچتی ہے وہاں وہاں تک "سلام رضا" کا شہرہ ہی شہرہ ہے اور اس مقبولیت میں روز افزوں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔

یہ روح پرور اور ذہن افروز درود و سلام اپنے شکفتہ پن کے باعث سننے والوں کے سوائے ہوئے ضمیر کو جگا دیتا ہے۔ اسے والہانہ انداز سے پڑھنے تو یہ قلبی و روحانی سکون کا سبب بنتا ہے۔ یہ اخلاق کے سنوارنے اور نکھارنے کا ضامن ہے۔ یہ تطہیر روح اور تزکیہ نفس کے لیے اکسیر ہے۔ چشم بینا سے اس کیفیت سے تجدید حیات حاصل کیجئے جس میں بوڑھے، جوان اور بچے سبھی جھوم جھوم کر کیف و مستی اور سرشاری و سپردگی کے عالم میں دست بدست کھڑے ہو کر پریم آنکھوں کے ساتھ یہ سلام پڑھتے ہیں۔

"سلام رضا" میں سرکار مدینہ کا سراپا اور عہد طفولیت سے لے کر عہد نبوت کا نقشہ ایسے انداز میں کھینچا گیا ہے۔ جس کا جواب نہیں۔ اس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری سیرت سامنے آ جاتی ہے۔ اس میں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے مطالب کو بطریق احسن سوایا گیا ہے۔

"سلام رضا" سے واشگاف ہوتا ہے کہ اس کے تخلیق کار کا دل عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا تو ہے ہی حب اہل بیت و صحابہ کرام رضوان علیہم پھر آئمہ مجتہدین اور اولیائے کاملین خاص کر سیدنا غوث اعظم سے معمور ہے۔ اسی لیے ان کی درخواست انفرادی یا ذاتی نہیں بلکہ جماعتی اور اجتماعی ہے۔ کہتے ہیں۔

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام ہمارے آج کے تضمین نگار جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے "باران رحمت" میں اسی شعر پر خوبصورت انداز میں تضمین کہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

طالب مرحمت میں ہی تنہا نہیں ان کی تسنیم کا کون پیاسا نہیں کون محتاج ان کے کرم کا نہیں ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

اصطلاح عروض یا اصطلاح شعرا میں تضمین کسی مشہور مضمون یا شعر کو اپنی نظم میں داخل یا چسپاں کرنا یا دوسرے کے شعر پر مصرعے یا بند لگانے کو کہتے ہیں۔ (فرہنگ آصفیہ جلد اول، مولوی



سید احمد دہلوی، لاہر، طبع دوم ۱۹۸۷ء ص ۶۱۰ نور اللغات جلد دوم، مولوی نور الحسن نیر، لاہور، ۱۹۸۵ء ص ۲۶۹

# ہم بزم انوار رضا

## کے تنظیمی و تحریکی ترجمان

### مجلہ انوار رضا جوہر آباد

کی طرف سے دنیائے اسلام کے عظیم محدث، مجدد، فقہ، محقق، عالم باعمل اور سچے عاشق رسول ﷺ نائب غوث اعظم سیدنا علیہ السلام کی عظیم البرکت الشاہ

امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کی خدمات و تعلیمات کے حوالے سے عظیم الشان تاریخی تاجدار بریلی نمبر

شائع کرنے کے قابل تقلید فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور اس کی کامیابی کے لیے دعا گو ہیں۔

یکے از خدام کوٹ گلہ شریف  
قاری ملک محمد اکرم اعوان آف ٹی شریف

042-5164060-6312686-6375458-5162376

0454-722376-Mob:0230-4884694

جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے اپنی تفسیر "باران رحمت" کا انتساب جناب سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کے نام کیا ہے۔ جو سوز و گداز سے لبریز دل کے مالک ہیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے والد و شیدا ہیں۔ انہی کی لگاؤ و ترغیب و تشویق کا حاصل یہ تفسیر ہے۔ اب وہی اس کی معیاری اور دیدہ زیب اشاعت کا بند و بست کر رہے ہیں۔ اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کے لیے صدق دل سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ لا الہ الا اللہ میں توحید باری تعالیٰ کا اقرار ہے۔ جبکہ محمد رسول اللہ میں رسالت محمدی کا اعتراف ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کے بغیر معرفت الہی کا حصول ناممکن ہے۔ اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کے سوا کوئی اور سبیل نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی  
یحبکم اللہ (آل عمران ۳/۱۱)

اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کی بڑی اہمیت و وقعت ہے۔ اسی لیے اسلام کا سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا سیرت النبی کے مطالعہ کے بغیر ناممکن ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا سب سے بڑا پہلو رسالت ہے۔ اور رسالت کا تعلق پوری انسانیت سے ہے۔ چونکہ رسول مقبول ﷺ کی شخصیت سے رسالت کو علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی فقط پیدائش سے وفات تک کے واقعات میں دوسرے اشخاص و افراد کی زندگیوں کی طرح مقید نہیں ہو سکتی۔ نتیجہ سیرت نبوی کے دائرے میں چند تاریخی واقعات اور سوانح حیات ہی نہیں آئیں گے۔ سارا قرآن آجائے گا، ساری ہدایات و تعلیمات آئیں گی، تمام احکام و قوانین اور فرامین و مکاتیب، عقائد و عبادات اور معاملات و آداب آئیں گے۔ بلکہ ان تمام رفقاء کے حالات بھی جن کی خاص تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور مختلف ذمہ داریاں ان کو تفویض کیں۔

ہمارے تفسیر نگار جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے "باران رحمت" کو منظر عام پر لانے سے پیشتر سعی بلیغ کی کہ وہ متذکرہ بالا حقائق جو "سلام رضا" کی روح ہیں..... کو دل و دماغ میں کما حقہ جذب کر لیں۔



عالم اسلام کی عظیم درس گاہ

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے صد سالہ جشن کی مناسبت سے



دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی افتدار کا محافظ جوہر آباد

تنظیمی و تحریری مجلس  
دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

سیدنا امام اعظم کے علمی اور سیدنا غوث اعظم کے روحانی جانشین، امام العصر، اعلیٰ حضرت

محرث  
بریلیوی قلم ہذا

امام احمد رضا خاں قادری

کی یاد میں عظیم الشان تاریخی

تاجدار بریلی نمبر

شائع کر رہا ہے جس کے ساتھ تعاون آپ کی دینی فریضہ ہے۔

تحقیقی مضامین، شعر و کلام کا نثر و عقیدت، فضائل بریلی شریف کے تعارف و تاثرات  
کے علاوہ یادگار نثر و دینی شامل ہوں گے آپ اس اشاعت خاص میں اپنے ادارہ کے  
اشہار اور ایڈوانس کاپیاں بک کر دیا کرمانت فرما سکتے ہیں

دعوت دین کے سلسلے میں آپ بھی دست تعاون بڑھائیے

محمد محبوب الرسول قادری (منفصل نمبر)

برائے رابطہ

پتہ: دارالعلوم منظر اسلام بریلی 198/4 جوہر آباد (41200) پنجاب پاکستان

فون نمبر: 0454-721787-042-7594003

0300-9429027